
188547

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188547
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۵۲ Accession No. ۹۷۰۷

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

میر عالم

محمد سراج الدین طالب

سلطنت آصفیہ کے مشہور وزیر اعظم

میر عالم

کے

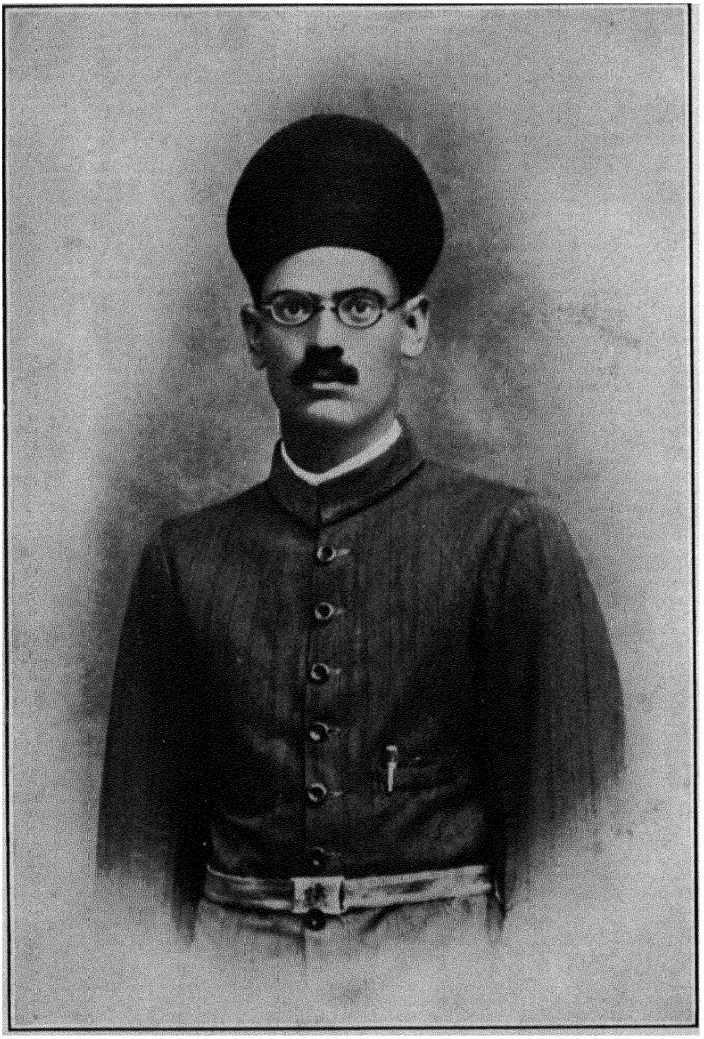
سوانح زندگی

مؤلف

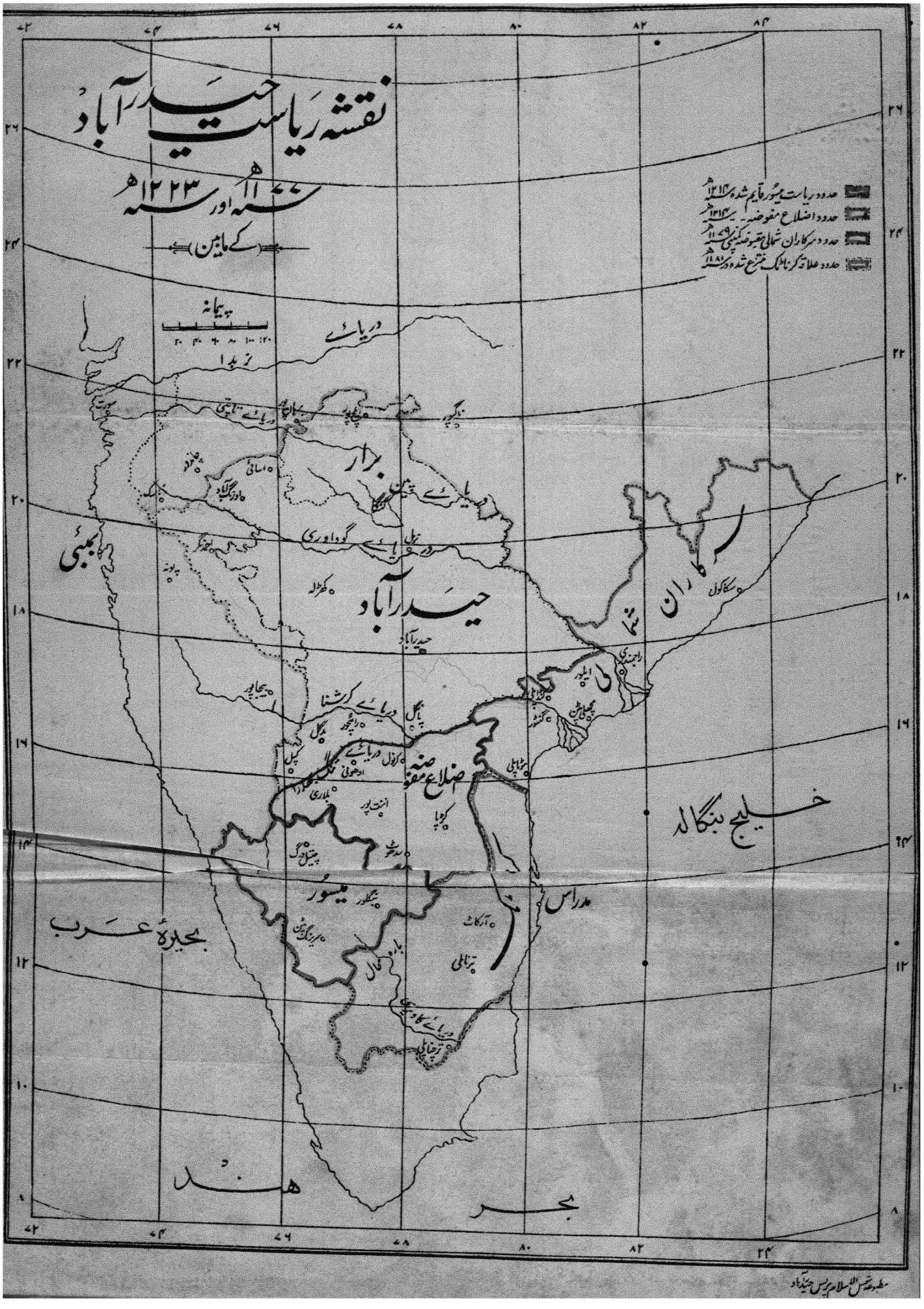
محمد سراج الدین طالب

۱۳۴۹ھ
۱۹۳۰ء

جملہ حقوق محفوظ



تصویر سراج الدین طالب مولف سوانح میر عالم



مطبوعہ شمس الاسلام پریس حیدرآباد

نذر

میں اس قدیمی وابستگی کی بنا پر جو مجھے عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر سابق مدار المہام سلطنت آصفیہ کے دامان دولت سے باعث جدِ رہی ہے اس کتاب کو (جو آپ کے ایک معزز رکن خاندان کے سوانح حیات پر مشتمل ہے) نواب صاحب موصوف کے نام نامی پر معنون کرنے اور نذر گزرانے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

محمد سراج الدین طالب

تعریفِ کتاب

مجھ کو اوائل عمری سے تاریخ کے مطالعہ کا شوق رہا ہے کالج کی تعلیم کے زمانے میں اسی بنا پر میرے اختیاری مضامین تاریخ قدیم و جدید بھی رہے اس تاریخی تعلیم میں میری نظر وسیع ہوئی تو مجھے اپنے ہی ملک اور بالخصوص عہد آصفیہ کے متعلق تاریخی تفحص کا شوق ہوا اسی دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ میں نے یہ کتاب "**میر عالم**" تالیف کی جو سلطنتِ آصفیہ کی تاریخ کے سلسلے کا ایک درمیانی زینہ ہے اور ایک اہم ترین عہد کے مشہور وزیر اعظم کے سوانح زندگی پر مشتمل ہے۔ اس میں حیات میر عالم کے قطع نظر نظام علیخاں کے آخری دور اور سکندر جاہ کے اوائل عہد سلطنت کے تاریخی حالات کی تفصیلی بحث کی گئی ہے اور حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے یہ تالیف اپنے موضوع میں مکمل ہو خدا کرے کہ عوام و خواص میں مقبول ہو فقط

مؤلف

محمد سراج الدین طالب

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ
قریب بانی جویلی - حیدرآباد دکن

خصوصیات کتاب

۱۔ اس تالیف میں اکثر ایسے رقعات و اسناد سے استمداد کیا گیا ہے جن کا حوالہ یا ذکر تاریخ کی کسی کتاب میں نہیں ملتا اور جن پر اب سے پیشتر ہمارے سوائے کسی اور نے استدلال نہیں کیا

۲۔ متن میں جہاں کوئی ہجری سن بتایا گیا ہے وہاں عیسوی سن سے اور جہاں سن عیسوی بتایا گیا ہے وہاں ہجری سن سے اس کی مطابقت بتائی گئی ہے اور حتی الامکان تاریخوں کی مطابقت کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ شاہان آصفیہ کے لئے وہی القاب بعد الموت استعمال کئے گئے ہیں جن کو مورخین سابق نے بھی اختیار کیے ہیں چنانچہ

آصف جاہ اول کیلئے مغفرت مآب　　آصف جاہ ثالث کیلئے مغفرت منزل

آصف جاہ ثانی کیلئے غفران مآب　　آصف جاہ رابع کیلئے غفران منزل

۴۔ تاوقتیکہ کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے ماخذ کے حوالے کی سخت ضرورت نہو اس سے احتراز کیا گیا ہے۔

ج

۵ ۔ جن اشخاص و امراء کا ذکر متن میں آیا ہے اُن میں سے اکثر کی تعریف فٹ نوٹ میں کی گئی ہے اور جن کے احوال معلوم نہو سکے مجبوراً نظر انداز کر دئے گئے ۔

۶ ۔ میر عالم سے متعلق جتنی چیزوں کے فوٹو میسر آسکے اُن کو کتاب میں داخل کیا گیا ہے ان کے علاوہ نواب سالار جنگ بہادر کا بھی ایک فوٹو اس بنا پر شریک کیا گیا ہے کہ نواب صاحب موصوف کو میر عالم مغفور سے نسبی تعلق ہے جو شجرہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگا اور شجرہ بطور ضمیمہ آخر کتاب میں رکھا گیا ہے ۔

۷ ۔ ضمیمہ الف میں وہ خط بلفظہٖ نقل کیا گیا ہے جو از سطو جاہ نے میر عالم کو فتح میسور کے بعد لکھا تھا اس خط سے تقسیم ملک و مال کی نسبت بہت سارے تاریخی معلومات فراہم ہوتے ہیں ۔

۸ ۔ فہرست مضامین و تصاویر اور فہرست ماخذات (علیہیات) کے علاوہ ایک فہرست اشاریہ (انڈکس) بہ ترتیب حروف تہجی دیگئی ہے تاکہ اعلام و اسماء کے متعلق معلومات فراہم کرنے میں آسانی ہو اور اس فہرست میں ان اسماء یا اعلام کو بھی شامل کیا گیا ہے جن کا ذکر فٹ نوٹ میں آیا ہے ۔

مؤلف

علیہیات

فارسی

۱۔ اندازۂ واقعات دکن	قلمی	لمؤلفہ
۲۔ اوصاف بیتر	قلمی	سید محمد
۳۔ باغ وبہار	قلمی	حسن علیخاں
۴۔ تاریخ گوہر شاہوار	قلمی	لمؤلفہ
۵۔ تاریخ ماہ نامہ	قلمی	غلام حسین خاں جوہر
۶۔ تاریخ یادگار مکھن لال	مطبوعہ	مکھن لال
۷۔ تحفۃ العالم	مطبوعہ	عبداللطیف شوستری
۸۔ تذکرۂ بے نظیر	مطبوعہ	لمؤلفہ
۹۔ تذکرہ روز روشن	مطبوعہ	لمؤلفہ
۱۰۔ تزک آصفیہ	مطبوعہ	شاہ تجلی علی
۱۱۔ حدیقۃ العالم	قلمی	سید محمد ابوتراب
۱۲۔ حدیقۃ العالم	مطبوعہ	میر ابوالقاسم
۱۳۔ خزانۂ رسول خانی	قلمی	فیض اللہ فضل علیخاں
۱۴۔ خطوط حشمت جنگ	قلمی	للمؤلف

۱۵ - رقعات میر عالم	قلمی	للمؤلف
۱۶ - سبعہ صفات میر عالم	قلمی	میر ببر علی یکساں
۱۷ - سوانح دکن	قلمی	منعم خان اورنگ آبادی
۱۸ - گلزار آصفیہ	مطبوعہ	غلام حسین خاں
۱۹ - مآثر الکرام سرو آزاد	مطبوعہ	غلام علی آزاد بلگرامی
۲۰ - مختار الاخبار	مطبوعہ	اسد اللہ
۲۱ - منشآت میر رضی	قلمی	المؤلفہ
۲۲ - نگارستان آصفی	مطبوعہ	سید التفات حسین خاں

اُردو

۱ - تاریخ خورشید جاہی	مطبوعہ	غلام امام خان
۲ - تاریخ رشید الدین خانی	مطبوعہ	غلام امام خان
۳ - ترجمہ عہد نامہ جات سرکار انگریزی کمپنی جلد پنجم	مطبوعہ	منشی نول کشور
۴ - تزک محبوبیہ	مطبوعہ	غلام صمدانی خاں گوہر
۵ - دہ مجلس منظوم	قلمی	محکم
۶ - مرقعۂ عبرت	مطبوعہ	سید مہدی حسن

انگریزی

۱ - ایچی سنس ٹری ٹیز جلد (۸) طبع سوم		سی یو ایچی سن
۲ - اے ہسٹری آف دی مرہٹاس		جے گرانٹ ڈف
۳ - حیدر آباد آفیسرس	جلد دوم	مہدی علی خاں
۴ - دی انالیٹکل ہسٹری آف انڈیا		رابرٹ سول

۴ - دی مارکوئس کورنوالس	ڈبلیو ایس سیٹن کار
۵ - دی نظام	ایچ جی برگس
۶ - ڈسپاچس مائے نیوٹس اینڈ کرسپانڈنس آف مارکوئس ویلزلی -	ایم مارٹن
۷ - فہرست مخطوطات انڈیا آفس لائبریری	ہرمن ایتھے
۸ - فہرست مخطوطات برٹش میوزیم	چارلس ریو -
۹ - میمو اراینڈ کرسپانڈنس آف ویلزلی	آر - آر پیرس
۱۰ - ہسٹاریکل اینڈ ڈسکرپٹیو اسکیچ آف ہزہائی نس دی نظامس ڈومی نی ائنس	ایس ایچ بلگرامی اینڈ سی ولمٹ
۱۱ - ہسٹری آف برٹش انڈیا -	جیمس مل -
۱۲ - ہسٹری آف برٹش انڈیا -	ہیوَمرّے
۱۳ - ہسٹری آف دی مدراس آرمی	ڈبلیو جے ولسن -

فہرست مضامین "میر عالم"

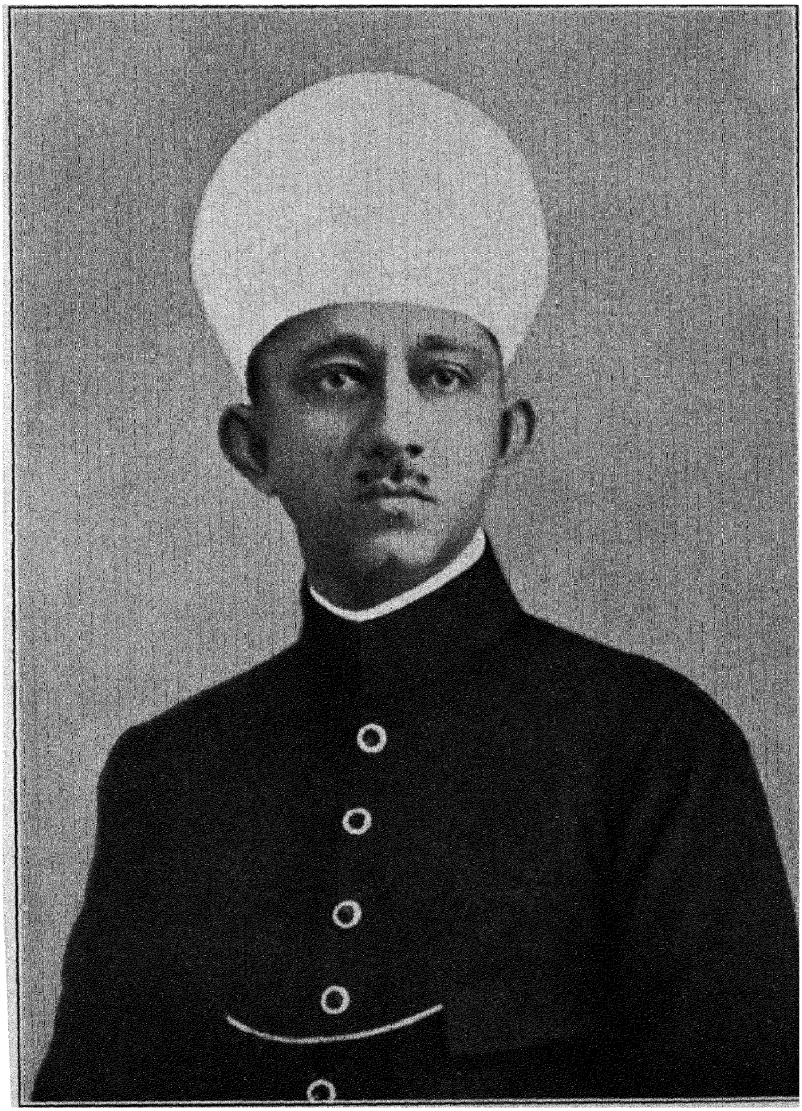
نمبر		صفحہ
۱	میر عالم کا سلسلۂ نسب۔	۱
۲	اشعار سید رضی اقدس۔	۷
۳	رقعات سید رضی۔	۹
۴	رقعہ موسومہ شاہ نواز خاں۔	〃
۵	رقعہ موسومہ غلام علی آزاد۔	۱۰
۶	ولادت، وزمانۂ تعلیم۔	۱۴
۷	ابتدائی ملازمت	۱۶
۸	خدمت وکالت	۱۷
۹	قیام اتحاد انگریزی۔	۱۸
۱۰	خدمات سفارت۔	۲۳
۱۱	سفارت کلکتہ۔	〃
۱۲	واقعات ومراحل سفر۔	۲۴
۱۳	میر عالم کا ورود کلکتہ میں اور ارل کارنوالس سے پہلی ملاقات	۳۲
۱۴	واپسی اور خطاب۔	۳۶
۱۵	مسائل سفارت پر ارل کارنوالس کا جواب۔	۳۷
۱۶	سرکاران شمالی کا تصفیۂ آخر۔	۴۰
۱۷	عہدنامۂ پانگل اور میسور کی تیسری جنگ	۴۱
۱۸	کھڑلے کی جنگ کے اسباب اور اسکی تیاری۔	۴۹
۱۹	سفارت پونہ۔	۵۲
۲۰	کھڑلے کی جنگ۔	۵۴
۲۱	انگریزی فوج کی برطرفی اور فرانسیسی فوج کا اضافہ	۵۵
۲۲	مارکویس ویلزلی گورنر جنرل ہند اور انکی پالیسی۔	۶۴
۲۳	عہدنامۂ امدادی کی تکمیل اور فرانسیسی فوج نظام کی برطرفی۔	۶۵
۲۴	میسور کی چوتھی جنگ اور میر عالم کی سپہ سالاری	۷۱
۲۵	فتح سرینگ پٹن اور تقسیم ملک میسور۔	۷۵
۲۶	ویلزلی اور میر عالم کا اختلاف۔	۸۶
۲۷	کرک پیاٹرک اور خیر النسا کی شادی اور اس کا متعدد	۹۰
۲۸	خدمت سے میر عالم کی علیحدگی اور انکا نزول۔	۹۹
۲۹	سب سی ڈی اے ری سسٹم کی تعریف اور اس میں شرکت نظام۔	۱۰۲
۳۰	میر عالم کی دیوانی۔	۱۰۵

۳۱۔ میر عالم اور مہیپت رام۔ ۱۱۴
۳۲۔ میر عالم کا استعفاء۔ ۱۲۴
۳۳۔ دوازدہ دفعات میر عالم ″
۳۴۔ دوازدہ دفعات میر عالم کا فائدہ کمپنی کے حق میں۔ ۱۲۶
۳۵۔ میر عالم کے باغ میں خیمہ سا لگرہ مغفرت منزل ۱۲۷
۳۶۔ سفارت سرکار دولتمدار کی گورنر جنرل کے دربار میں موقوفی۔ ۱۲۸
۳۷۔ فوجی بغاوت اور اس کی غلط افواہ۔ ۱۳۰
۳۸۔ مہاراجہ چندولال کی خدمت پیشکاری۔ ۱۳۲
۳۹۔ انتظام ڈاک۔ ۱۳۳
۴۰۔ ریاست آصفیہ کا سب سے پہلا ڈاکٹر ۱۳۴
۴۱۔ گرانی غلہ اور اوس کا انتظام ″
۴۲۔ انتظام مملکت اور حق خدمت دیوانی ۱۳۵
۴۳۔ نیبرگان نادرشاہ کا ورود ۱۳۶
۴۴۔ آل و اولاد۔ ۱۳۷
۴۵۔ جاگیرات ۱۴۱
۴۶۔ عمارات و آثار ۱۴۶
۴۷۔ مساجد اور سرائیں۔ ″
۴۸۔ باغ کی تعمیر ″
۴۹۔ باغ میں جنگ ۱۴۹
۵۰۔ مکانات۔ ۱۵۰
۵۱۔ منڈی کی تعمیر ۱۵۲
۵۲۔ تالاب میر عالم ۱۵۳
۵۳۔ تالاب کے کٹہ کی پیجر ۱۵۵
۵۴۔ تصنیف و تالیف ۱۵۹
۵۵۔ مصباح العارفین ۱۶۰
۵۶۔ زیارت عاشورہ ۱۶۱
۵۷۔ مثنوی میر عالم ″
۵۸۔ ماہ لقا اور میر عالم کا تعلق ۱۶۳
۵۹۔ اشعار مثنوی ۱۶۴
۶۰۔ رقعات میر عالم ۱۶۵
۶۱۔ رقعہ از طرف غفران مآب بہ جارج سیوم بادشاہ انگلینڈ۔ ۱۶۸
۶۲۔ رقعہ از طرف نواب ارسطو جاہ بہ لارڈ کورنوالس بہادر۔ ۱۷۰
۶۳۔ رقعہ از طرف میر عالم بہ کرک پیاٹرک ۱۷۱
۶۴۔ حدیقۃ العالم۔ ″
۶۵۔ دہ مجلس۔ ۱۷۶
۶۶۔ اخلاق و عادات ۱۷۸
۶۷۔ جود و سخا۔ ۱۷۹
۶۸۔ ارسطو جاہ اور میر عالم کے طرز عمل کا مقابلہ ۱۸۰

۶۹ - فہم و فراست	۱۸۱	۷۷ - خوش اعتقادی	۱۹۲
۷۰ - رسل کا خیال میر عالم کی نسبت	۱۸۳	۷۸ وفات و مدفن	۱۹۴
۷۱ - ایک ملاقات کا بیان	۱۸۶	۷۹ - اخبارات ہند اور میر عالم	۱۹۷
۷۲ - حسن تدبیر -	۱۸۷	۸۰ - خدمت دیوانی کا مسئلہ	۱۹۹
۷۳ - اطاعت آقا	۱۹۰	۸۱ - ضمیمہ الف رقعہ اسطوجا موسومہ میر عالم -	۲۰۱
۷۴ - حزم و احتیاط و عاقبت بینی	۱۹۱	۸۲ - ضمیمہ شجرۂ میر عالم -	۲۱۳
۷۵ - خوش اخلاقی	۱۹۲	۸۳ - اشاریہ -	۲۱۴
۷۶ - غیر معمولی خطاب کی توجیہ	۱۹۲		

فہرست تصاویر میر عالم

۱ - تصویر مؤلف — بر پشت سرورق۔
۲ - تصویر نواب سالار جنگ بہادر — روبروئے صفحہ ۱
۳ - تصویر میر عالم — روبروئے صفحہ ۱۶
۴ - مہاراجہ چندولال کی ایک تحریر کی تصویر — روبروئے صفحہ ۱۱۴
۵ - بارہ دری کے محل کی تصویر — روبروئے صفحہ ۱۲۷
۶ - مہاراجہ چندولال کی ایک اور تحریر کی تصویر — روبروئے صفحہ ۱۳۳
۷ - میر عالم کے تالاب کے بند کی تصویر — روبروئے صفحہ ۱۳۴
۸ - تصویر مکان میر عالم — روبروئے صفحہ ۱۵۰
(اس تصویر کی پشت پر میر عالم کی قبر اور بم کے کتبہ کی تصویر بھی ہے)
۹ - منڈی کی تصویر۔ — روبروئے صفحہ ۱۵۲
(اس کے رو اور پشت دونوں طرف منڈی کی چاروں رُخ کی تصویریں ہیں)
۱۰ - کتوے کے کتبہ کی تصویر — روبروئے صفحہ ۱۵۴
۱۱ - تصویر عاشور خانہ — روبروئے صفحہ ۱۹۲
۱۲ - تالاب میر عالم اور چوکھنڈی کی تصویر — روبروئے صفحہ ۱۹۵



تصویر عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میر عالم

کا

سلسلۂ نسب

بلدۂ شوستر کے شیخ الاسلام سنہ ۱۱۵۰ھ م ۱۷۳۸ع تک سید نور الدین تھے اس سے قبل بھی یہاں کی شیخ الاسلامی میر عالم کے اجداد میں تھی ان کا سلسلۂ نسب سولہ واسطوں سے امام ابوالحسن موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے سنہ ۱۱۲۸ھ م ۱۷۱۶ء میں سید نور الدین کے آٹھویں فرزند سید رضی پیدا ہوئے جب یہ سن شعور کو پہنچے تو ان کے والد نے خود ان کی تعلیم شروع کی اس کے بعد سید رضی نے اپنے بڑے بھائی سید عبداللہ سے تعلیم پائی اور بلدۂ شوستر کے اور علماء سے بھی علوم عقلی و نقلی حاصل کئے تحصیل علم کے بعد اصفہان قم اور کاشان اور تمام عراق عجم کا سفر کیا۔ عراق عرب کی بھی سیر کی مقامات مقدسہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے اس سفر سے علاوہ حصول تجارب کے حصول برکات کی بھی غرض تھی اس کے بعد عزم ہند کیا سنہ ۱۱۴۹ھ م ۱۷۳۶ء میں اپنے بھائی سید حسن کے ہمراہ بندرگاہ بصرہ سے بندرگاہ سورت پہنچے اور چند روز وہاں قیام کر کے شاہجہاں آباد پہنچے یہاں سے ان کے

بھائی وطن واپس ہوئے اور یہیں ابوالمنصور خان خراسانی کے پاس مقیم رہے کچھ عرصہ بعد ان کے پاس سے نکلکر نواب شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے یہاں پہنچے اور ایک زمانے تک ان کی مصاحبت و ملازمت میں رہے جب ان کا انتقال ہوگیا تو ان کے داماد مرشد قلی خان صوبہ دار اڑیسہ کی رفاقت میں رہے اور جب مرشد قلی خان حیدرآباد دکن پہنچے تو یہ بھی ان کے ہمراہ یہاں آئے اور ان سے جدا ہوکر مغفرت مآب آصفجاہ اول کی ملازمت میں آئے ساٹھ روپیہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ مغفرت مآب نے ان کے علم و فضل کی قدر کرکے ان سے فرمایا کہ تم کو سرکاری دارالانشا کی خدمت سے سرفراز کیا جائیگا مگر انھوں نے قبول نہ کیا۔

اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہر ہفتہ ایک دن ہماری ملاقات کے لئے حاضر ہوا کرو۔ میر صاحب نے عرض کی "اس شرط سے حاضر ہوا کروں گا کہ میں جس شخص کے لئے سفارش کروں قبول فرمائی جائے" اس پر مغفرت مآب نے ان کو ہر ملاقات میں ایک شخص کیلئے سفارش کرنے کی اجازت دی اور منگل کا دن ملاقات کے لئے مقرر فرمایا۔ اسی وجہ سے اس دن میر صاحب کے مکان پر بہت سارے حاجتمند جمع ہوتے تھے مگر وہ اُسی سے وعدۂ سفارش کرتے جو سب سے پہلے حاضر ہوتا۔ غفراں مآب نواب **نظام علیخان** نے میر صاحب کو تین ہزار سالانہ کی جاگیر پرگنہ پٹن چرو میں سرفراز فرمائی صاحب گلزار آصفیہ نے دس ہزار سالانہ محاصل کی جاگیر کی سرفرازی بتائی ہے لیکن ہم اوس کے اس بیان کو ترجیح نہیں دیتے اس واسطے کہ گلزار آصفیہ ۱۲۶۰ھ م ۱۸۴۰ء کی تصنیف ہے اور نگارستان آصفی ۱۲۳۱ھ م ۱۸۱۵ء کی تصنیف ہے اور ظاہر ہے کہ موخرالذکر سید رضی اور میر عالم کے عہد سے

قریب تر ہے اس لئے مصنف نگارستان آصفی کے مبینہ وہ واقعات جو خصوصاً اوس کے عہد کے یا اوس کے قریبی زمانہ کے ہیں صحیح نہ باور کرنے کے کوئی وجوہ نہیں۔ اور قطع نظر اس کے اس مسئلہ میں اس نے اپنی یہ تحقیق بھی بتائی ہے کہ سید رضی کی جاگیر کس پرگنہ میں تھی اور اوس کے اس قول کی تائید یادگار مکھن لال شاہجہاں پوری سے بھی ہوتی ہے جس نے حسب ایماء چارلس مٹکاف (رزیڈنٹ حیدرآباد) اپنی تاریخ مرتب کی ہے اگرچہ یہ تائید قوی نہیں تصور کی جاسکتی اس لئے کہ صاحب نگارستان آصفی کا ماخذ یہی تاریخ ہے اور دونوں کے اکثر و بیشتر مضامین بالکل متوارد واقع ہوئے ہیں تاہم جب سید رضی کی سند معطیہ کو دیکھتے ہیں تو حقیقت حال حسب بیان صاحب نگارستان آصفی ہم پر ظاہر ہو جاتی ہے اس جاگیر کی سند نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ بہادر کے قبض و تصرف میں ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جاگیر دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ محاصل کا موضع تھا جس کا نام پھلوادی تھا اس کے متعلق مزید تفصیل ہم نے جاگیرات میر عالم کے عنوان کے تحت لکھی ہے۔

میر صاحب ہمیشہ اپنے مکان[1] (واقع ایرانی گلی) میں رہتے تھے۔ اکثر امیر اُمرا میر صاحب سے ملنے آتے مگر ان کی طبیعت کے استغناء کا یہ حال تھا کہ وہ کسی کے پاس نہیں جاتے اگرچہ اپنے مسلک کے مجتہد تھے مگر محفل ملاقات میں مذہبی تذکرے یا مباحث کو آنے نہ دیتے۔ اپنی عزلت گزینی کے زمانے میں امور خانہ داری و معاش کا انتظام بھی اپنے سر نہ رکھا۔ سید رضی نے سادات تفرش کے ایک بزرگ میر ابوالفضل خاں کی لڑکی مسماۃ بادشاہ بیگم سے

---

[1] سید رضی جس مکان میں رہتے تھے اس کو میر عالم نے اپنے بھتیجے عاشق حسین خان کو دیدیا۔ جو تا حال ان کی اولاد و احفاد کے قبضہ میں ہے۔

عقد کر لیا اور ان سے دو لڑکے ہوئے اور ایک لڑکی (۱) میر ابوالقاسم یہی ہمارے رکن سلطنت ہیں جو بعد میں میر عالم کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور انہیں کے حالات زندگی میں جو اوراق مابعد میں قارئین کے آگے پیش کئے جائیں گے (۲) سید زین العابدین یہ ابتدائے شباب ہی میں حیدر آباد چھوڑ کر ٹیپو سلطان کی ریاست میں گئے اور اُن کے ملازم ہو کر معتمد علیہ بنے عمر وہیں کاٹی آخر ٹیپو سلطان کی شہادت کے پانچ مہینے بعد ۱۲۱۳ھ میں مرض سرسام سے سرینگ پٹن میں انتقال کیا اور دو لڑکے یادگار چھوڑے (۱) سید باقر میر زماں خاں بہادر (۲) سید حسین[1]۔ ان کے والد کا جب انتقال ہوا ہے تو یہ یعنی سید حسین نہایت کم سن تھے میر عالم نے اپنے بھتیجے کو اپنے بھائی کے زنانے کے ساتھ اپنے پاس بلوالیا اور اپنے ہی پاس تعلیم و تربیت کی اور ابھی وہ کم عمر ہی تھے کہ اپنی دیوانی کے زمانے میں سید مومن خاں بہادر کی لڑکی کے ساتھ نہایت تکلف کے ساتھ شادی بھی کر دی میر عالم کے انتقال کے بعد یہ سن رشد تک میر الملک[2] کے زیر نگرانی رہے۔

---

[1] صاحب تحفۃ العالم اور صاحب نگارستان آصفی نے ان کا نام سید حسین لکھا ہے اور صاحب گلزار آصفیہ نے میر عاشق حسین خاں بہادر بتایا ہے ممکن ہے کہ پہلا نام ہو اور دوسرا خطاب۔

[2] میر الملک علی زماں خاں شمس الدین محمد حیدر شیر جنگ (جو غفراں مآب کے عہد میں پہلے داروغگی فیلخانہ پر اور پھر صوبہ داری اورنگ آباد سے سرفراز ہوئے تھے) پوتے اور محمد صفدر خاں عنبر جنگ کے بیٹے تھے اور ان کی (میر الملک کی) والدہ بہجت بیگم، درگاہ قلی خاں سالار جنگ مومن الدولہ مومن الملک خان دوران کی صاحبزادی تھیں اور وہ نواب سالار جنگ میر یوسف علیخان بہادر کے جد امجد مختار الملک سر سالار جنگ کے جد تھے اور میر عالم کے داماد۔

عوام میں یہ امر مشہور ہو گیا ہے کہ میر صادق (جو اپنے ذاتی عناد کی بناء پر سرینگاپٹن کی آخری مہم میں سہل انگاری کر کے ٹیپو سلطان کی شہادت اور ملک کے انگریزوں کے ہاتھ پر فتح ہونے کا باعث ہوئے) میر عالم کے بھائی تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کے بھائی زین العابدین ریاست میسور کے ملازم تھے لیکن کوئی ذمہ دارانہ خدمت ان کے سپرد نہیں تھی اور نہ یہ امر متحقق ہے کہ میر صادق مذکور انھیں کا عرف یا خطاب ہے اگر ایسا ہوتا تو صاحب نشان حیدری نے جہاں ان زین العابدین شوستری اور انکی تصنیف تذکرۃ البلاد والحکام کا ذکر کیا ہے ان کے اس نام یا خطاب سے بھی ضرور روشناس کراتے۔

بہر حال اس سوءظن کا اثر میر عالم کی نیک نامی پر اچھا نہ پڑا اور چونکہ میسور کی چوتھی جنگ میں میر عالم سپاہ سرکار عالی کے سپہ سالار رہے ہیں۔ اس لئے عوام کو اس امر کے یقین کرنے کا موقع ملا کہ میر صادق کے ساتھ ساز باز کر کے انھوں نے کامیابی حاصل کی حالانکہ اس مہم میں میر عالم نے نہ میر صادق سے کوئی ریشہ دوانی کی نہ کسی اور سے کوئی ساز باز۔

(۳) مریم بیگم۔ ان کی شادی بہرام الملک[1] سے ہوئی تھی جن کا نام سید حاجی تھا یہ سید عاقل خاں لب چاک کے بیٹے اور سادات بارہہ سے تھے جو حضرت مغفرت مآب کے عہد میں ہرکاروں کی داروغگی کی خدمت انجام دیتے تھے اور حضرت غفراں مآب کے عہد میں برہان الدولہ برہان الملک کے خطاب سے سرفراز اور صوبہ داری ایلچپور سے ممتاز ہوئے۔ مریم بیگم کے بطن سے بہرام الملک کو تین لڑکے ہوئے اور دو لڑکیاں۔

---

[1] میر عالم کے عہد میں ایک سو سوار اور دو سو جوانان بارگی جاگیر سے سرفرازی پائی اور ۲ جمادی الثانی ۱۲۳۱ھ میں انتقال کیا۔

سیّد صاحب کو ایک حرم کے بطن سے ایک لڑکی اور تھی جس کا نام سکینہ بیگم تھا اس کی شادی میسور کی تیسری مہم کے زمانہ میں میر ابوالقاسم نے مستقیم الدولہ[1] سے کردی تھی۔

سید صاحب کا انتقال شب دوشنبہ ۲۴ جمادی الاول ۱۱۹۴ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۷۸۰ء کو ہوا اور دائرۂ میر مومن صاحبؒ میں دفن ہوئے اعظم الامرا[2] ارسطو جاہ ان کے سوم کی فاتحہ میں تعزیت کے لئے مکان پر آئے اور ان کے بڑے صاحبزادے میر ابوالقاسم کو دل دلاسہ دینے کے بعد یہ مژدہ سنایا کہ موروثی جاگیر ان کے نام بحال کردی گئی اس عنایت کی خوشی میں میر ابوالقاسم نے ایک مینا کار ولایتی پیش قبض اور ایک ولایت کا لکھا ہوا مجلد مصحف اعظم الامرا کی نذر کیا۔

سید رضی علوم عقلی و نقلی میں لایق و فایق اور معلومات مذہبی کے لحاظ سے اپنے مسلک کے مجتہد تھے۔ اکثر علمی کتابوں پر انھوں نے حاشیئے چڑھائے افسوس کہ یہ حاشیے بے نشان ہیں انشاء و شاعری میں کامل و ماہر تھے اقدس تخلص کرتے تھے ایک فارسی دیوان مرتب چھوڑا اور ان کے منشآت بھی مشہور ہوئے مگر نہ دیوان چھپا اور نہ منشآت یہاں ہم ان کے چند اشعار اور ایک دو رقعے نقل کرتے ہیں جن سے فن شعر میں سید صاحب کی جدت طبع کا

---

[1] حاجی محمد زماں شوستری تاجر حیدر آباد میں وارد ہوئے اور یک عورت سے یہاں نکاح کیا اس سے ایک لڑکا مرزا عبدالغنی تولد ہوا میر عالم نے بیاس ہوطنی و لیاقت اپنی بہن سکینہ بیگم کو اون کے عقد میں دیا اس سے اُن کو مرزا محمد علی نام ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں میر عالم کی قرابت کی وجہ سے وہ امور کلیات میں دخیل ہوئے اور مستقیم الدولہ خطاب پایا۔

[2] اعظم الامرا ارسطو جاہ غلام سبحان قلعہ دار اورسہ فرخ نژاد خاں کیانی الاصل کے بیٹے تھے عہد دیوانی رکن الدولہ میں دائرہ ملازمت میں آئے اور صوبہ داری اورنگ آباد سے سرفرازی پائی اور پھر صوبہ داری سے موقوف کئے جاکر قلعہ اورسہ میں بھیجے گئے جہاں وہ رکن الدولہ کے انتقال تک مقیم رہے اُن کے بعد بلدہ گئے اور دیوانی سے سرفرازی پائی اپنی پوتی جہاں پر ور بیگم کو مغفرت منزل سکندر جاہ کے جائے عقد میں دیا۔ ۱۲۱۹ھ میں انتقال کیا۔

اوزشر میں ان کے معیار انشاء پردازی کا اندازہ ہوسکیگا۔

من اشعارہ[1]

ربود دشوخی حسنش دل فگار از ما　　فغاں کہ منزل خود را گرفت یار از ما
بشرع عشق دو طاعت شد از دو کس مقبول　　خلاف وعدہ ز خوبان و انتظار از ما

نباشد خود نمائی مردم افتادہ را زیبا　　کہ رنگینی نباشد سایۂ گلہائے عذارا

نرم شو کز سخت گیران کار صورت گیر نیست　　خامۂ فولاد ہرگز لایق تصویر نیست

سخت ریزان فارغ انداز کاوش اہل جہاں　　در زمین سخت رسم کندن نیاید نیست

چرب نرمی در مزاج مردمان خام نیست　　روغن بادام ہرگز با گل بادام نیست
نیست سوئے عالم حیرت دو رنگی را گزر　　در سواد کشور تصویر صبح و شام نیست

جلب نفعی پاک طینت را ز کس منظور نیست　　جذب روغن در سرشت چینی مغفور نیست
ظالم از چیزے کہ اندوزد ندارد بہرۂ　　شمع مومی در فضائے خانۂ زنبور نیست

---

[1] مختلف تذکروں اور رقعوں سے جتنے اشعار بہدست ہوے وہ سب نقل کردے گئے تاکہ دست بُرد زمانہ سے کچھ تو محفوظ رہیں۔

در شهر حسن عاشق بی‌شور باب نیست عیبی چو عیب بی‌نمکی در کباب نیست

خون خورم روز و شب و چهره کاهی با قیست بی نوا گشته‌ام و صولت شاهی با قیست
بگذر از جسم که در قعر لحد خواری و جود هست تا کشتی تن خوف تباهی با قیست
شعله را گشت هوا باعث افزونی رقص تا هوس هست بدل شوق مناهی با قیست
چشم امید ز مخلوق ندارم اقدس تا که امید بر الطاف الهی با قیست

عشرت آبادی ز فیض فقر ما را مسکن است نان خشکی چون بدست آرم شکن بشکن است
گوشه گیری آب حیوانست بخت سبز را ایمن از مردن بود فیروزه تا در معدن است
ماند سالم از خطر هر کس کنار از خلق جست خوشه از برق است ایمن تا که دور از خرمن است

رفته رفته ظلم گردون بیشتر از عدل شد این گمان از بسکه یکجا ماند آخر خانه کرد

ظالم از عربده بار ستم خویش کشد عقرب از کج روشی بر سر خود نیش کشد

پرتو خورشید را آئینه سازد گرم تر مهر کم را سینه صافی ها فزاوان می کند

دولتِ بے زنگاں سرمایہ سنگیں دلیست　　خاک چوں یاقوت گردد سنگ خارا می شود

ریاضت در جہاد نفس باشد حربۂ مرداں　　خوش آں پہلو کہ ترکش بند بقشش بوریا گردد

مدارا میدنفع پاک طینت راز ناپاکاں　　کہ رفع تشنگی چوں آب از صہبا نمی آید

عمر بہ ہیچ می رود رحم وجفائے یار کو　　وصل سُبک عناں چہ شد ہجر گراں وقار کو

رقعات

(۱) موسومۂ شاہ نواز خاں در مبارکباد سرفرازی نوبت بوے۔

نواب صاحب والامناقب مشفق مہرباں قبلہ وقدوۂ نیازمنداں سلامت۔

ابلاغ دعوات مخالصت سمات راکہ گل سرسبد ہدایاے نیازمندانِ صافی طویت است مقدمۂ عرض مدعا نمودہ چہرہ کشائے شاہد مطلب می گردد کہ دراں آوانِ سعادت اقتراں کہ طنطنۂ کوس آوازہ عنایت نوبت از پیشگاہ عاطفت ستدہ سنیۃ جاہ وجلال بہ آں قدرشناس مخلصان عقیدت مآل سامعہ افروز خاص وعام گردیدہ ونوائے تفریح فزائے ایں نوید سراسر امید در فضائے جہات ستہ خاطر وضیع وشریف نفیر شہرت کشیدہ گوشہ نشینان عراق درست اخلاص راکہ بہ مقتضائے قانون

راست اعتقادی شده عائے ترقی مقامات خدام لازم الاحترام را پیوسته
سازدارند و بہ نغمات زیر و بم سر و علانیہ دل و زبان سوال ترفع درجات ملازمان
سموالمکان را وظیفہ صبح و شام می شمارند واجب است کہ مانند کرنا ہمہ تن دہان
گردیدہ نقارہ ہائے ادائے تہنیت را بلند صدا نمایند۔ اللہ تقدس و تبارک
ایں عطیۂ عظمیٰ را بر آں جناب و جمیع احباب مبارک کناد و ایں موہبت کبریٰ را
مقدمۂ ترقیات بسیار و ترفعات بے شمار سازاد۔

(۲) موسومہ شاہ غلام علی (آزاد تخلص)۔

ہموارۂ اریکۂ ہدایت و ارشاد بہ تمکن ذات قدوسی سمات جناب سیادت و فضیلت انتساب
شرافت و مناعت آیات سلالۂ دودمان شامخ الارکان مصطفوی نقاوہ خاندان
رفعت کیوان مرتضوی فرشتہ معنی بشر صورت ناسوتی ظاہر لاہوتی سیرت علایق
گسل تجرد شعار وارستگی خصلت لامکاں سیار محرم خلوت خانۂ مکاشفت و شہود
واقف اسرار خفیہ عدم و وجود مدرک حقایق کثرت در عین وحدت ذات عالم
دقایق تجلیات مختلفۂ اسماء و صفات عارف معانی خفی و جلی مولانا سید غلام علی
سلمہ اللہ مزین باد۔

بعد از اہدائے دعائے کہ سجادہ نشینان خطایر قدس ہنگام استماعش زبان را
بہ کلمۂ آمین آشنا سازند مرفوع خاطر حقایق مظاہر می دارد کہ صفیر خامۂ بلاغت بیان
کہ بہ یمن نیت کام دوہاں در اقلیم سخنوری صاحب خط منشور و در قلمرو ہفت خطہ خط مالک

قبض و بسط جمیع امور است در مقام تقریر و تحریر شوق لقائے گرامی کہ نمونہ از نعیم موعود جنت عدن ست بعجز و قصور معترف چہ پیمایش بحر ذخار بقدح محض خیال و مساحت ساحت اقطار غبرا بوجب فرض محال لاجرم صفحۂ مضمون را مطرح نقوش الفاظ توضیح مدعا می سازد۔ ہرچند قلم زبان و زبان قلم این ہیچمداں از بدو حالت شعور و تمیز کہ ابتدائے تجرع کاسات کدورت است آشنائے گزارش و نگارش گلہ از آشنایان نگردید و کاتب فکرت ایں بے استعداد در قوم شکایت دوستاں ہرگز بر لوح اظہار رقم تسلیم ننمود ؎

زبان شکوۂ مانیست شمع ہر محفل　　چو سنگ آتش ما در جگر نہاں باشد

امّا چوں در بعض اوقات اظہار سرد مہری یاراں موجب گرمی ہنگامۂ محبت است کلمۂ چند ازیں مقولہ بزبان کلک نظم سلک جاری می گردد ؎

گوش کن تا اندکے از غم دلے خالی کنم　　می تواں یک جرعہ خورد از جام لامال من

چہ واقع است کہ عزلت گزینانِ زاویۂ مہجوری بالمرّہ از خاطر دوستاں فراموش شدہ اند و نام گوشہ گیران بیت الاحزانِ مفارقت بقولِ مطلق از التفات ہمداماں محو گردیدہ است ع دوستی کے آخر آمد دوستداراں را چہ شد۔ دریں مدت مدید ہرگز سواد کلمات مکتوبی از آں ملاذ کہ در چشم بصیرت محبت پرستاں جواہر سرمۂ معنوی ہمانست باعث روشنی دیدۂ ہجراں کشیدہ شد و بیاض صفحہ کتابتے از آں معاذ کہ در کیش شیدایانِ اقلیم الفت مرہم کافوری

روحانی عبارت ازآں ست التیام بخشں جراحت ناسور دل اخلاص منزل گردیدہ ؎

یک نگاہ گرم او گاہے بکام دل نشد　　برقِ ما یکدم چراغ کلبۂ حاصل نشد

ہرچند بقدم تامل سراسر عرصۂ آشنائی راطے می نماید تبقصیرے کہ موجب استحقاق ایں ہمہ بے التفاتی باشد بر نمی خورد ؎

چرا آہوئے چشم وحشی جاناں رمید از من　　کہ من ہرگز نبودم درمیاں آیا چہ دید از من

باوصف ایں مراتب ؎

نمی رنجم اگر از خاطر یاراں فراموشم　　کہ خود از بے شعوری کردہ ام گمراہ دلہا را

مجملے از مفصل احوال شکستگی اشتمال ایں است کہ بجوئی کہ شاید از افواہ و السنۂ مترددین این سمت مرفوع سمع شریف شدہ باشد در فرخندہ بنیاد بہ انقطاع از خلق روزگار و قطع معاشرت مردم چہ بیگانہ و چہ خویش و تبار در چار دیوار نہاں خانۂ عزلت و در زاویۂ کاشانۂ گوشہ نشینی متمکن است چہ ایں معنی مکرر بہ تجربہ رسیدہ است کہ از صحبت ابنائے ایں عصر جز مضرت دنیوی و اخروی حاصلے نیست و از اختلاط انسان صورتانِ اہرمن سیرت ایں زماں غیر از مکارہ روحانی و جسمانی چیزے عاید ایں کس نمی شود قطعہ

نانِ جویں و خرقۂ پشمیں و آب شور　　سی پارۂ کلام و حدیث پیمبری

یا نسخۂ سہ چار ز علمے کہ نافع است　　دریں نہ لغو بوعلی و ذراتِ بحتری

با یک دو آشنا که نیرزد به نیم جو — در پیش چشم همت شان ملک سنجری
زین مردماں که دیو از ایشاں حذر کند — در گوشۂ نہاں شدہ نبشتہ چون پری
ایں آں سعادت است کہ بر دے حسد برد — آب حیات و رونق ملک سکندری

اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنَا ذٰالِکَ بِفَضْلِکَ وَ کَرَمِکَ ترصداست کہ بخلاف ایام گزشتہ مخلصان صافی طویت را پیوستہ باطلاع بخشی حقایق احوال خجستہ مآل ممنون و مسرور فرمایند زیادہ کشتِ عافیت سبز باد۔

ولادت اور زمانۂ تعلیم

سید رضی کے بڑے صاحبزادے سید ابوالقاسم کی ولادت ۱۷ ماہ رمضان ۱۱۶۶ھ روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ جولائی ۱۷۵۳ء کو بلدۂ حیدرآباد میں ہوی۔ عمر کے پانچویں سال کے آغاز پر حسب دستور ان کی تسمیہ خوانی ہوی اور اس کے بعد ان کے چچیرے بھائی سید جواد بن عبداللہ شوستری نے ان کی تعلیم کی ابتدا کی فارسی زبان ان کی مادری زبان تھی اس میں انھوں نے اپنی قوت آخذہ اور جدت طبع کی بدولت بہت جلد معمولی نوشت و خواند سے گزر کر اعلیٰ قابلیت حاصل کی بعد ازاں سید رضی نے خود اپنے لڑکے کو عربی تعلیم دی بہت کم عرصہ میں عربی میں بھی انھوں نے بہت اچھی لیاقت پیدا کی۔ چنانچہ عربی کتابیں پڑھ لینے اور بات چیت کرنے پر قادر ہونے کے علاوہ قلم برداشتہ عربی لکھنے میں بھی مہارت حاصل کی ان کے رقعات میں بعض عربی بھی ہیں جن کے دیکھنے سے اُن کی اعلیٰ عربی قابلیت کا ثبوت ملتا ہے۔ مولوی ابوتراب[1] فاضل سے فقہ کا مطالعہ کیا تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد فارسی انشاء اور شاعری کے جانب رجوع ہوے عین اس زمانہ میں جب کہ انھوں نے

---

[1] غفراں مآب کے عہد کے مشاہیر علماء سے گزرے ہیں زیارت حرمین الشریفین سے حیدرآباد تشریف لانے کے بعد انھوں نے سلسلۂ تدریس قایم کیا اور اکثروں نے ان کے آگے زانوئے ادب طے کئے اکثر علوم کی مشہور کتابوں پر آپ نے حاشیے لکھے ہیں۔

تعلیم سے فراغت پائی اور عرصۂ شباب میں قدم رکھے اِن کے والد نے اپنی عزلت گزینی کی وجہ سے اپنی جاگیر اور امور خانہ داری کا جملہ انتظام انہیں کے سپرد کر دیا ان انتظامات سے اگرچہ انہیں فرصت بہت کم ملتی تھی تاہم اس کے بعد جو کچھ بھی وقت ملتا بیکاری میں صرف نہیں کرتے بلکہ علمی مشاغل میں گزارتے ان کو علاوہ اور علوم وفنون کے خصوصاً ریاضی میں خاص مہارت تھی اور اس زمانے میں جبکہ میر ابوالقاسم کی عمر تقریباً بائیس سال تھی۔ صمصام الملک[1] کی مجلس میں ریاضی کے مسائل پیش اور حل ہوتے تھے اسی تقریب سے یہ بھی وقت نکالکر شریک مجلس ہوتے اور اکثر لوگوں پر ان مسائل ریاضی کے حل کرنے میں سبقت لیجاتے تھے۔ اسی وجہ سے صمصام الملک اُن کو چاہنے لگے اور ان کی مجلس میں اُن کی آمد و شد زیادہ ہوگئی۔

بعض اشخاص فطرتاً عاشق مزاج ہوتے ہیں اور بعض بہ تقاضائے سن عاشق مزاج بن جاتے ہیں میر عالم بچپن کے عاشق مزاج تھے اسی وجہ سے ان کی طبیعت کو شاعری سے

---

[1] صمصام الملک میر عبدالحی خاں صاحب مآثر الامرا صمصام الدولہ شاہ نواز خان کے بڑے فرزند تھے ۱۱۴۲ھ میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے ۱۱۶۲ھ میں خطاب خانی و منصب سے اور ۱۱۸۲ھ میں صمصام الدولہ صمصام جنگ کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور ۱۱۸۶ھ میں منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و علم و نقارہ و ماہی مراتب و پالکی جھالردار اور خطاب صمصام الملک سے مفتخر و مباہی ہوئے ۱۱۹۶ھ میں قلعۂ کولاس کے قریب وفات پائی۔ آدمی عالم فاضل اور علم دوست تھے ان کے والد کا ایک باغ یاقوت پورہ کے دروازے کے باہر اسٹیشن کے جنوب مغربی سمت میں اور تالاب میر جملہ کے بند کے شمالی رخ پر انہیں کے نام سے موسوم ہے جس میں ان کی قبر بھی موجود ہے باغ کی صورت اگرچہ اب باقی نہیں ہے، تاہم باؤلی اور مکان کے کھنڈر سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے زمانہ میں اچھا باغ ہوگا۔

خاص لگاؤ تھا۔ جب یہ سن رشد کو پہنچے تو ان کی عاشق مزاجی دو آتشہ ہوگئی عنفوان شباب کی امنگ بھری طبیعت نے عاشقانہ شاعری کی طرف مائل کیا اور شعر و کلام میں رغبت و دلچسپی زیادہ ہوی پُر درد اور پُر اثر اشعار کہنے لگے اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ میر ابوالقاسم نے اصلاح سخن بھی کسی سے لی یا نہیں لیکن جتنا کلام ان کا دیکھنے میں آیا ہے اس سے استادانہ انداز پائے جاتے ہیں اس فن میں ان کے کئی شاگرد بھی تھے جس کا ذکر آئندہ مناسب موقع پر کیا جائیگا۔

ابتدائی ملازمت یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ان کی ملازمت کی سلسلہ جنبانی اسی شاعری سے ہوئی یعنی یہ کہ یوں تو جاگیر دار ہونے کی حیثیت سے دربار مدار المہامی میں ان کی آمد و رفت تھی ہی لیکن ان کی قابلیت کا اظہار دیوان وقت اعظم الامرا ارسطو جاہ پر نہیں ہوا تھا ایک دفعہ ان کی تعریف و توصیف میں چند[1] شعر موزوں کئے اور اون کے ملاحظہ میں گزرانے وہ اعلیٰ درجہ کے مردم شناس اور اہل کمال کے قدر دان و خواہشمند تھے اشعار سے میر ابوالقاسم کی قابلیت کا اندازہ لگالیا اور بڑے ہی شوق سے اُن کو اپنے دربار میں روزانہ باریابی کی اجازت دی کچھ عرصہ بعد اپنی ذاتی قابلیت کی سفارش پر یہ اعظم الامراء کے خاص منشی بنے۔ خط خطوط رسل و رسائل کے مسودے وغیرہ کرتے اور اُن کے ملاحظہ میں پیش کرتے اس تجربہ کے بعد دیرینہ کار اعظم الامراء نے اس ہونہار نوجوان کی لیاقت اور معاملہ فہمی کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرلیا اور وہ اون کو کام کا آدمی

---

[1] افسوس ہے کہ باوجود سعی بلیغ ان اشعار کا کوئی پتہ نہیں چلا ورنہ ضرور ہدیۂ قارئین کئے جاتے۔

سمجھنے لگے اور اونھیں یقین ہوگیا کہ میر ابوالقاسم ایک ایسا ہونہار نوجوان ہے جو اعلیٰ امور ریاست اور پیچیدہ کاروبار سیاست کے سمجھنے اور سلجھانے کی خاص قابلیت رکھنے کے علاوہ ذمہ دارانہ خدمات کی انجام دہی کے لائق بھی ہے اس لئے وہ ایسے موقع کی تلاش میں تھے جس میں ان کا عملی امتحان بھی ہو اور حوصلہ افزائی بھی۔

اس زمانے میں برنباءِ شکایات رعایا دریافت و تصفیہ معاملات کے لئے ایک صدر تعلقدار کے ہنگامی تقرر کی ضرورت داعی ہوئی اور اُس پر ارسطو جاہ کو موقع ملا بندگانعالی سے میر ابوالقاسم کے تقرر کی منظوری حاصل کی اور وہ اس اہم خدمت پر پہلے پہل مامور ہوئے میر عالم نے برسر موقع پہنچکر ایسا انتظام کیا کہ رعایا کی بھی تشفی اور خوشنودی ہوی اور بندگانعالی کی بھی۔

خدمت وکالت اس حسن کارگزاری کا اثر ارسطو جاہ کے دل پر خوب ہوا اور خود غرضانہ جذبات نے اس کو محسوس فرمایا اور جب، ہراس پریسیڈنسی نے مسٹر ہالنڈ کو رزیڈنٹ بنا کر اس غرض سے حیدرآباد بھیجا کہ سرکار نظام اور انگریزی کمپنی کے مابین اتحاد قایم کریں تو اسی بنا پر اعظم الامرا نے اعلیحضرت سے معروضہ کرکے ان کو اپنے اور انگریزی سفیر کے درمیان وکیل مقرر کیا۔ سفیر انگریزی کا استقبال اور اس کی سربراہی وغیرہ بھی انہیں کے سپرد تھی۔ مسٹر ہالنڈ کی آؤ بھگت جس طرح کی گئی اس کا اندازہ مسٹر جیمس مِل کے اس مختصر جملہ سے ہوتا ہے۔

"بڑے اعزاز کے ساتھ اس (مسٹر ہالنڈ) کا استقبال کیا گیا اور اس کو انگریزوں سے اتحاد قایم کرنے کا حتمی اطمینان دلایا گیا۔"

علاوہ مسئلہ اتحاد کے جس امر کو طے کرنے کے لئے رزیڈنٹ موصوف آئے تھے وہ میر ابوالقاسم کے ذریعہ ملاحظۂ ملازمان عالی میں گزرا۔

قیام اتحاد انگریزی اگر اوس امر کو جس کے تصفیہ کے رزیڈنٹ مذکور خواہاں تھے یہاں تفصیلاً بیان کیا جائے تو قارئین بھی قیام اتحاد کے متعلق مفید معلومات حاصل کریں گے صلابت[1] جنگ کی طرف سے ۱۱۷۶ھ م ۱۷۶۲ء میں سرکاران شمالی میں سے سکاکول اور راجمندری بعوض خدمت فوجی فرانسیسیوں کے قبض و تصرف میں تھے جب انگریزوں اور فرانسیسیوں میں جنگ چھڑی تو انگریزوں نے تمام سرکاران شمالی پر قبضہ کر لیا جن میں سکاکول اور راجمندری کے علاوہ ایلور مصطفیٰ نگر (کنڈاپلی) اور مرتضیٰ نگر (گنٹور) بھی شامل تھے اس کی اطلاع صلابت جنگ کو ہوی تو انھوں نے انگریزوں کو اپنے علاقے سے نکال باہر کرنے کا ارادہ کیا ان کے اس تہیّہ سے آگاہ ہو کر انگریزی کمپنی نے کرنیل فورڈ کے ذریعے یہ درخواست کی کہ اُن اضلاع کی سند جس طرح اور جن شرائط کے تحت فرانسیسیوں کو دی گئی تھی اسی طرح ان کو دیدیجائے یہ درخواست پذیرا ہوی، لیکن اس سند کی رو سے وہ صرف سکاکول اور راجمندری پر قبضہ کرنے کے مجاز تھے اور اس کے تحت اُن پر ان شرائط کی پابندی لازم آتی تھی جن پر ان کے قبل فرانسیسی کاربند تھے اور انگریز پورے علاقہ شمالی پر بلا کسی شرط کے قابض رہنا چاہتے تھے تاکہ دکن کے اندرونی خطے کو سمندری تعلقات سے منقطع کر کے فرانسیسی یا دوسری کسی یوروپین بحری طاقت کے اس راستے اندرون ملک

---

[1] ایلچی ایک آصف الدولہ صلابت جنگ میر نظام علیخاں کے بڑے بھائی تھے جنھوں نے مظفر جنگ ناصر جنگ شہید کے بعد خود نظام علیخاں سے قبل ۱۷۶۱ء حیدرآباد پر قریباً سات سال حکمرانی کی ہے۔

داخل ہونے کا سدباب کردیں اور اس کے علاوہ یہ کہ ایک ایسا مقام اپنے قبضہ میں رکھیں جو کلکتہ اور مدراس کے مقامی مرکزوں سے بین بین ہو تاکہ دونوں مقام کی گورنمنٹوں میں استمداداً ذریعۂ آمدورفت میں سہولت کا باعث ہو ان امور کے مدنظر انھوں نے شہنشاہ مغلیہ سے یہ معروضہ کیا کہ فرانسیسی دکن کے ایک علاقہ پر بلا استرضاء شہنشاہ قابض ہوگئے تھے جس کو ان کے صوبہ دار دکن نے جائز قرار دیا تھا انگریزوں نے ان کو اس علاقہ سے باہر کردیا ہے اس کارگزاری اور وفاداری کے صلے میں یہ علاقہ سرکاران شمالی انگریزی کمپنی کو بطور انعام عطا فرمایا جائے۔ یہ معروضہ منظور ہوا اور ۱۷۶۵ء میں اس کی سند عطا ہوی شاہی سند تو انھوں نے حاصل کرلی لیکن قبضہ ایک عرصہ تک زیر تصفیہ رہا اس واسطے کہ جب صلابت جنگ کے جانشین نظام علیخاں کو اس سند کی اطلاع ملی تو وہ یا تو ترک توسل کی بناء پر یا اس بناء پر کہ ان کے مقبوضہ علاقہ میں سے ایک قطعہ ان کے قبضۂ اختیار سے خارج ہوجائیگا تعمیل میں مزاحم ہوتے رہے اس زمانے میں جبکہ ادھر مرہٹوں کی اور ادھر حیدر علی کی قوت برسرترقی تھی اس علاقہ پر جبراً قبضہ کرکے نظام سے مخالفت پیدا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے اس لئے کمپنی نے جنرل کلاڈ کو بہ حیثیت سفیر نظام علی خاں کے پاس روانہ کیا کہ حکمت عملی سے اس علاقہ کو اپنے قبضۂ قدرت میں لالیں۔ اس سفیر کے ذریعہ ایک عہدنامہ ۱۷۶۶ء میں طے پایا جس کے شرائط پر نظام نے یہ تصور کیا کہ بغیر کسی فریق کے صرفے یا کسی انتظام یا برہمی کے انھیں معقول فوج اپنے لئے مل گئی اور جس سال فوج کی ضرورت نہ ہوگی اس سال کی بابتہ ایک معتدبہ رقم ان سرکاروں پر بطور پیشکش انگریزی کمپنی سے مل جایا کریگی اور انگریزی

کمپنی کو اس سے وقتیہ فائدہ یہ حاصل ہوا کہ سرکاران شمالی کے عارضی قبضہ کے زمانے کے بقایا محاصل کا جو دعویٰ نظام کو تھا وہ بالکلیہ معاف کر دیا گیا اور سرکاران شمالی پر بلا مداخلت غیرے ان کا مستقلا قبضہ ہوگیا۔ اور حقیقی فائدہ یہ ہوا کہ انھیں اس امر کی طرف سے ایک گونہ اطمینان ہوگیا کہ بمقابلۂ حیدر علی والی ریاست میسور نظام اپنے حلیفوں میں شریک ہو گئے اس کے بعد ہی میسور کی مہم (۱۷۶۷ء) پر غفراں مآب انگریزوں کو مدد دینے نکلے لیکن حیدر علیخاں کی ریشہ دوانی سے وہ انگریزوں کا ساتھ چھوڑ کر ان کے ساتھ متفق ہو گئے ایک دو لڑائیوں کے بعد غفراں مآب انگریزی کمپنی سے صلح کرنے پر مجبور ہوئے اس واسطے کہ ترناملی کی جنگ میں شکست پانے کے علاوہ انگریزی فوج کے ورنگل تک در آنے سے یہ اندیشہ تھا کہ حیدرآباد پر ان کا قبضہ ہو جائیگا۔ بہرحال نظام نے اپنے وزیر رکن الدولہ[1] کو مدراس بھیجا جنھوں نے وہاں پہنچکر انگریزی گورنمنٹ سے ایک عہدنامہ طے کیا اور باہمی مصالحت ہوگئی اس کے ایک عرصہ بعد انگریزوں کو یہ اطلاع ملی کہ بسالت جنگ (برادر نظام علی خاں) نے اپنی جاگیر گنٹور[2] (مرتضیٰ نگر) میں فرانسیسی فوج جمع کی ہے جو اپنے لئے آلات حرب موٹاپلی بندر کے ذریعے فراہم کر رہی ہے

---

[1] میر موسیٰ خاں نام۔ مولدًا بخاری تھے۔ ان کے اب وجد ہدایت محی الدینخاں مظفر جنگ و غازی الدین خاں فیروز جنگ کی سرکار میں مختلف خدمات انجام دیتے رہے غفراں مآب نے ان کو ابتدائی عہد میں چار ہزاری منصب اور علم و نقارہ اور احتشام جنگ خطاب سے سرفراز فرمایا اور ۱۷۷۱ء میں جب غفراں مآب تاخت پونہ سے واپس ہوئے تو ان کو خدمت دیوانی اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار ماہی مراتب اور خطاب رکن الدولہ سے سرفراز کیا بارہ سال خدمات دیوانی انجام دیں آخر ۱۷۸۹ء میں ایک گارڈی کے ہاتھ شہید ہوئے ان کی اولاد نہیں رہی البتہ ان کے بھائی اشرف الملک کی اولاد کا سلسلہ تا حال قایم ہے نواب مشیر جنگ بہادر نواب علی بیت جنگ بہادر انہیں کی یادگار ہیں

[2] بروئے عہدنامہ ۱۷۶۶ء یہ طے پایا تھا کہ گنٹور کا علاقہ چونکہ بسالت جنگ کی جاگیر میں تھا اس لئے ان کے حین حیات انگریزی کمپنی اس پر قبضہ نہ کرے اسی وجہ سے یہ انھیں کے قبضہ میں تھا۔

اس پر انگریزوں نے ان سے مصالحت شروع کی اسی زمانے میں حیدر علی نے ان کے علاقہ پر حملہ کی دھمکی دی تھی۔ اس خطرے میں بسالت جنگ نے انگریزوں سے ۱۷۷۹ء میں ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے انھوں نے اپنی فرانسیسی فوج برخواست کر دی اور اس کے عوض انگریزی فوج رکھ لی اور علاقہ گنٹور ان کو اجارہ پر دیدیا۔ بسالت جنگ کے ساتھ معاہدہ ہونے کی اطلاع ملنے پر نظام نہایت ناخوش ہوے اس خیال سے کہ اس فوجی امداد سے ان کے بھائی (بسالت جنگ) کے طاقتور ہو جانے کا امکان تھا اس کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی ناراض ہوے کہ گورنر جنرل نے مسٹر ایلیٹ سفیر ناگپور کو ایک خط[1] لکھا تھا جو نظام کے ملک سے بعض علاقے حاصل کرنے میں ناگپور کے راجہ سے مصالحت کرنے اور اس کو مدد دینے سے متعلق تھا۔ نظام کی اسی ناراضی کے زمانے میں مسٹر ہالنڈ کو سفیر کی حیثیت سے حیدرآباد بھیجا گیا تھا تاکہ کمپنی کی رقمی مشکلات کا عذر پیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام مہربان نظر آئیں تو چند ایسے شرائط کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہو سکیں کل بقایا کو معاف کرائیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو اُن (ہالنڈ) کو ہدایت کی گئی تھی کہ بقایا اور جازیہ پیشکش کی ادائی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دیجائیگی مسٹر ہالنڈ نے حیدرآباد پہنچکر یہ معلوم کیا کہ نظام نے فرانسیسی اُس فوج کو جو بسالت جنگ کے پاس سے برطرف ہوی تھی اپنے پاس ملازم رکھ لیا ہے اس پر سے یہ بات پیدا کی کہ فرانسیسی فوج کی ملازمت اور ان کے طرز عمل کی نسبت پورا اطمینان دلانے کے بعد پیشکش کی ادائی کیجائیگی اس طرح

---

[1] مارش من - ہسٹری آف انڈیا حصہ اوّل ضمیمہ صفحہ ۵۳۳ -

یہ مسئلہ زیر تصفیہ ہی رہ گیا اور مسٹر ہالنڈ ریاست حیدرآباد اور اوس کے مختلف امراء و وزراء کے متعلق مفید مطلب معلومات فراہم کر کے واپس ہو گئے۔

اس وکالت میں میرا بوالقاسم کو اپنی قابلیت کے اظہار کا صرف اتنا موقع ملا کہ ادھر اعلیحضرت اور مدار المہام کے احکام کو غور سے سن لیں سمجھ لیں اور ادھر سفیر انگریزی کے کانوں تک پہنچا دیں اور ادھر کے معروضے یہاں عرض کر دیں اس کام کے لئے معاملہ فہمی اور ادائے مطلب کی قابلیت خاص ہونی چاہئے جس سے میرا بوالقاسم متصف تھے یہ کام انھوں نے باحسن الوجوہ اور بلا شکایت انجام دیا اور اسی خوبی نے ان کی آئندہ سفارت کے لئے سفارش کا کام دیا۔

خدمات سفارت

سفارت کلکتہ | سنہ ۱۲۰۲ھ مطابق سنہ ۱۷۸۷ء میں غفراں مآب نے میرا بوالقاسم کو پانچ ہزار روپیہ ماہوار مقرر کی اور دو لاکھ روپئے سفر خرچ دیکر کلکتہ کی سفارت پر گورنر جنرل ارل[1] کورنوالس کے پاس روانہ فرمایا۔

یہ پانچ منصبدار (۱) عاقل الدولہ[2] (۲) عباس علیخاں[3] نظام یار جنگ (۳) میر عبد العزیز خان

---

[1] ارل کورنوالس انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستانی مقبوضات کے گورنر جنرل سنہ ۱۷۸۶ء سے ۱۷۹۳ء تک (سنہ ۱۲۰۰ھ سے سنہ ۱۲۰۸ھ تک) رہے

[2] عاقل الدولہ میر عالم کے چھوٹے بھائی تھے ولایت شوستر سے یہاں آنے کے بعد انھوں نے یہیں شادی کر لی اس عقد سے ان کو ایک لڑکی شرف النسا بیگم نام ہوی جس کو انھوں نے میر مہدی یار خاں فرزند مرزا قاسم کے عقد میں دیا جس سے ایک لڑکی خیر النسا بیگم پیدا ہوی اور وہ رزیڈنٹ کرک پیاٹرک حشمت جنگ سے منسوب ہو گئی تھی ارسطو جاہ کی دیوانی کے زمانے میں عاقل الدولہ کو ایک باگیر عطا ہوی تھی جو ان کے بعد شرف النسا بیگم پر بحال ہوی۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۴) غلام نبی خاں (۵) میر ابو تراب خاں انکے ہمراہ تھے اور اَلقہ شلقہ میں علاوہ بازار لشکر کے سات زنبیر ہاتھی جن میں سے دو عماری والے اور دو حوضہ والے تین چار جامہ والے اور سترہ باربردار اونٹ اور ساٹھ سوار تھے میر ابوالقاسم نے جگناتھ پوری کی راہ اختیار کی

اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا اور سرکار گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ تفویض کمپنی کرنے کے مسائل کا تصفیہ کیا جائے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۱۹۳ھ م ۱۷۷۹ء میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بسالت جنگ سے کیا تھا وہ غفران مآب کی اطلاع کے بغیر ہوا تھا اسی وجہ سے انھوں نے خیال کیا کہ ۱۱۸۱ھ م ۱۷۶۷ء کا عہدنامہ فسخ و منسوخ ہوگیا جب ۱۱۹۶ھ م ۱۷۸۱ء میں بسالت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہدنامہ ۱۱۸۱ھ م ۱۷۶۷ء سرکار گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو اہلکاران نظام نے ۱۱۸۱ھ م ۱۷۶۷ء کے عہدنامہ کے انفساخ کے تصور پر ان کی مزاحمت کی۔ کپتان کناوی[1] کو کمپنی نے ۱۲۰۲ھ م ۱۷۸۷ء میں بطور سفیر بھیجا کہ وہ سرکار مذکور کو نظام سے واپس لے اور جو خراج کہ نظام کو واجب الوصول تھا اس کی تنقیح و حساب کرے کہ وہ حیّز التوا میں پڑگیا تھا۔ ضلع گنٹور کی

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) ۵ میر عباس علی خاں نظام یار جنگ میر کاظم علی کے صاحبزادے ہیں جو میر عالم کی خالہ کے بطن سے تھے اور اس موقع پر جب کہ مغفرت منزل (سکندر جاہ) کی سالگرہ خاص کا جشن میر عالم کے باغ میں منایا گیا تھا یہ حشام الملک کے خطاب اور پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت سے سرفراز ہوئے۔

---

[1] کپتان کناوی ایک شخص ہے جو ۱۱۹۲ھ م ۱۷۷۸ء میں حیدرآباد بھیجا گیا اور یہ وہ سرجان کناوی نہیں ہے۔ جو ۱۲۰۹ھ م ۱۷۹۴ء میں حیدرآباد میں رزیڈنٹ تھے اور جن کا خطاب دلاور جنگ تھا۔

واپسی کا حکم اور عمل تو فوراً ہو گیا مگر بقایا۔ خراج کا تصفیہ نہیں ہوا اور تبراضی طرفین اس کا فیصلہ گورنر جنرل کی رائے پر رکھا گیا اور اسی غرض کے لئے ابوالقاسم کلکتہ روانہ کئے گئے

اس سفر کی روئداد اور وہاں پہنچنے کے بعد کے واقعات میر عالم نے ارسطو جاہ کے نام کے خطوط میں تفصیل سے بطور روزنامچہ لکھے ہیں۔ ہم کو جو خط ملے ہیں وہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۰۳ھ سے بعد کے ہیں اس کے قبل کے حالاتِ سفر دستیاب نہیں ہوئے تاریخ مذکورہ کے خط میں لکھتے ہیں:

واقعات و مراحل سفر "گنجام سے ایک مقام پر جو سرحد کٹک میں واقع ہے منزل ہوئی اور اس کے دو منزل بعد دریائے شور کی شاخوں اور دلدل (جس کا عرف عام انھوں نے چور بالو بیان کیا ہے) کی وجہ سے آدمیوں اور جانوروں کو بڑی تکلیف ہوی اور گذر چلکا، جو بحر محیط کی ایک بڑی شاخ ہے اور ایسی وسیع کہ اس کو دیکھ کر قدرت حق کا مشاہدہ ہوتا ہے پار ہوے راجہ رام پنڈت تعلقدار کٹک کو ایجانگر سے اپنے آنے کی اطلاع دیگئی تھی اور راجہ رائے رایاں سے اس کے نام خط بھی لکھایا گیا تھا اور سربراہی کے لئے گورنر جنرل کی طرف سے بھی خط پہنچے تھے باوجود اس کے کہ وہ اوڑیسہ کے اور راجاؤں کے ساتھ مشغول بہ پیکار تھا۔ تعلقدار گذر چلکا اور دوسرے تعلقداروں کو تاکید کی کہ دریاؤں کے عبور میں اور فراہمی غلہ و ضروریات میں مدد دیں۔ اسی وجہ سے باوجود اس کے کہ علاقۂ کٹک میں سال حال قحط عظیم ہو گیا ہے اور دریائیں بڑی بڑی حائل ہیں ہم کو سفر میں بڑا آرام ملا۔ دریائے چلکا کے عبور کے بعد یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ جتنے اونٹ ہمراہ تھے سب یک قلم ساکت و صامت ہو گئے پہلے تو تشویش ہوی آخر معلوم ہوا کہ دریائے مذکور کے کنارے ایک قسم کا

چارہ ہوتا ہے جس کے کھانے سے اونٹ مست ہو جاتے ہیں اونٹوں کو علاج معالجے کی غرض سے وہیں چھوڑ کر کرایہ کے چھکڑوں میں جگنا تھ پوری کو روانہ ہوئے جو چلکاسے دو منزل پر ہے سرحد کٹک میں داخل ہونے کے وقت سے جگنا تھ پوری پہنچنے تک دن کو احتیاط و خبرداری اور شب کو طلایہ اور ہوشیاری کے ساتھ منازل طے ہوتے رہے اس واسطے کہ اندنوں اس علاقہ کے راجاؤں کے فتنہ و فساد کی وجہ سے یہاں بدامنی پھیلی ہوی ہے جگنا تھ پوری میں چار روز قیام ہوا یہاں تمام اونٹوں کے منجملہ بارہ اونٹ چنگے ہو کر آئے اور ہم راجا رام پنڈت کے بھائی کی معرفت جو اپنے بھائی کے حسب الحکم ہماری ملاقات کے لئے آیا تھا چھکڑے کرایہ سے لیکر چار منزل میں کٹک پہنچے راستہ میں مسلسل دو رات ایک دن بے موسم بارش جاری رہی اس وجہ سے ایک مقام زائد کرنا پڑا۔

کٹک میں راجہ رام پنڈت کا لڑکا اور ان کا کارپرداز کوڑنگ راؤ آکر ملے اور راجہ رام پنڈت کا خط پہنچایا جس میں اس نے اپنے نہ آنے کی معافی چاہی تھی اور سرانجام ضیافت مع تین شتر باردار جو پنڈت مذکور نے بھیجے تھے لائے۔

پھر باران رحمت الٰہی نازل ہوا اور چاروں طرف یکساں برستا رہا پانچویں دن ابر کھلا اور اسی روز ہم نے کٹک سے کوچ کیا رخصت کے وقت پھر پنڈت مذکور کا لڑکا اور کارپرداز آئے اور دو دستاریں اور چار تھان ململ کے اور ایک دوشالہ اور ایک تھان کمخاب کا بندہ کو اور تین تھان ململ کے اور تین دستاریں منصبداران ہمراہی کو تواضع

کیں اور میں نے پنڈت کے لڑکے کو ایک خلعت بادلہ اور ایک تھان کمخاب کا اور ایک دوشالہ دیا۔

بلدۂ کٹک سے مہاندی کو بلکٹ اور کشتیوں میں عبور کیا گیا۔ یہ ندی بلحاظ وسعت اسم بامسمّٰی ہے اس کی وسعت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ گذشتہ سال طغیانی کے وقت یہ پانسو کروہ زمین پر محیط تھی اور عرض میں چلکا سے مل گئی ہے جو چھ منزل کے فاصلہ پر ہے ملک کٹک میں جو قحط ہوا کرتا ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ اس کی طغیانی سے تمام ملک کی زراعت یک قلم غرقاب ہو جاتی ہے اس کو عبور کرنے کے بعد بندر پالیسر کی طرف روانہ ہوئے بے موسم بارش کی وجہ سے جو قریبًا ہر روز ہوتی رہی مختصر مختصر کشتیوں پر بے حساب ندیاں عبور کی گئیں چنانچہ ایک دفعہ پانچ کوس کی ایک منزل میں چار ندیاں ایک دن ایک رات میں پار ہوئے۔

جگناتھ پوری سے لیکر بندر پالیسر تک جو قحط ہوا ہے اس کا بیان ممکن ہی نہیں بے شمار انسان وحیوان تلف ہو گئے اور ہندو مسلمانوں کے کتنے ہی بچے فروخت ہو گئے بہرحال ہم افضال الٰہی کے ساتھ بندر پالیسر پہنچے نزول باران رحمت جاری ہے۔ دوجا کے راستہ میں وہاں کے تعلقدار استقبال کو آئے اور سامان سربراہی لائے۔

میرے اُس خط کا جواب جو میں نے گنجام سے گورنر جنرل بہادر کو لکھا تھا بندر پالیسر سے ایک منزل ادھر ملا۔ پالیسر سے چار منزل کے فاصلہ پر جاج پور میں میدنی پور کے فوجدار کی طرف سے جو معتبر تعلقداروں سے ہیں مولوی سرفراز علی کی عرضی اس امر کی نسبت

آئی کہ وہ استقبال کے لئے جلیسر پہنچ گئے ہیں۔ بندر پالیسر کی انگریزی کوٹھی کے مختار کار مسٹر وجورہٹ کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ بندہ کسل مزاج کے سبب سے تبدیل آب وہوا کے طور پر چند روز سے جلیسر میں سکونت پذیر ہے استقبال کے لئے حاضر ہونے میں مجبوری ہے پیمبر نام میرا نائب پالیسر میں موجود ہے وہ خدمت عالی میں پہنچتا ہے اور تکمیل ضروریات وتقدیم خدمات میں حاضر وسرگرم رہیگا چنانچہ پالیسر پہنچنے کے روز تین کوس آگے آکر اس نے استقبال کیا ایک اشرفی اور پانچ روپے نذر پیش کئے۔ بندہ نے حیدرآباد سے نکلنے کے وقت سے کلکتہ تک پہنچنے کمپنی وغیرہ کے لوگوں سے نذریں کہیں نہیں لیں راستے میں بعض کپتانوں نے بھی ایک ایک اور دو دو اشرفیاں نذر پیش کیں کسی سے نہیں لی گئی پیمبر کی نذر بھی قبول نہیں کی گئی صرف ہاتھ رکھا گیا۔

بندر پالیسر پہنچنے کے بعد راجا رام پنڈت کا نایب مرار پنڈت ملاقات کے لئے آیا اور سامان ضیافت بھیجا اور پیمبر نائب بھی میوے اور ترکاری کی ڈالی اور مرغ اور بکری بھیجے اور ہر امر وفرمایش کی تعمیل کی بارکش ابھی جاری ہے بندر پالیسر میں بھی ایک مقام ہوا۔

بالیسر سے تین منزل پر بندر جلیسر پہنچے یہاں مولوی سرفراز علی اور فتح علی بیگ تھانہ دار نے لوازم استقبال بجالا کے پانچ پانچ روپئے نذر پکڑے جو بدستور لئے نہیں گئے مگر جو کچھ اجناس ضیافت انھوں نے پیش کئے تھے اگرچہ وہ بہت زیادہ تھے تاہم اس خیال سے کہ اس کے لینے سے انکار کرنا رکیک بات ہے قبول کرنے میں پس وپیش نہیں کیا گیا مسٹر وجورہٹ دو تین انگریزوں کے ساتھ شب میں ملاقات کو آئے اور میوہ اور ترکاری کی ڈالی روانہ کی۔ دوسرے روز کوچ کرکے میدنی پور کی طرف راہی ہوئے دو منزل

کے بعد پھر باران رحمت علی الاتصال یک شبانہ روز جاری رہا۔

میدنی پور سے سات کوس فاصلہ پر وہاں کا تعلقدار مسٹر پارویس نے جو حسب الحکم گورنر جنرل ایک منزل پیشوا آکر ٹھیرا ہوا تھا اور ایک منزل آگے آکر استقبال کیا اور ملاقات کرکے میدنی پور جانے کی اجازت چاہی اور شب میں روانہ ہوگیا۔ بندہ دوسرے دن میدنی پور پہنچا۔ تبدیل بار برداری کی وجہ سے ایک مقام ہوا یہاں نہ شلک[1] توپ کی رسم ادا ہوی۔ اور نہ میں نے انعام دیا۔

میدنی پور کے تعلقدار نے جلیسر سے میدنی پور تک مکرر سرانجام ضیافت روانہ کیا یہاں کے تعلقدار محمد بیگ نے اپنی عدالت کے داروغہ کو جس کا منیب مرشد آباد میں رہتا ہے ہمارے ساتھ کردیا دوسرے دن میدنی پور سے کوچ کرکے سات منزل میں ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۰۳ھ روز دوشنبہ کو دریائے گنگا کے کنارے پہنچے جس کو عبور کرکے شہر کلکتہ میں داخل ہوتے ہیں۔ راستہ میں بردوان کے راجہ و تعلقدار نے خطوط اور وکلاء کو بھیجا اور بعض مقامات پر سامان ضیافت اور میوے کی ڈالی روانہ کی"۔

کلکتہ کے پاس دریائے گنگ پر پہنچنے کے قبل میر عالم کو اطلاع ملی کہ عبور دریا کے لئے کشتیاں بھیجی جارہی ہیں اگر کشتیاں پہنچنے سے قبل آپ کنارے پر پہنچ جائیں تو کشتیاں کنارے پر پہنچنے تک آپ توقف کریں۔

کلکتہ کی گورنمنٹ کے دارالانشاء کے تعلقدار اور صدر مترجم مسٹر چیری تھے ان کے دفتر میں سات منشی تھے ان میں سے ایک مسمی حمید خاں کو

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں علاقہ سرکار عالی کے سفیر کے ورود پر توپیں اسطرح سر کی جاتی تھیں جس طرح کہ رزیڈنٹ کے ورود پر ہماری ریاست میں ۱۲

میر عالم کے استقبال کے لئے روانہ کیا گیا جو ان سے کوپل پور کے مقام پر آملے اور ترپولیہ کا ایک پہرہ حفاظت کے لئے اور دو ہرکارے راہنمائی کی غرض سے ان کے ہمراہ کئے گئے تھے اور منشی نے اس امر کی اطلاع بھی کی کہ کشتیاں اور بجرے آرہے ہیں اور خود میر عالم کے دریا سے پار ہونے کے لئے گورنر جنرل نے اپنے خاصہ کی کشتی فیل چہرہ بھیجنے کا حکم دیا ہے منشی مذکور دریائے گنگا کے کنارے قیام گاہ تک ساتھ آکر ان کے وہاں اتر چکنے کے بعد رخصت ہوئے پنجشنبہ کو حسب قرارداد میر عالم دریائے گنگا کو عبور کر کے اس حویلی میں جو ان کے قیام کے لئے تجویز ہوئی تھی فروکش ہوئے۔

عبور سے پیشتر استقبال کا مسئلہ میر عالم کے نزدیک بہت کھٹکا کہ ان کا استقبال محض ایک منشی کے ذریعے عمل میں آیا۔ حالانکہ انگریزی کمپنی کے جتنے سفیر حیدرآباد آئے اُن کے اعزاز استقبال و مدارات میں بہت زیادہ کئے گئے اور انہیں خیال ہوا کہ اگر اس موقع پر خاموشی اختیار کی جائے تو آئندہ کے لئے علماً آمدہی ہو جائیگا اور اصل مسئلہ کے تصفیہ میں بھی اس کا اثر بُرا بیٹھیگا۔ اس لئے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک خط مسٹر چیری کو لکھا۔ جس میں انھوں نے بتایا کہ مسٹر جانسن کے استقبال کیلئے نواب شمس الملک[1] جیسے امیر باتوقیر شہر کے باہر تک آکر اپنے ہمراہ حضور کی ملازمت میں لے گئے اور دلاور جنگ

---

[1] شمس الامرا شمس الملک محمد فخر الدین خان، شیخ ابوالخیر خان شکوہ آبادی کے پوتے تھے اور ابوالفتح خاں تیغ جنگ کے صاحبزادے جن سے غفران آب کی صاحبزادی بشیر النسا بیگم منسوب تھیں صاحب پائیگاہ تھے اور امیران پائیگاہ حال:۔
نواب معین الدولہ بہادر، نواب سلطان الملک بہادر، اور نواب لطف الدولہ بہادر کے (تیسری اور چوتھی پشتیں) جدامجد تھے۔

مسٹر کنوی کے استقبال کے لئے باوجود اس کے کہ میر عالم کا انتخاب ہو چکا تھا اس کو موقوف کر کے انھوں نے یہ مشورہ دیا کہ سرکار دولتمدار کے مدار المہام اعظم الامراء کے فرزند ارجمند سیف الملک استقبال کے لئے بیرون شہر تک تشریف لیجائیں اور اسی پر عمل ہوا اس کے بعد یہ خواہش ظاہر کی کہ مسٹر چیری مع کونسل دویم اپنی فرودگاہ تک آکر ان کو لیجائیں۔ اس خط کا جو کچھ جواب مسٹر چیری نے لکھا وہ تو معلوم نہو سکا لیکن اس کے بعد منشی حمید خان میر عالم کے پاس آئے اور ان کے ذریعہ جو کچھ معلوم کیا گیا میر عالم کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے:۔

"منشی حمید خان نے زبانی بھی مسٹر چیری کے مطالب کو تفصیل کے ساتھ دُہرایا مختصر یہ کہ صاحبان کونسل صرف دو ہیں جن کو کثرت کار کی وجہ سے مطلق فرصت نہیں خارجاً معلوم ہوا کہ چونکہ مسٹر کنوی اور میر محمد حسین (منشی رزیڈنٹ) نے تفضلات حضور (غفران مآب) اور عنایات حضرت (ارسطو جاہ) سے جو مجھ موردِ ضعیف (میر عالم) پر مبذول ہیں اطلاع نہیں کی ہے۔ مسٹر چیری نے یہاں (کلکتہ) کے بعض معززین سے میرے احوال دریافت کئے اور جب ان کو میری کیفیت اور میرے والد مرحوم کے حال سے آگاہی ہوئی کہ وہ شجاع الدولہ کی صوبہ داری کے زمانے میں وہاں تشریف رکھتے تھے اور ان کے لوگوں نے جو میرے والد اور ان کے تعلقات سے واقف تھے امر واقعہ سے اطلاع دی تو منشی حمید خاں کو میرے استقبال کے لئے بھیجنا انھیں بجا نہیں معلوم ہوا"

"منشی صاحب موصوف سے زبانی کہا گیا کہ صورتِ حال دو امور سے خالی نہیں یا تو کمپنی میں رسم استقبال کا دستور ہے یا نہیں ہے اگر نہیں ہے تو اس کا بجالانا ہی ضرور

نہیں ہے اور اگر ہے تو آئین شایستہ کے ساتھ اور اسی رتبہ سے جس سے کہ سرکار تعمدار میں کمپنی کے ایلچیوں کے ساتھ عمل ہوتا ہے بجالانا چاہئے لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ آخر ۱۳ جمادی الثانی کو گورنر جنرل کے حکم پر مسٹر چیری استقبال کے لئے نہیں بلکہ ملاقات کے لئے آئے اور رسم استقبال موقوف ہی رہی اور ملاقات میں کمال انسانیت کے ساتھ معذرت چاہی اور یہ بیان کیا کہ کلکتہ پہنچنے پر گورنر جنرل خود لوازم احترام و اعزاز بجالائیں گے

مسٹر چیری نہایت ذہین اور فارسی اور ہندی زبانوں میں ماہر ہیں اور چونکہ میرے اور گورنر جنرل کے درمیان ترجمان یہی ہیں اس لئے میں نے ان کی بڑی تالیف قلب کی اور رخصت کے وقت ان کو جیغہ و سربند اور خلعت بادلہ کارچوبی اور دوشالہ اور کمخاب کا تھان دیا لیکن انھوں نے صرف کمخاب کا تھان لیا باقی کے لئے معذرت چاہی۔

چودھویں تاریخ پنجشنبہ کے دن میں نے صبح ہی اپنا سامان روانہ کر دیا۔ پہر دن چڑھے مسٹر چیری آئے اور مجھ سے مل کر واپس ہوئے اور کنارے پر میرے سامان کے اُتارنے کا اہتمام کرتے رہے گورنر جنرل نے اپنے خاصہ کی کشتی فیل چہرہ میرے لئے بھیجی تھی وہ آنبوس کی بنی ہوئی تھی اس کے اوپر ایک سائبان بطور بنگلہ عماری تھا۔ مسٹر چیری نے مجھے اپنے ہمراہی منصبداروں کے ساتھ اس پر سوار کرایا اور خود بھی اس میں سوار ہو گئے کشتی چلی۔ ملاح گاتے بجاتے ہماری کشتی کو کھینے لگے۔ جب میں دوسرے کنارے پر پہنچا تو میں نے اپنی کشتی کے ملاحوں کو ایک سو روپیہ انعام دیا اس واسطے کہ کشتی خاصہ کی تھی اور اب تک گورنر جنرل کے سوائے کسی اور شخص کی سواری میں نہیں آئی تھی اور باقی اور

کشتیوں اور بجروں کے ملاحوں کو پچیس روپیہ دیئے"۔

میر عالم کا ورود کلکتہ میں اور ارل کورنوالس سے پہلی ملاقات

"کشتی سے اُتر کر میں پالکی میں سوار ہوا اور پالکی گورنر جنرل کے محل کی طرف بڑھی۔ مسٹر چیری تھوڑی دور ساتھ رہ کر آگے بڑھے اور جب میں گورنر جنرل کی ڈیوڑھی پر پہنچا تو وہ واپس آئے اور اُس بالاخانے کے دروازے جس میں گورنر جنرل کا اجلاس ہوتا ہے پالکی کو اُتارا گورنر جنرل نے اپنے رفیق کرنل اس کو پالکی تک استقبال کے لئے بھیجا مسٹر چیری نے اُن سے تعارف کرایا اس کے بعد ہم دروازے میں داخل ہو کر سیڑھیاں چڑھنے لگے ابھی سیڑھیاں ختم نہیں ہوئی تھیں کہ گورنر جنرل سے چار چشمی ہوئی جو معًا اپنی کرسی سے اٹھکر اپنے دردالان کو طے کر کے پیشوا آئے اُن کے آنے تک میں بھی زینہ طے کر چکا تھا لب زینہ معانقہ ہوا اس کے بعد میرا ہاتھ گرمجوشی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اپنا کمال اشتیاق ظاہر کیا اور مزاج پُرسی کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر مجھے ایک لانبی کرسی[1] پر جو وسط میں رکھی ہوئی تھی اپنے برابر بٹھایا اور خیریت مزاج بندگانعالی دریافت کی اور حضور سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے کہا کہ اگر مسافت بعید مانع نہوتی تو خود ملاقات کے لئے آتے اور اس کے بعد راستہ کے احوال اور اپنے علاقہ داروں کے انتظام سرانجام کے متعلق دریافت کرتے رہے جس کے متعلق بندہ نے بیان کیا کہ بہ افضال جناب الٰہی اور بہ اقبال حضرت بندگانعالی آرام سے طے مسافت اور آپ کی ملاقات سے سفر کے رنج و تعب کی تلافی ہوی اور جیسی کچھ گرمجوشی اور شگفتگی انھوں نے ظاہر کی ایسی ہی میں نے بھی کی

---

[1] اس سے شاید سوفہ یا کوچ مراد ہے ۱۲

اس کے بعد خود کھڑے ہو کر اپنے اعیان و انصار کو بلا کر ہر ایک کا تعارف کرایا اور اُن کو میرے ہمراہی منصبداروں کے تحت بٹھلایا۔ اِسی تعارف کے دوران میں انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کے دوست مسٹر جانسن کو بھی بلوایا تھا لیکن شدّت بیماری کے باعث وہ آ نہ سکے اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ عنایت نامۂ حضور اور تحفے جو میں نے اپنے ہمراہ لائے ہیں یہیں لئے جائیں گے یا خلوت میں جواب ملا کہ مکتوب حضور خلوت میں لیا جائیگا چنانچہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے خلوت میں جو اُسی بالاخانے پر جائے نشست سے متصل تھا آئے اور اپنی رسم کے موافق اُس مکان کے دروازے کو ایک کنجی سے جو اپنے جیب میں رکھا کرتے ہیں بند کر لیا۔ وہاں کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد عنایت نامہ میں نے دست بدست دیا۔ اور حضور کی جانب سے دعائے شوق پہنچائی۔ انھوں نے مسٹر چیری کو عنایت نامہ دیا اور مجھ سے کہا کہ حضور سے جو مجھے اشتیاق و اتحاد ہے وہ خارج از بیان ہے اور نیز جو اشتیاق اور دوستی کہ مجھے نواب اعظم الامرا بہادر سے ہے وہ بہت زیادہ ہے میں نے کہا کہ حضور کا غلبہ اشتیاق اور خیر اندیشی ہی ہے کہ مجھے بخلاف رسم سرکار یہاں آپ کے پاس روانہ فرمایا گیا"۔

اس کے بعد میر عالم نے اس امر پر اپنی محجوبیت کا اظہار کیا ہے کہ اظہار اشتیاق و گرمجوشی میں خود انھوں نے سبقت کیوں نہ کی اسی سلسلہ میں ارسطو جاہ کی جانب سے سلام پہنچا کے یہ ظاہر کیا کہ جس طرح سرکار کمپنی کی خیر خواہی کے سوائے کوئی اور ذاتی یا

لہ اس سے شاید سوفہ یا کوچ مراد ہے۔

نفسانی غرض گورنر جنرل کے مطمح نظر نہیں ہے اسی طرح ارسطو جاہ کا بھی حال ہے اور اسی مناسبت طبیعت کے اعتبار سے ان کو بھی گورنر جنرل سے غائبانہ اشتیاق و محبت پیدا ہوگئی ہے۔ گورنر جنرل نے اس کے بعد اُن تحفوں کو لینے سے معافی مانگی جو حضور نے اُن کے لئے روانہ فرمائے تھے لیکن میر عالم کے بڑے اصرار پر انھوں نے اس کو دربار تمام لوگوں کے روبرو لینے کا اقرار کیا۔ اس کے بعد دونوں خلوت سے باہر آئے اور میر عالم نے اجناس تحفہ منگوائے اور گورنر جنرل کے ملاحظہ میں لائے جن میں سے شمشیر اور کٹار کو لیکر وہ بہت خوش ہوئے۔ تحایف میں بقیہ اشیا حسب ذیل تھے۔

جیغہ مع سرپیچ دو رقم۔ کنٹھی مروارید مع دھگدگی الماس ایک رقم خلعت بادلہ و کارچوبی پانچ پارچہ۔ کمخاب ایک تھان۔ دوشالہ ایک زوج۔ ہاتھی ایک زنجیر۔ گھوڑا ایک راس۔

انھوں نے ان کو لیتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا کہ "میں ان تحفوں کو محض بہ خاطر بندگانہ قبول کرتا ہوں"۔

اس کے بعد گورنر جنرل نے وعدہ کیا کہ وہ دوسرے روز پہر دن چڑھے میر عالم کی فرودگاہ پر آئیں گے اور اپنے ہاتھ سے عطر و پاندان ان کے اور ان کے ہمراہیوں کے آگے بڑھائے اور تالب فرش مشایعت کی اور معانقہ کرکے رخصت ہوئے اور بعد ملاقات توپوں کی شلک سر ہوئی۔ میر عالم واپس ہوکر اس مکان میں جو ان کے قیام کے لئے مقرر کیا گیا تھا فروکش ہوئے۔

دوسرے روز حسب وعدہ گورنر جنرل وا دید کو آئے وہ چوکڑے میں سوار تھے۔
ان کی خواصی میں کرنل راس اور مسٹر چیری تھے اور دوسرے ہمراہی عہدہ دار اور گاڑیوں
میں تھے پچاس سوبجر نیلہ گھوڑوں پر ہمرکاب تھے۔

اس ملاقات میں میر عالم سے قلعہ اور اس کے سلاح خانے اور شہر کی سیر کی فرمایش
کی گئی جس کو انھوں نے قبول کیا اور انھوں نے اشتیاق ملاقات و محبت کی تمہید کے ساتھ
بندگانعالی اور ارسطو جاہ کی تصویریں اُس عنایت نامہ کے ساتھ جو ان تصویروں کے
ہمراہ اسی باب میں لکھا گیا تھا گورنر جنرل کو دیں وہ ان کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اس کے
بعد عطر و پاندان دیا گیا واپسی عمل میں آئی۔

۱۷ جمادی الثانی ۱۲۰۳ھ سے اصل مسئلہ کے متعلق سوال و جواب آغاز ہوئے اور
قریبًا چار مہینے تک میر عالم اور ارل کورنوالس کے مابین گفت و شنود ہوتی رہی جس کی
تفصیلی اطلاعیں میر عالم وقتاً فوقتاً اپنے خطوط کے ذریعے ارسطو جاہ کو کرتے رہے۔ فی آلآخر
ماہ شوال ۱۲۰۳ھ مطابق جولائی ۱۷۸۹ء میں بقایائے پیشکش کی بالاقساط ادائی اور آئندہ
اور امور کو جان کنوی کے ذریعے طے کرنے کی قرارداد کرکے وہ براہ بنارس و نا گپور
حیدرآباد واپس ہوئے۔ واپسی کے وقت ارل کورنوالس نے میر عالم کو سرپیچ اور جیغہ
ایک زوج اور ایک رقم کنٹھی اور سات پارچے خلعت اور ایک ایک قبضہ شمشیر اور سپر اور
ایک منزل پالکی اور ایک زنجیر فیل عنایت کیا۔

واپسی اور خطاب | وہ ۲۶ رجمادی الاول ۱۲۰۴ھ کو بلدہ پہنچے اور اسی مہینے کی سلخ کو حضور میں باریاب ہوے ارل کورنوالس کا خط اور اس کے ساتھ بقایائے پیشکش کی باقیہ نولاکھ سولہ ہزار چھ سو پینسٹھ روپے گیارہ آنے کی تین ہنڈویاں اور قیمتی جواہر اور تحفے تحایف ملاحظہ میں گزرانے اور مورد الطاف شاہی ہوے اسی سلسلے میں میر عالم خطاب پایا اور پنجہزاری ذات دوہزار علم ونقارہ وپالکی جھالردار اور خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوے اور ان کے فرزند میر رضی کو میر دوران خطاب ملا۔

اس سفارت میں جو کچھ سوال جواب ہوے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ میر عالم کو اپنے ملک و مالک کے حقوق کا کیا کچھ خیال تھا ان کے تفصیلی دلائل و مباحث سے جو انھوں نے اس موقع پر گورنر جنرل کورنوالس کے پاس پیش کئے ہیں ان کے قوت استدلال و قابلیت مناظرہ پر کافی روشنی پڑتی ہے جو اصحاب ان امور کو تفصیل سے معلوم کرنا چاہتے ہوں وہ رقعات میر عالم کے اس نسخے کو ملاحظہ کریں جس کو ہم نے خاص طور پر اصل مسودات سے مرتب وشائع کیا ہے۔

دوران قیام میں پانچ بار یہ ارل کورنوالس کے بنگلے پر گئے اور پانچ ہی بار ارل صاحب ان کی فرودگاہ پر آئے ان دس ملاقاتوں میں گورنر جنرل میر عالم سے اس قدر خوش ہوے کہ وہ اعلیحضرت کو یہ لکھنا چاہتے تھے کہ سفارت کا عہدہ میرابوالقاسم اور اُن کی اولاد و احفاد کے لیے مخصوص کر دیا جائے مگر میر عالم نے ان کو اس سے باز رکھا اور کہا کہ بندگان عالی مختار ہیں جس کو چاہیں یہ خدمت دیں۔ ارل صاحب کی یہ تحریک بھی تالیف قلب کی قبیل سے

تھی تاکہ میر عالم کو اس طرح اپنا بنالیں۔

مسائل سفارت پر ارل کورنوالس کا جواب

اس سفارت میں جو مسائل طے ہوئے اس کا اظہار کورنوالس نے اپنے ایک خط میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور میر عالم کے ذریعہ بندگانعالی کے پاس روانہ کیا گیا اس کے مضامین کی تعمیل انگریزی گورنمنٹ نے اپنے اوپر فرض گردانی جن امور کا تصفیہ اس میں ہوا ہے وہ ارل صاحب ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"سنہ ۱۷۶۸ع م ۱۱۸۱ھ کے عہد نامہ کے مطابق نظام نے سرکار گنٹور کو تفویض کمپنی نہیں کیا اور کمپنی نے پیشکش ان کو نہیں دیا۔ نظام چونکہ ان دنوں امور اہم میں مصروف تھے اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی پیروی جب نظام فارغ ہوئے تو رزیڈنٹ کو بھیجا گیا۔ تاکہ سرکار گنٹور کی تفویض کے متعلق کپتان کناوی نظام کو توجہ لائیں اور سرکاران شمالی کی پیشکش کی بابت نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ کمپنی واجبی تقاضا پیشکش نظام کو ادا کردیگی اور آئندہ بھی بروقت ادا کرتی رہیگی جب نظام نے سپردگی گنٹور کا حکم جاری کرکے دوستی و وفاداری کا ثبوت دیا ہے تو کمپنی بھی ان سے مراسم مرعی رکھیگی اور ان مضامین عہد نامہ پر جن کے معنی غیر معین اور جن کے مطالب صاف نہ تھے ہم نے میر ابوالقاسم کے ساتھ گفتگو کی اور میرا انکار درباب داخل کرنے ضمانت کے اور مکفول کرنا جزو سرکاران شمالی کا (ادائی بقایا پیشکش کے اطمینان کے لئے) جو میر ابوالقاسم نے بیان کیا تھا واجبی تھا کیونکہ اس امر کے واسطے ہماری رائے میں ایمانداری قوم انگریزی مکفول ہے"

نظام نے تجدید عہد نامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق آرل کورنوالس نے لکھا کہ:۔

"ہم نے اکثر موقع پر کپتان کناوی کی معرفت اور میر ابوالقاسم کی زبانی اور شروع تحریر ہذا میں بیان کیا ہے کہ میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ عہد نامہ ۱۷۶۸ء مسلمہ ۱۱۸۱ھ کی تعمیل ہو اور ہمیشہ آپ کے ساتھ دوستی اور اتحاد قایم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے اور نیز تصریح شرائط پیچیدہ سے جو میں نے کی ہے یقین ہوا ہوگا کہ میں تصفیہ ہر ایک امر کا بنیاد صدق وصفا پر کرتا ہوں مگر یہاں ہم کو بلحاظ بحث میر ابوالقاسم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب تک کوئی وجہ قوی عہد نامۂ جدید کے لئے ظاہر نہو اوس وقت تک ہمارے ملک کے آئین اور انگلستان کے شاہ وکمپنی کے احکام اور نیز ایمان اور حرمت قسم انگریزی مانع تجدید عہد نامہ ہیں اس لئے تبدیلی عہد نامہ مذکور کو ہم نے قبول نہیں کیا اگرچہ یہ منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ ہمارے اوس اختیار کے لحاظ سے جو شاہ اور انگریزی پارلیمنٹ سے ہم کو حاصل ہے اس میری تحریر کو بطور عہد نامہ تصور کریں کیونکہ یہ چٹھی منظورۂ کونسل ہے اور اُس سے زیادہ تصریح کے لئے میں آپ کو میر ابوالقاسم کی زبان پر حوالہ کرتا ہوں جس کو میں نے اس تمام گفتگو میں آپ کا وفادار صادق اور آگاہ اور خیر خواہ ملازم معتبر اور معتمد تصور کیا ہے اور اس کو اختیار حاصل ہے کہ کوئی عہد نامہ جس سے فائدۂ سرکارین متصور ہو انعقاد کرے"۔

میر ابوالقاسم بہت نازک موقع پر سفیر کی حیثیت سے کلکتہ گئے تھے اس زمانے میں نظام کو تین طرف سے خطرہ تھا۔ شمالی اور مغربی طرف سے مرہٹوں کا اور جنوبی سمت سے ٹیپو سلطان کا۔ مرہٹوں کے ساتھ تو ایک عرصہ سے مخالفت چلی آرہی تھی اور ٹیپو سلطان سے

بالکل حال میں مخالفت پیدا ہوگئی تھی۔ ان دونوں سے سربراہ ہونے کے لئے نظام کو ضرور تھا کہ کسی تیسری قوت کے ساتھ متفق ہوجاتے انھوں نے فرانسیسیوں پر نظر دوڑائی تو انھیں معلوم ہوا کہ وہ ٹیپو سلطان کے زیر اثر ہیں اور جو کچھ فرانسیسی فوج ان کے پاس ملازم تھی اس سے خود وہ مطمئن نہیں تھے اور اوس کے علاوہ گزشتہ انگریزی فرانسیسی جنگ کے بعد سے ہندوستان میں فرانسیسیوں کی قوت اس قدر کم زور ہوگئی تھی کہ ایسی زبردست ریاستوں کے مقابلے کے لئے ان سے امداد کی توقع رکھنا محض بیکار تھا اس لئے نظام اور ادن کے وزیر اعظم کو اسی میں سہولت نظر آئی کہ انگریزوں کے ساتھ قدیمی رشتۂ اتحاد کو اور مضبوط کرلیا جائے اور اسی بناء پر بعوض اس کے کہ فسخ معاہدہ (۱۷۶۷ء) کی وجہ سے اور مقررہ پیشکش کو بروقت ادا نکر کے مدتوں بقایا رکھنے کی علت میں قبضۂ گنٹور کی نسبت انگریزی کمپنی کو ٹکا سا جواب دیدیا جاتا حسب منشاء تصفیہ اور اتحاد قایم کرنے کی غرض سے ایک سفارت کلکتہ بھیجی گئی۔ ظاہر ہے کہ ان اغراض کے تحت جو سفارت قایم ہوی ہو اس کو اپنے فرائض کی ادائی کے لئے کن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہوگی یہ زمانہ وہ زمانہ ہے جبکہ انگریزی کمپنی جس کا مطمح نظر ابتداءً محض جلب منفعت تھا ملک گیری کی جنگوں میں حصہ لیکر اتنے خسارے میں آگئی تھی کہ اس کو اتنا کثیر روپیہ پیشکش کے طور پر نظام کو ادا کرنا نہایت گراں تھا۔ ایسی صورت میں سفیر کا طرز عمل یہی ہوسکتا تھا کہ اہل کمپنی کو اپنے بقایا کی طرف سے اتنا تنگ پکڑے کہ وہ آسان شرائط پر ان کا اتحاد منظور کرلیں اور یہی میر عالم نے کیا۔

سرکاران شمالی کا تصفیۂ آخر

یہی سرکاران شمالی جن کے متعلق اتنے مباحث و مناظرے ہوئے اور مصارف عظیم برداشت کئے گئے۔ آخر ۱۸۰۶ء میں انگریزی ریاست میں قطعی طور پر شامل ہو گئے اِن اضلاع پر بہ حیثیت مالکانہ قابض ہونے کا جو تخیل اہالیان کمپنی کو ہوا تھا اس کا ذکر ہم نے قیام اتحاد کے عنوان کے تحت کر دیا ہے اس نوبت پر میر عالم کے ذریعے تفویض سرکار اور پیشکش کی نسبت جو تصفیہ ہوا وہ ان کے (اہالیان کمپنی کے) حسب دلخواہ نہیں متصور ہو سکتا تھا اس واسطے کہ انگریزی کمپنی کے قبضہ میں ان سرکاران کے عطا کی شاہی سند موجود تھی اور ان کے نزدیک اس سند کے ہوتے اس حصہ ملک کے قبضہ کی بابت کسی خراج یا پیشکش کا ادا کرنا بے ضرورت تھا اور قطع نظر اس کے اس خطہ پر نظام کے مالکانہ حقوق رہنے کی وجہ سے یہ توقع ہو سکتی تھی کہ کسی زمانے میں وہ اس کے دعویدار ہوں گے اور وہ یہ بھی تصوّر کرتے تھے کہ اس علاقہ سے نظام کے قبضہ کا انتزاع اُسی زمانے میں ہو چکا تھا جب کہ وہ فرانسیسیوں کے تصرف میں تھا اور اون کے پاس سے انگریزی کمپنی نے اپنے قبض و تصرف میں لایا تھا ایسی صورت میں نظام کے حقوق شاہی کو تسلیم کرتے ہوئے پیشکش ادا کرنا اپنی فوقیت (Suzerainty) منوانے کے منافی نظر آتا تھا ان امور کی بناء پر وہ چاہتے تھے کہ اس برائے نام تعلق کو بھی نظام سے نکال لیں اور ارسطوجاہ ہی کے زمانہ میں اس کے متعلق گفت و شنید شروع کر دی لیکن اس کا تصفیۂ آخر اہالیان کمپنی نے میر عالم کے عہد دیوانی میں کیا۔ اور اس طریقہ سے رزیڈنٹ کرک پیاٹرک نے اپنا ذاتی عناد جو اُن کو ایک خاص وجہ سے (جس کا ذکر انھیں اوراق میں کیا گیا ہے) ان کے ساتھ

پیدا ہوگیا تھا نکال لیا۔ اس کی تحریک کے متعلق معلوم یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے ساتھ اتحاد و شرکت کے مفاد و استحسان اور غفراں مآب کا طرز عمل بتاتے ہوئے کی گئی تھی لیکن میر عالم نے اس کو ٹالنے کی کوشش کی مگر یہ ممکن نہیں تھا کہ کمپنی اپنے مقاصد اہم کو نظر انداز کر دیتی۔ آخر یہ تحریک جن امور کے مدنظر اور جن اعتراضات کے ارتفاع کے بعد درجۂ پذیرائی کو پہنچی سر جارج بارلو بارنٹ گورنر جنرل ہند کے ۲۵ اکتوبر ۱۸۰۶ء کے خط موسومۂ سکندرجاہ کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتی ہے:-

"از روے ہر مہمے کہ در آں بشرکت طرفین اقدام نمودہ شد ملک و جائداد جدید با ممالک و جائداد قدیم دولت آصفیہ شامل کردند و قصد زیادہ طلبی و ضبط و تکسر اختیار آں والاقدر درمیان ممالک سامی و اختلال حقوق موروثی آں عالیشان از طرف ایں سرکار ہیچ نوع بعمل نیامدہ است بلکہ ہرگاہ آں والاقدر بمدنظر ابراز ایں کہ فوائد استحکام بنیاد یگانگی و اتحاد فیما بین دولتین آنچہ در سرکار سامی عاید گردیدہ بر صفحۂ خاطر اشفاق مظاہر بچہ درجہ شرف انتقاش و ارتسام یافتہ است و بہ پیشکش سالانہ بابتہ سیکاکول وغیرہ بطوع و رغبت معاف و مرفوع القلم فرمودہ بودند اہالی ایں سرکار تقلیل حاصل سرکار آں والاقدر و حصر والیت و صدارت گرامی مطلق منظور نداشتہ لوازم استعذار عدم اقبال امر مجوزہ اعنی معاف و مرفوع القلم شدن وجہ قراری مزبور بعمل آوردہ بودند....."

عہدنامۂ پانگل اور میسور کی تیسری جنگ

اس زمانے میں ٹیپو سلطان نے اس خیال سے کہ دکن میں حیدرآباد اسلامی اور سب سے بڑی ریاست ہے اس سے اگر اتحاد قایم کرلیا جائے تو پھر

کوئی اور طاقت ایسی نہیں رہتی جو اُن کا مقابلہ کر سکے اپنے وکیل محمد غیاث کو حیدر آباد بھیجا تاکہ وہ حضورِ نظام سے مل کر ٹیپو سلطان کے ساتھ سمدھاوے کے رشتۂ اتحاد کے قیام کی تحریک کرے لیکن یہ پیغام اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ نظام ایک ادنیٰ نایک[1] کے ساتھ قرابت قایم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد کچھ ایسے اسباب پیدا ہوتے گئے کہ نظام و ٹیپو کا اتحاد قایم نہو سکا چنانچہ لارڈ کورنوالس کے ایک خط موسومہ میر عالم کے دیکھنے سے ٹیپو سلطان کے خلاف ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے خواہ اس کی کوئی اصلیت ہو یا نہو۔ ہم یہاں اس خط کے ایک حصہ کو نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں جس سے امر مذکور صاف ظاہر ہوتا ہے۔

"و شاہدِ صدق مقال آں مہرباں یکے این ست کہ ہرگاہ دلاور جنگ (کپتن جان کنوی) پیامِ تصمیمِ عزم پرخاش با ٹیپو و درخواست شراکت از نواب آصفجاہ بہادر دریں مہم نمود نواب اعظم الامرا بہادر محض بپاس دوستی دوستدار دریں مقدمہ چناں سعی فرمودند کہ ہمیں وقت بظہور آمد با دیگر مراتب رسیدن وکلائے ٹیپو نایک ہمراہ فرستادہ ہائے سرکار و روبکار آوردن پیغام اقرار نامہ مجدد و شاق آمدن کلمات ایشاں و رونیافتن آں ہا در حضور چہرۂ وصول افروختہ سرور و بہ مراتب مرقومہ مطلع ساخت ..... از مضمون خطوط مرسلۂ آں مہربان و دلاور جنگ بہادر بہ اطلاع ایں جانب رسیدہ است بالفعل کہ احوال زمانہ بایں قسم ظاہر و ہویدا صدائے سلسلۂ دوستی دیگانگت فیما بین گوش گزار ہر یک از امیران

---

[1] نایک ایک مختصر پیادہ فوج کا عہدہ ہے ٹیپو سلطان کے دادا اسی عہدے پر مامور تھے اور باپ اسی عہدے سے ترقی کر کے سلطنت میسور کے مالک بنے تھے۔

ایں دیار گردید و بفضل ایزد سبحانہ یوماً فیوماً غریو این اتفاقات و گلبانگ ایں مواساۃ ناگبند دوار و تحت ارض می رسد و ٹیپو نایک پلیت و بدطینت خود و مزاج بے ایمانی و نقض عہد ظاہر نمودہ در خاطر سرکار کمپنی انگریز بہادر و نواب آصفجاہ بہادر و پنڈت پردھان پیشوا صاحب بہا خصم و معاند و برہمزن امنیت و آرام خلایق و مستدعی تصرف مملکت رئیسانِ نواح متصوّر گردیدہ باشد درچنیں وقت نظر بر پاس مراتب حقوق سرکار کمپنی انگریز بہادر و برائے پیشرفت پیش نہاد خواطر ہریک از شریکان داشتن وکلائے او در حضور نواب آصفجاہ بہادر خیلے نازیبا و نامناسب بنا برآں ایں جانب از راہ خیر خواہی سرکار نواب آصفجاہ بہادر و بلحاظ ارادہ مصمّم خود در انصرام ہر تدبیر اینکہ مشتمل بر کامیابی مطالبات متعلقہ وقت باشد در رخصت وکلائے مذکور مستصلح می گردد و بوجہے از بودن و سوال و جواب نمودن آنہا آنجا خدانخواستہ حرف سر رشتہ دوستی و رفاقت فیمابین نواب صاحب و نواب آصفجاہ بہادر و ایں جانب درآید۔"

اس استرداد پیام سے متاثر ہو کر ٹیپو سلطان نے اپنی فوجوں کو علاقہ بُنڈ گانعالی کی طرف حرکت دی اور ممالک محروسہ کے جنوبی علاقوں پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کے سننے کے بعد غفراں مآب ٹیپو سلطان کے مقابلے کے لئے انگریزوں سے تجدید معاہدہ کی طرف مائل ہوئے اور ادھر انگریز یہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کو شکست دینے کے لئے نظام سے اتفاق کر لیں پس غفراں مآب کے حکم پر ارسطو جاہ نے میر عالم کے ذریعہ کمپنی کو تحریک کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میر عالم اور سر جان کناوی کے ذریعہ ایک عہدنامہ سنہ ۱۷۹۰ء سنہ ۱۲۰۴ھ میں مابین سرکار دولتمدار و عظمت مدار بمقام پانگل طے پایا جس کے شرائط یہ تھے:۔

جنگ کے لئے نظام انگریزی گورنمنٹ کو دس ہزار سوار دیں گے جن کا خرچ انگریزی گورنمنٹ اٹھائیگی اور ملک مفتوحہ فریقین پر علی التسویہ تقسیم ہوگا انگریزوں نے اس عہدنامہ میں مرہٹوں کو بھی شامل کرلیا جس سے غرض یہ تھی کہ ٹیپو سلطان مرہٹوں کے ساتھ اتحاد قایم کرکے اور قوی نہو جائیں۔ ان کے آس پاس کی قوتوں میں سے انگریز اور نظام اور مرہٹے ان کے مخالف تھے اور فرانسیسی ہندوستان میں اتنے قوی نہ تھے کہ ان کا کوئی لحاظ کیا جاتا بعد میں البتہ ٹیپو سلطان نے راست فرنچ حکومت سے سلسلہ جنبانی کی جو میسور کی چوتھی جنگ کی وجہ تحریک قرار پائی اب ٹیپو سلطان اپنی فرانسیسی فوج کے ساتھ تنہا رہ گئے لیکن قبل اس کے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلے پر متحدین کی فوجیں نکلیں بعض اور شرائط کا طے ہونا بنگالہ کے عہدہ داروں کے نزدیک ضروری تھا اس لئے منجانب نظام ارسطو جاہ نے میر عالم کے ذریعے حسب ذیل عہدنامہ انگریزی رزیڈنٹ کے پاس روانہ کیا:۔

"قول[1] وقرار دوستی واتحاد برائے دفع دشمن یعنے ٹیپو فیما بین سرکار کمپنی انگریز و سرکار نواب مستطاب معلی القاب نواب آصفجاہ بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار پیشوا سوائی مادھوراؤ نراین پنڈت پردھان بہادر معرفت احترام الدولہ کپتان جان کنوی بہادر دلاور جنگ بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر کہ برائے انصرام و انتظام جمیع امور

---

[1] یہ طے نامہ عہدنامجات مرتبہ ایچیسن میں شریک اور طبع نہیں ہوا ہے چنانچہ بنگالہ سے فوج بھیجنے کی نسبت ایک عہدنامہ ۱۷۹۰ء میں ہوا ہے اس کی شرط پنجم میں جو حوالہ درج ہے (دیکھو ایچی سنس ٹری ٹیز طبع سوم جلد ۲ صفحہ ۳۰۷) وہ اسی عہدنامہ کی دوسری شرط سے متعلق ہے یہ ممکن نہیں کہ عہدنامۂ مذکور مرتب عہدنامجات کو ہمدست نہ ہوا پھر نہیں معلوم کہ کن وجوہ کی بناء پر یہ عہدنامہ جات مذکور میں داخل و شامل نہ ہو سکا۔

در تمام بلاد در ہندوستان متعلقہ کمپنی انگریز بہادر از جانب پادشاہ جم جاہ و پارلمنٹ گریٹ برٹن
مامور اند بہ بہادر موصوف مفوض گشتہ بموجب دفعات ذیل بعمل آمد ہر سہ سرکار بر آں ثابت
و مستقل خواہند بود و شرایط مندرجۂ آں بلا تفاوت از ہر سہ سرکار بعمل خواہد آمد۔

دفعہ اول۔ ہر سہ عہد نامہ ہائے سابق کہ از صلابت جنگ مرحوم معرفت کرنیل فورڈ
در ۱۷۵۹ء عیسوی و از نواب معلی القاب نواب آصفجاہ بہادر معرفت جنرل کلیو در ۱۷۶۶ء و معرفت
کارپردازان چنیاپٹن در ۱۷۶۸ء تحریر یافتہ و مکاتبہ گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر مرقومہ
ہفتم ماہ جولائی ۱۷۸۹ء کہ بجائے عہد نامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آں دفعات کہ از روے
عہد نامۂ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشد دوستی دایمی نسلاً بعد نسلٍ فیمابین ہر یک از طرفین
و قایم مقام طرفین بموجب عہد نامہ ہائے سابق بحال و برقرار۔

دفعہ دویم ٹیپو با ہر سہ سرکار باوجودیکہ عہد داشت نقض عہد با ہر سہ سرکار نمود
ازیں سبب ایں ہر سہ سرداران متفق شدہ عزم نمودہ حتی المقدور تنبیہ او بعمل آرند کہ آئندہ برائے
بدعہدی کردن در وطاقت نتواند ماند و چوں ہر سہ سرکار دریں مہم شریک اند ملکے کہ ازیں
مہم بتصرف در آید مع آمدنی آں از وقت تصرف با خزاین و دفاین معتد بہ میان کمپنی و نواب
معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان کہ پنڈت معزبرائے شرکت دریں مہم و مامور کردن فوجے
معقول اقرار نمودہ اند سہ حصہ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواہد یافت مگر تعلقات
پالیگیران مرقومہ دفعہ دہم از عہد نامہ فیمابین کمپنی و راؤ پنڈت پردھان کہ معرفت مسٹر مالٹ قرار
یافتہ و بحضور نواب معلی القاب فرستادہ شدہ و بازایں جا رفتہ اگر بمصلحت شرکا داخل تقسیم نباشند

مستثنیٰ از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج نواب معلّی القاب و راؤ پنڈت پردھان در ملک ٹیپو داخل شدہ شروع بجنگ و تسخیر خواہند کرد اگر پیش از آں انگریز ملک از ٹیپو خلاص کنانند در آں حصہ ہر دو سردار نیست۔

دفعہ سیوم۔ بوکلاء ہر سہ سرکار برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر ایں مہم باشند پروانگی شود و نظر برایں کہ سرکار، را موافقت و اتحاد دلی ہمدیگر ہمیشہ بحال و برقرار ماند قرار یافتہ کہ در صورتے کہ فیما بین دو شریک تکرارے بمیاں آید شریک سیوم کفیل باشد کہ فیما بین ہر دو شریک واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور را از روئے واجبی بسبیل دوستی رفع سازد۔

دفعہ چہارم ہیچ کس از سرکار، ہیچ سوال و جواب علیحدہ با ٹیپو ننماید بلکہ ہر چہ پیغامے از طرف ٹیپو پیش کسے بیاید آں کس اطلاع بدیگراں بدہد و مصالحہ با ٹیپو بے استرضائے ہر سرکار بعمل نیاید۔

دفعہ پنجم۔ اگر ٹیپو بعد مصالحہ بملک قدیم یا جدید از سرکار کمپنی یا سرکار نواب معلی القاب یا سرکار راؤ پنڈت پردھان مصدر خلل و فساد گردد یعنے ہر گاہ ابتداء بے خلل و فساد از طرف ٹیپو باشد ہر یک از سرکار، حفاظت و حراست ملک ہمدیگر از اذیت و بدعت او کفیل خواہد بود و درخواست اخراجات حفاظت از ہمدیگر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سہ سرکار و مقبوضہ و متصرفہ رفقاء و متوسلان ہر سہ سرکار کہ ہر یک از سرکار، بموجب دفعہ صدر کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود اسامی

آں تعلقات بعد انجام مہم مفصل نوشتہ شود ۔

دفعہ ہفتم۔ ایں عہدنامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معلّی القاب نزد راؤ پنڈت پردھان و دلاور جنگ نزد مسٹر مالٹ برائے اطلاع ہر دو مغز خواہند فرستاد بعد ازآں دو قطعہ مزین بمہر و دستخط نواب معلّی القاب پیش گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر فرستادہ شود گورنر جنرل موصوف در عرصہ چہل و پنج روز یک قطعہ را مہر و دستخط خود کردہ پیش دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصفجاہ خواہند نمود و قطعۂ دویم را در دفتر کمپنی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعۂ مہری و دستخطی گورنر جنرل موصوف دلاور جنگ بہادر قطعہ مہری و دستخطی خود را از نواب معلّی القاب واپس خواہند گرفت"۔

اس تہ نامہ کے مسودے کو کپتان جان کناوی نے گورنر جنرل کے پاس منظوری کے لئے روانہ کیا جس نے بہت کچھ حک و فک کے بعد اس کو منظور کیا اور چونکہ اس کے دفعہ دوم کی اصلاح کو گورنر جنرل نے پنڈت پردھان پیشوا کی رضامندی کی شرط سے منظور کیا تھا اس لئے اس کو پیشوا کے پاس بھیجا گیا وہاں سے واپس آنے پر یہ تکمیل پایا۔ اس عہدنامہ کی تکمیل کے بعد ایک اور معاہدہ اس امر پر طے پایا کہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے منجانب نظام انگریزی فوج کو بنگالہ سے طلب کیا جائے جس کے دفعہ پنجم میں عہدنامہ مذکورہ کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے :۔

"آنچہ غنیمت بدست جمعیت پٹالن ہائے مذکور آید داخل سرکار بندگانعالی خواہد شد سوائے خزاین و دفاین معتدبہ کہ بموجب دفعہ دویم عہدنامہ میان ہر سہ شرکا تقسیم خواہد یافت"

ان معاہدوں کے تکمیل پانے کے بعد ۱۷۹۱ء سنہ ۱۲۰۶ھ میں متحدین کی فوجیں آگے بڑھیں۔ بنگلور پر معرکہ ٹھیرا اس جنگ میں نظام کی طرف سے ان کے صاحبزادے سکندر جاہ شریک جنگ ہوئے اور ان کے ہمراہ رکاب بڑے بڑے امرا تھے جن میں ارسطو جاہ اور ان کے صاحبزادے سیف الملک مشیر الدولہ مرتضیٰ یار خاں معروف بہ مالی میاں، یا معالی میاں اور میر عالم بھی تھے۔ بقول[1] صاحب حدیقۃ العالم ایک دفعہ لارڈ گورنر جنرل نے ٹیپو سلطان کے لشکر پر شبخون مارا اس کے بعد ہی ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۶ھ ۱۳ فبروری ۱۷۹۲ء رات کے وقت ٹیپو سلطان نے غلام علی خاں اور رضا علی خاں کو بطور سفیر صلح افواج مخالفین کی طرف روانہ کیا یہ عیدگاہ کے قریب اترے جہاں ان کے لئے ڈیرے نصب کئے گئے تھے اسی صبح کو ڈیڑھ پہر دن چڑھے میر عالم اور دلاور جنگ سرجان کناوی اور بجاجی پنڈت ان سے ملے اور صلح کی گفت و شنید ہوی آخر وکلا ٹیپو سلطان صلح کی پیش کردہ شرائط پر راضی ہوے اور وعدہ کیا کہ انھیں شرائط پر اپنے آقا ٹیپو سلطان کو بھی راضی کرلیں گے اور خیموں کو چھوڑ کر اپنے آقا کی طرف گئے اور ان کو سمجھا بجھا کر شرائط ذیل پر راضی کرلیا۔

(۱) تینوں لشکر کے سرداروں کو تین کروڑ[2] روپیہ نقد دیں۔

(۲) اپنے مقبوضہ ملک کا نصف حصہ ان تینوں فریق کو دیدیں۔

(۳) ادائی رقم مشروطا اور ملک کی واگذاشت تک اپنے لڑکوں کو بطور یرغمال ان کے حوالہ کردیں۔

---

[1] حدیقۃ العالم مطبوعہ سیدی صفحہ ۴۷۵۔

[2] فارسی تاریخوں میں صرف تین کروڑ روپیہ لکھا ہے لیکن عہدنامہ جات سے تین کروڑ تیس لاکھ ظاہر ہوتا ہے۔

ٹیپو سلطان نے ان شرائط کو قبول کر کے صلح نامہ پر دستخط و مہر تصدیق کر دی اس کی رو سے سترہ لاکھ سولہ ہزار پگوڈا محاصل کا ملک نظام کو ملا۔ تکمیل صلح نامہ کے بعد میر عالم سکندر جاہ بہادر کے ہمراہ رکاب پانگل کی طرف واپس ہوئے جہاں غفراں مآب آغاز جنگ سے اس وقت تک ٹھیرے ہوئے تھے اور ۱۲ رمضان المبارک کو وہاں پہنچ کر حضور کی قدمبوسی سے شرف اندوز ہوئے۔ اس صلح میں جو علاقہ ممالک محروسہ میں شامل ہوا اس کے بندوبست و عمل دخل کے احکام میر عالم کو ملے وہ ایک مرکزی مقام قرار دیکر وہاں پہنچے اور اپنے معتمد علیہ عہدہ داروں کو ہر سمت میں بندوبست کے لئے روانہ کیا جن میں راجہ چندو لال۔ کارگار جنگ مستقیم الدولہ۔ عبدالعزیز خاں بھی تھے۔ اس سمت کے بعض زمیندار (مثلاً راجہ اناگوندی زمیندار کنگ گیری و کارٹگی وغیرہ) غلط فہمی سے سرکار نظام کے ان عہدہ داروں سے برسرپیکار رہے لیکن معمولی لڑائیوں میں ہی وہ سب راہ راست پر آ گئے کوئی جنگ طول نہ کھینچی

کھڑلے کی جنگ کے اسباب اور اس کی تیاری

اس جنگ سے واپس آنے کے بعد اعظم الامراء کے صاحبزادے علیل ہو گئے اور ایک عرصہ کی علالت کے بعد ۱۲۰۷ھ م ۱۷۹۲ء میں ان کا انتقال ہو گیا اس واقعہ سے اعظم الامراء حواس باختہ ہو گئے ایسے موقع میں جبکہ بعض معاملات میں مرہٹوں اور نظام کے مابین تعلقات میں کشیدگی کے آثار نمایاں ہو رہے تھے مدار المہام ریاست کی یہ حالت نامناسب تھی اس لئے میر عالم نے حضور میں عرض کی کہ مدار المہام کے اصلاح مزاج کی کوئی تدبیر کرنی چاہئے تاکہ پیش پا افتادہ معاملات کی یکسوئی بہ احسن الوجوہ ہو سکے اعلیحضرت نے انھیں سے علاج پوچھا۔ انھوں نے یہ تدبیر بتائی کہ پیر و مرشد اپنے کسی صاحبزادے کو

ان کے آغوش میں دیدیں تو اس عنایت و سرفرازی کی خوشی سے ان کا مداوا ہو جائیگا پس اعلیحضرت نے ارسطو جاہ کو یاد کر کے دل دلاسہ دیا اور سرپیچ مرصع اور ایک فرد شال کی مرحمت فرمائی اور اس کے ساتھ اپنے سب سے چھوٹے صاحبزادے میر جہانگیر علیخان ظفر جنگ سلطان الدولہ رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر کو (جن کا سن چھ مہینے چھ دن تھا) اعظم الامرا کی زوجہ سلطان بخش بیگم (جو مشیر الدولہ مالی میاں کی حقیقی والدہ تھیں) کے آغوش میں دیدیا۔ اس سرفرازی سے اعظم الامرا کے حواس بجا ہوئے اور رنج و غم فی الجملہ دور ہوا اور وہ اس قابل ہوئے کہ ریاست کے معاملات میں عموماً اور مرہٹوں کے معاملہ میں خصوصاً دلچسپی لیں۔ سرکار نظام اور پیشوا کے باہمی معاملات کی یکسوئی پیشوا کے وکلاء کے ذریعہ ہوتی نظر نہ آئی تو بندگانعالی نے ادھر میر عالم کو پونہ کی سفارت پر روانہ فرمایا اور ادھر فوج کی تہذیب و ترتیب کے احکام ارسطو جاہ کو دئیے بعض تاریخوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سردیسکھی اور چوتھ کی بابتہ مرہٹوں اور نظام میں ایک عرصہ سے تکرار چلی آرہی تھی اس کو رفع کرنے کی خاطر میر عالم پونہ بھیجے گئے تھے لیکن تاریخ حدیقۃ العالم میں اصل معاملہ کو مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ اس میں خود میر عالم کے الفاظ میں اس سفر کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ :-

"وایں دولت[۲] خواہ کہ پیش ازیں حسب الحکم حضور برائے درستی بعض امور بہ پونہ رفتہ بود بسعی مشکور از آنجا معاودت نمودہ بتاریخ چہاردہم شہر مزبور احراز شرف

---

[۱] یہ اعظم الامرا کے انتقال کے بعد ان کی تمام جائداد کے اکثر و بیشتر حصہ پر قابض و متصرف ہوئے اور ان کے بعد وہ تمام علاقہ و جائداد مخزن مدار میں داخل ہوگئی ۱۲ [۲] اسکی نسبت حیدرآباد افیسر سرکس کا مؤلف کا خیال ہے کہ اس موقع پر اصل مؤلف حدیقۃ العالم پونہ گیا ہے نہ کہ میر عالم (جن کے نام وہ تاریخ مشہور ہوگئی ہے) لیکن یہ خیال غلط ہے بعض ایسے خطوط ہماری نظر سے گزرے ہیں جن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم نے پونے کے سفر سے وہ خطوط لکھے ہیں یا ان کو اس سفر میں لکھے گئے ہیں ان کے قلم نظر ایک خط ایسا بھی ہماری نظر سے گزرا ہے جس میں خود میر عالم نے اپنے سفر و سفارت کی اطلاع گورنر جنرل سر جان شور کو کی ہے ۱۲

ملازمت کردہ مورد عنایات خداوند نعمت گشتہ و راجہ شام راج ورگھوتم راو نیز

درآں روز بہ آستان بوسی مباہی شدند"۔

اس موقع پر ممکن تھا کہ صراحتاً "بنا بر تصفیہ سردیسکھی و ادائے چوتھ" لکھا جاتا۔ اس طرز تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض امور ایسے بھی تھے جن کا پوشیدہ رکھنا باعتبار اصول سیاست لازم تھا ہم جہاں تک غور کرتے ہیں کوئی امر ایسا نہیں معلوم ہوتا جو اس طرح خفیہ رکھے جانے کے قابل ہو چونکہ میر عالم کے اس سفارت پر روانہ ہونے کے بعد ہی کھڑلے کی جنگ آغاز ہوئی ہے اس لئے قیاس یہ ہوتا ہے کہ اگر اس جنگ کے اسباب پر نظر ڈالی جائے تو ممکن ہے کہ اس سفارت کے تمام یا بعض اغراض پر روشنی پڑے لیکن اس طرف توجہ کرنے سے اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ اس جنگ کے اسباب پر بھی کسی مؤرخ نے تفصیلی روشنی نہیں ڈالی ہے اس معاملہ میں اس عصر کی تاریخیں ایک دوسرے کا خلاصہ معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں سے تزک آصفیہ اور حدیقۃ العالم محض محاسبۂ چوتھ اور سردیسکھی کی طرف اشارہ کرتے ہیں گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ (ہسٹری آف دی مرہٹاس) میں کھڑلے کی جنگ کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا ہے اس کے اسباب میں یہ بیان کرتے ہیں کہ مرہٹوں کو نظام کے بعض علاقے کی سردیسکھی اور چوتھ کی رقم کے متعلق بڑوں سے مطالبہ تھا اور اسی طرح نظام کو مرہٹوں سے بعض مطالبے تھے جن کے تصفیہ کی نسبت نظام کا خیال تھا کہ میسور کی جنگ کے بعد کوئی ثالث مقرر کیا جائیگا۔ اور چاہتے یہ تھے کہ تصفیہ کا دارومدار انگریزوں پر رکھا جائے لیکن جنگ کے بعد جب کارنوالس کی مجوزہ ٹریٹی آف گاہنٹی (۱۷۹۲ء) اعلیٰ گورنمنٹ سے منظور نہوی جس کی رو سے کمپنی دیسی ریاستوں کے معاملات میں

مجاز مداخلت ہو سکتی تھی۔ تو سر جان[1] شور نے بہ حیثیت گورنر جنرل نظام اور مرہٹوں کے درمیان مداخلت سے صراحتاً انکار کر دیا۔ اس کے بعد مرہٹوں کے وکلا، جو دربار نظام میں تھے تصفیۂ مطالبات کے خواہاں ہوئے جن کے ساتھ مدار المہام (ارسطو جاہ) نے برسر دربار تند کلامی کی اور یہی وجہ تحریک جنگ ہوئی۔

سفارت پونہ میر عالم عین اُس زمانے میں جبکہ انگریز مداخلت سے انکار کر رہے تھے پونہ کی سفارت پر روانہ ہوئے اس سے یہ قیاس قایم کیا جا سکتا ہے کہ نظام چاہتے تھے کہ اپنا سفیر پونہ دربار میں بھیجکر معاملات کا تصفیہ کریں یا یہ کہ میر عالم چونکہ اکثر انگریزی عہدہ داروں سے شناسائی رکھتے تھے اور پونہ دربار میں انگریزی عہدہ دار مسٹر مالیٹ رزیڈنٹ کی حیثیت سے موجود تھے اس لئے ان کے ذریعے وہ اُدھر اور یہاں حیدرآباد کے رزیڈنٹ سر جان کناوی کے ذریعہ سے گورنر جنرل پر اس معاملہ میں مدد دینے کے لئے زور ڈالیں چنانچہ سر جان کنوی کے ایک مراسلہ سے اس کا اظہار ہوتا ہے جس نے اپنے یکم جنوری ۱۷۹۴ء کے ایک مراسلہ میں گورنر جنرل کو اس امر کی جانب توجہ دلائی تھی کہ نظام بوجہ اس کے کہ مرہٹوں کے خطرے میں ہیں انگریزوں کے ساتھ مصالحت پر آمادہ ہیں اس موقع کو ہاتھ کر لیا جائے تو اس سے ان کے ممالک انگریزوں کے زیر اثر آجانے کی توقع ہے۔ میر عالم ہی کو سفیر بنا کر پونہ بھیجنے کی وجہ ان کے ایک خط سے جو انھوں نے سر جان شور کو لکھا ہے یہ معلوم ہوتی ہے کہ راؤ پنڈت پردھان کے سربراہ کار عہدہ داروں نے

---

[1] کارنوالس کے ولایت جانے پر سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے جو ۱۷۹۳ء سے ۱۷۹۸ء تک (م ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۱۳ھ) اس خدمت پر رہے اور بعد میں لارڈ ٹین موتھ ہوئے۔

یہ استدعا کی تھی کہ میر عالم اس سفارت پر نامزد کئے جائیں چنانچہ اس خط کی عبارت یہ ہے

"..... دریں ولا برائے تنفیح معاملات فیمابین کہ بہ حسب اشتراک سرکار عالی و راؤ پنڈت پردھان از قدیم الایام بعلاقۂ چہارم و سرد یکھی راو موصوف ہمیشہ از ہر دو سرکار روبکار می شود از حضور پر نور رخصت مخلص برطبق استدعائے کارپردازان راو موصوف حاصل گردید انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب روانہ آں طرف می گردد....."

بہر حال میر عالم کے اس سفارت کے واقعات کی تفصیل معلوم نہیں ہوتی جو کچھ حالات اس سفر کے معلوم ہوتے ہیں وہ ان کے لکھے ہوئے اور ان کے موسومہ خطوط سے معلوم ہوتے اور اس طرح جتنے معلومات بھی فراہم ہو سکے یہ ہیں کہ میر عالم ۱۲۰۸ھ کی عید الضحیٰ کے بعد اس سفارت پر حیدر آباد سے راہی ہوئے ان کے ہمراہ فوج کا ایک گارڈ موسیٰ جام میتس کی سرکردگی میں تھا اور راجہ شام راج اور راجہ رگھوتم راؤ ان کے شریک سفارت تھے لیکن وہ میر عالم کے بعد بلدہ سے روانہ کئے گئے تھے جو ان سے ۲۸ ذیحجہ کو پونہ سے قریب ملحق ہوئے۔ ۲۲ ذیحجہ کو وہ دریائے بھیما کے کنارے پہنچے اور پیر گانوں کے گھاٹ سے ۲۵ ذیحجہ کو دریا عبور کیا۔ ۲۹ ذیحجہ کو سرداران مرہٹہ اور پنڈت پردھان سے ملاقات کی مسٹر مالیٹ (انگریزی رزیڈنٹ مقیم پونہ) سے صرف یہ اطلاع ملی کہ کارپردازان ریاست مرہٹہ نے میر عالم کے وہاں پہنچنے سے قبل امر مابہ البحث کے متعلق دوستانہ تحریک کا آغاز کر دیا تھا جسکی تفصیل نہ میر عالم کے کسی خط سے معلوم ہوتی ہے نہ حیدر آباد کے رزیڈنٹ کے کسی خط سے اور نہ ہم اس کو صحیح باور کر سکتے ہیں اسواسطے کہ اگر دوستانہ تحریک کا آغاز ہو جاتا تو اس کا نتیجہ یہ نہوتا کہ جنگ چھڑ جاتی جیسا کہ بعد میں ہوا۔

اس زمانے میں ایک روز دربار وزارت میں ارسطوجاہ نے میر عالم کے وکیل مستقیم الدولہ سے شکایت[1] کی کہ میر عالم جاتے ہوئے تو کہہ گئے تھے کہ منزل بمنزل کے واقعات اور حالات اور اپنی خیریت سے اطلاع دیتے رہیں گے لیکن اب تک کوئی کیفیت نہیں معلوم ہوی جب تک کوئی اطلاع نہ ملے طبیعت متردد رہیگی۔ مستقیم الدولہ نے یہ کہہ کر رفع خیال کیا کہ منازل طولانی اور راستہ میں ٹپہ کا انتظام نہونے کے باعث ایسا ہوا ہوگا ورنہ وہ ضرور ہر منزل کی اطلاع و کیفیت لکھتے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب میر عالم پونہ پہنچ گئے تو وہاں کے واقعات و روئداد مباحثات سے تفصیلاً ارسطوجاہ کو اطلاع کی ہوگی لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ ہم کو ملے نہیں۔

کھرڑے کی جنگ میر عالم کے پونہ پہنچنے کے بعد بھی باہمی غلط فہمی رفع نہیں ہوئی تو معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ مرہٹوں کی فوج اپنے علاقہ سے گزر کر ممالک محروسہ میں در آئی جس کی اطلاع ملنے پر نظام بھی اپنی افواج کے ساتھ بیدر کی سمت کوچ فرمائے آخر ۲۹ شعبان ۱۲۰۹ھ ۲۱ مارچ ۱۷۹۵ء کو بیدر سے آگے کھرڑے کے میدان میں مرہٹوں کی فوج سے مقابلہ ہوا کہتے ہیں کہ اس جنگ میں مرہٹوں نے بندگانعالی کے بعض سرداروں کو جو اعظم الامرا کے مخالف تھے اپنا بنا کے اُن کو اس امر پر راضی کر لیا کہ وقت ضرورت لڑتی ہوی فوج کو مدد دینے سے کسی

---

[1] مستقیم الدولہ نے اپنے ایک خط موسومہ میر عالم میں اس کا ذکر کیا ہے چنانچہ خط کے اس حصہ کی اصل عبارت یہ ہے۔
"..... وذکر خیر آنجناب گلہ آمیز بر زبان آوردند کہ بوقت رخصت گفتہ شدہ بود کہ از ورود ہر منزل از نوید خیریت خود آگہی می دادہ باشند کہ تا رسیدن خبر طبیعت معلق خواہد بود در جواب عرض نمودہ شد کہ ظاہرا بسبب طے منازل طولانی و نبودن ٹپہ بر سر راہ اتفاق نہ شدہ باشد والا منزل بہ منزل اطلاع نوشتہ فرستادند....."

حیلے باز رہیں اسی وجہ سے جنگ کا نتیجہ اعلیٰحضرت کے حق میں مفید نہ نکلا لیکن مارشمن[1] نے اس لڑائی میں نظام کی شکست کا سبب یہ بتایا ہے کہ ان کے ساتھ جنگ میں ان کا زنانہ بھی تھا جس میں ان کی عزیز بی بی توپوں کی آوازوں سے ڈر کر اس امر پر مصر ہوئیں کہ نظام میدان جنگ میں توپوں کی زد سے دور ہٹ جائیں حتیٰ کہ انھوں نے یہ دھمکی دی کہ اگر وہ نہ ہٹیں گے تو وہ بے پردہ مردانے میں نکل آئیں گی سبب کوئی ہو بہر حال مجبوراً اعلیٰحضرت کھرلے کے قلعہ میں ٹھیر گئے اور مخالف فوجیں آس پاس پڑی رہیں صلح کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوی ان شرائط صلح پر آخر بندگانعالی نے رضامندی ظاہر کی:۔

(۱) اعلیٰحضرت بابتہ ادائی بقایا چوتھ مبلغ تین کروڑ پینتیس لاکھ روپے محاصل کا علاقہ مرہٹوں کو دیدیں۔

(۲) اپنے وزیر اعظم الامرا کو بطور اسیر مرہٹوں کے سپرد کردیں۔

اس صلح سے فارغ ہوکر اعلیٰحضرت بیدر واپس ہوے میر عالم کو جب جنگ چھڑ جانے کی اطلاع ملی تو وہ پونہ سے واپس ہوے ۱۴ رمضان ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۷۹۵ء کو بیدر میں بندگانعالی کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا اور الطاف شاہی ان کے حال پر مبذول ہوے۔

انگریزی فوج کی برطرفی اور فرانسیسی فوج کا اضافہ

نظام کھرلے کی جنگ میں انگریزوں کے انکار اعانت سے آزردہ خاطر تھے اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ اس واسطے کہ کمپنی سے ابتک جتنے معاہدے ہوے تھے اس میں یہ شرط ضرور تھی کہ وہ فوجی مدد دیں گے چنانچہ ۱۱۸۱ھ ۱۷۶۷ء کے

[1] ہسٹری آف انڈیا مصنفہ جان کلارک مارشمن حصہ اول صفحہ (۳۹۴)۔

عہد نامہ میں بعوض پانچوں سرکاران شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج نظام کے صحیح وواجب معاملات کے تصفیئے کے لئے حسب ضرورت مستعد وآمادہ رکھیگی اور جس سال نظام کو ضرورت نہو تو اس سال صرف تین سرکاران (راجمندری ایلور مصطفیٰ نگر) کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور پیشکش دیگی۔ لارڈ کارنوالس نے جو حیثیت عہد نامہ ۱۲۰۲ھ ۱۷۸۸ء میں بہ تصریح عہد نامہ مسبوق الذکر لکھا ہے اس میں بھی اس عہد نامہ کی توثیق کی تنسیخ نہیں کی اور سنہ ۱۲۰۴ھ ۱۷۸۹ء کے معاہدۂ پانگل میں بھی اس کی کوئی تنسیخ نہیں ہوی تھی اور سرکاران شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبض وتصرف میں تھے۔ پس اس عہد نامہ کی رو سے انگریزی کمپنی کو چاہیئے تھا کہ سرکار نظام کی ملازم انگریزی فوج کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اگر دینا نہیں چاہتی تھی تو اس کو چاہیئے تھا کہ مرہٹوں اور نظام کے درمیان دخیل ہوکر بیچ بچاؤ کر دیتی۔ لیکن دکن کی دیسی ریاستوں میں سے جس طرح ٹیپو سلطان کی قوت کو کمزور کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح وہ چاہتے تھے کہ یہ دونوں قوتیں بھی توڑ دی جائیں واقعات کے اعتبار سے یہ لازم تھا کہ اگر کوئی تیسری قوت مداخلت کر کے بیچ بچاؤ نکرے تو یہ دونوں ضرور لڑ پڑتے ایسی صورت میں صحیح اصول سیاست یہی ہوسکتا تھا کہ نیوٹرل پالیسی اختیار کر کے دونوں کو لڑنے اور اس طرح آپس میں لڑ بھڑ کر کمزور ہونے دیا جائے اور اس کے بعد ان کی کمزوری سے تیسرا فائدہ اٹھائے۔ اس اصول کے سوائے اگر کوئی اور اصول اختیار کیا جاتا جیسا کہ ارل کارنوالس نے ٹریٹی آف گارنٹی کی تجویز نکالی تھی تو وہ یقیناً آئندہ کمپنی کی بربادی کا باعث ہوتی اس امر کے مدنظر کمپنی نے عدم مداخلت کے اصول کو اختیار کیا اور نظام اور مرہٹوں کے

باہمی معاملات میں دخل دینے سے انکار کردیا۔ جب انگریزی کمپنی نے مرہٹوں کے مقابلے میں فوجی مدد دینے اور مداخلت کرنے سے انکار کر دیا اور نظام کھڑلے کی جنگ کی شکست سے پُردل ہو گئے تو راجہ شاہو جی نے جو ارسطو جاہ کے مرہٹوں کے سپرد ہونے کے بعد سے حد درجہ دیوانی پر مامور تھے ان امور کو بند گانعالی کے ملاحظہ میں لایا کہ اس انگریزی فوج سے سرکار بڑا ہی صرفہ بیٹھتا ہے اور پھر وقت ضرورت کام بھی نہیں آتی اس لئے اس کا رکھنا اسراف میں داخل ہے اس پر نظام نے اسکی برطرفی اور فرانسیسی فوج کی بھرتی کا حکم جاری فرمایا۔ اور ان کی تنخواہ میں ایک علاقہ (میدک) دیدیا۔ اس کی اطلاع انگریزی کمپنی کے عہدہ دار وکو ہوی تو ان کے رزیڈنٹ شوکت جنگ ولیم کرک پیاٹرک نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست حیدرآباد میں قوت نہ پکڑے اس کے خلاف ذریعۂ مراسلہ مورخہ ۲۹ ڈسمبر ۱۷۹۵ء لکھا کہ یہ قباحات سے خالی نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ انگریزی اور فرانسیسی دو قوموں کے درمیان محض خیرخواہی عامۂ رئیسان و فوائد عموم خلایق کی بنا پر نزاع و نفاق پھیلا ہوا ہے اس قوم کو اس طرح ترقی و اقتدار دنیا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس سکتے ہا میتو کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے اصل رقعہ کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

"میر صاحب مہربان قدردان مخلصان سلامت

دریں ولا از خارج مسموع شد کہ تعلقہ میدک بتمہد اثر در الدولہ موسیٰ ریموں قرار یافتہ نوشت خواند قبولیت مشارٌالیہ داخل سرکار شد چوں دادن تعلقہ بایں فرقہ علی الخصوص چنیں جاکہ از سرحد کمپنی انگریز بہادر از بعضی مقام چنداں فاصلہ ندارد در عقل مخلص کہ از تہ دل دولت خواہی

سرکار دولتمدار پیش نہاد دارد خالی از قباحات عمدہ نمی نماید خصوصاً در چنین وقت کہ ما بین
این قوم و قوم ما بطورے کہ نزاع و نفاق است بر رائے سامی روشن و مبرہن است و ہر چند
کہ این نزاع صرف برائے فواید و حقوق خود نبودہ بلکہ متضمن خیر خواہی عامۂ رئیسان و مشتمل فوائد
عموم خلایق است و چوں سرکار عالی و سرکار کمپنی انگریز بہادر نظر بکمال اتحاد حکم واحد یت دارد
این مردم را در عرصۂ ترقی و اقتدار بایں وضع آوردن منافی آئین اتحاد می تواند شد و از وقوع
این چنیں امور احتمالات چند در چند خدانخواستہ در خیال کوتاہ بینان گنجایش تواند داشت
بنا بر آں از راہ دولت خواہی اظہار ایں مراتب ضرور افتاد آں مہربان دانا و دور اندیش اند
حسن و قبح این معنی را غور نمودہ بعرض اقدس اشرف رسانند زیادہ مسرت باد"۔

شرح دستخط ولیم کرک پاٹرک

اس رقعہ میں ایک استدلال یہ ہے کہ میدک جو موسیٰ ریموں کے تہمد میں دیا گیا تھا۔
انگریزی کمپنی کے بعض سرحدی علاقہ سے زیادہ فاصلہ نہیں رکھتا اس لئے اس کا ان کے سپرد
کرنا منافی اتحاد انگریزی ہے۔ حیدرآباد کی ریاست سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ میدک
قریباً مرکز ممالک محروسہ میں واقع ہے اور اُن دنوں میدک سے قریب کوئی علاقہ انگریزی
کمپنی کے قبضہ یا تصرف میں نہیں تھا یہ استدلال محض اس وجہ سے کیا گیا تھا کہ اس تہمد سے
فرانسیسیوں کے جس اقتدار و قوت کے پانے کا امکان تھا اس کو قایم نہونے دیا جائے
اس میں شک نہیں کہ جس طرح انگریزی فوج کے عہدہ دار فرانسیسیوں کے مخالف تھے اور چاہتے
کہ ان کو نظام کے ساتھ متحد ہونے اور ان کے ازدیاد قوت کا باعث ہونے سے روکا جائے

اسی طرح نظام بھی یہی چاہتے تھے کہ فرانسیسی اور انگریزی فوجوں کو پہلو بہ پہلو ایک حالت پر لیکر چلیں تاکہ اگر خطرہ فرانسیسیوں سے ہو تو انگریزوں سے مدد لیں اور اگر انگریزوں سے ہو تو فرانسیسیوں سے مدد حاصل کریں جب تک ہماری ریاست اس پر عمل پیرا رہی کسی مغربی قوت نے اس پر غلبہ نہیں پایا۔

اسی زمانہ میں اس فرانسیسی فوج کے ایک حصّہ کو سرکار نظام کی طرف سے کڑپہ اور کھمم میں متعین کیا گیا تاکہ اس فوج کے ذریعے اُن مخالفین کا سدّباب ہوسکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ پر دست درازی کریں۔ چونکہ یہ تعلقے انگریزی کمپنی کی سرحد سے متصل تھے اس لئے لارڈ کورنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس نے اپنی یادداشت مورخہ ۱۵ر جون ۱۷۹۵ء میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"یہ کارروائی مجرمانہ تو نہیں البتہ شبہ انگیز ہے موسیٰ ریموں کی فوج کو وہاں سے واپس بلا لینے کے لئے نظام کو مائل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔"

انھیں تعلقوں کی متعینہ فرانسیسی فوج میں اضافہ کرنے کے لئے ایک اور حصہ جمعیت بھیجنے علاقۂ سرکار عالی سے میر عالم کے ذریعے پروانہ راہداری طلب کیا گیا تھا شاید اس وجہ سے کہ انگریزی علاقہ پر سے وہاں پہنچنے میں سہولت تھی۔ رزیڈنٹ ولیم کرک پیاٹرک نے کئی وجوہ کی بناء پر میر عالم کو لکھا کہ اجراء پروانہ سے مجبوری ہے یہاں اس غرض سے کہ وجوہ مبینہ صاف روشنی میں آئیں رزیڈنٹ موصوف کے خط مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۷۹۵ء کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے:۔

"..... اول این که این سخن کلیه نو و غیر معمولست یعنے رفتن جمعیت سمت کھم از تعلقه سرکار
کمپنی انگریز بہادر خصوصًا چوں دریں ولا ضرورتے زیادہ تر داعی این مراتب نبوده باشد نسبت
گذشته که پارۂ در ماہِ ذیحجه از جمعیت موسٰی ریموں بکھم بدون عبور از تعلقات سرکار ممدوح رفته بود
دوم اینکه چه احتیاج تواند بود که جمعیتے دیگر بر جمعیتے که آنجا موجود است فرستاده شود درچنیں مقام
که ملحق از تعلقات سرکار کمپنی که بفضلِ الٰہی با سرکار دولتمدار اتحاد و اتفاق و حکم واحد ست دارد۔
سیوم اینکه تا الآن در نظر عوام بس تعجب و نا دوستانه می نماید که درچنیں وقت چگونه بمزاج مبارک
حضرت بندگانعالی متعالی مناسب می نماید که احدے و تنفسے از جمعیت فرانسیس برپا
باشد بر مکانے نزدیک کھم که کمال الحاق تا سرحد بسرکار کمپنی انگریز بہادر دارد پس ہرگاه حال چنیں
باشد الحال از زیاده متعین شدن این جمعیت دریں چنیں مقام چه قدر خیالات روخواهد نمود
بر حضرت بندگانعالی متعالی روشن است که دراین وقت مابین فرقه انگریز این فرق که بزعم خود خود را
رئیس فرانس می شمارند مناقشه در پیش است و هر چند آن مناقشه نوعے است که در آن صرف
پاس فواید و حقوق خود منظور نبوده بلکه خیر خواهی عامۂ رئیسان و فوائد عموم خلایق پیش نهاد خاطر
است چنانچه در شقهٔ دیشب شمهٔ ازیں مراتب نوکریز خامه و داد گردید۔ تاہم درچنیں وقت ویں
منازعه از نگاہداشتن حضرت بندگانعالی متعالی جمعیت فرانسیس را بر سرحد سرکار کمپنی خداوند که
رئیسان گردد نواح چه گمان ہا نجا طریزند و انجام این معنی هر چند کسے دوربینی بکار برد نمی تواند
دریافت نمود یعنے که کدام قباحات و تکرارات ازیں ناشی تواند شد چه نظر بر خواهی این فرقه
علی الخصوص در حق اہل انگریز و فی الجمله در برہمی انتظام عامه برایا درچنیں جائے نازک مصلحت آں

می نماید حکومت و اقتدار بدست یکے از امرا باشد کہ بعقل و دور اندیش فواید دوستی ہاے ہر دو
سرکار بخیال خود جا دادہ ہمیشہ در فکر ایں باشد کہ خدانخواستہ خللے در میان اتحاد کہ بفضل الٰہی مستحکم
است رو ندہد۔ بہ کسانے کہ مطابق رویہ دو تیرہ خود ہا ضرورت نظر بفواید خود رخنہ در بنیاد
دوستی ہا اندازند۔ چہارم اینکہ نظر براین ما جرا کہ چندے گرنجیگاں سرکار کمپنی انگریز بہادر چہ
گورہا و چہ سپاہیاں باوجود تقیدات و حکم محکم حضرت بندگان تعالی متعالی در باب سپردن آنہا
در ظل حمایت موسی ریموں می باشند دریں صورت چہ طور اطمینان سرکار کمپنی انگریز بہادر
خواہد شد کہ موسی جام متیس وقت عبور از تعلقہ سرکار ممدوح دیگراں را ہمیں وضع پیش خود جا
نخواہد داد۔ اگر گویند کہ خطرہ ایں معنی زاید است چرا کہ دریں صورت باز حکم عالی متعالی در باب
واپس دادن خواہد رسید جواب می گوئیم کہ موسی متیس را از خیال ایں معنی باز ماندن ازیں
حرکت معلوم۔ چہ مشارٌالیہ خواب می داند کہ صدور احکام چیزے است و بعمل آوردن چیز دیگر
و اگر منافی مرقوم القدر گویند کہ ہر چند ایں جمعیت در حکم اہل فرانس ہستند تاہم آں را جمعیت
فرانسیس نتواں شمرد چرا کہ در میان ایشاں و دیگر جمعیت سرکار دولت مدار در متابعت تفاوتے
نیست۔ جواب می گوئیم با وجودیکہ باسباب ظاہر در حضور چنیں باشد لیکن حقیقت ایں است
کہ سرداران مذکور آں جمعیت را باطناً پیش خود جمعیت نمی شمرند بلکہ بظاہر ہم بے پردہ ایں جمعیت را
بجمعیت فرانسیس نامیدہ اثر ایں مراتب کہ بہ ثبوت پیوستہ سنجیدہ گردد۔ خلاصہ دوستدار چوں
دولت خواہ سرکار دولت مدار و نوکر سرکار کمپنی انگریز بہادراں ایں قدر مجملاً و ایماً برائے غور
نمودن دانایاں ترقیم ساختن لازم و واجب دانستم آں مہربان کہ بفضل الٰہی دانا و دور اندیش

فہمیدہ اندایں تمامی مراتب بمیزان عقل و دور اندیشی سنجیدہ بحسن وقبح آں پے بردہ بعرض اشرف اقدس رسانند واز دادن دستک معذور دارند۔ زیادہ مسرت باد"

جو اسباب کہ پیش کئے گئے ہیں حقیقتاً اصول استدلال وسیاست کے مطابق ہیں اگر یہ فرض کیا جائے کہ بعوض انگریزی کمپنی کے فرانسیسی گورنمنٹ ہوتی اور نظام انگریزی فوج کو وہاں متعین کرنے کے لئے پروانۂ راہداری اُن سے طلب کرتے تو بہ اتباع اصول حکومت ان کا بھی صحیح جواب یہی ہوتا کہ پروانۂ راہداری دینے میں مجبوری ہے، گو دلایل بعینہٖ یہ نہ ہوتے۔

اس زمانے میں انگریزی اتحاد کے صلاح کار اور سفیر میر عالم تھے جب انگریزی فوج کی برخاست کا حکم اُن کو پہنچا تو انھوں نے اپنی دور اندیشی اور عاقبت بینی سے معروضہ[1] کیا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں کے ساتھ سعی بلیغ اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی سے ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت وصولت قایم ہے اس حکم سے بندگانعالی کا رعب وداب ان کے دلوں سے اور اس ریاست کے دشمنوں سے اٹھ جائیگا اور حادثات اور مہمات پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائیگا۔ مگر اس معروضہ پر کوئی لحاظ نہیں ہوا اور فوج کی برخاست کا حکم بحال رہا۔ برطرف شدہ فوج کتّل واپلی (علاقۂ سرکار نظام) تک ہی پہنچی تھی کہ صاحبزادۂ عالیجاہ[2] نے ۹ ذی الحجہ ۱۲۰۹ھ م ۲۰ جون ۱۷۹۵ء کو

---

[1] حدیقۃ العالم مطبوعہ مطبع حیدری صفحہ ۴۱۔

[2] نواب نظام علیخاں بہادر کے پہلے صاحبزادے میر احمد علیخاں نام بخشی بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۱۶۶ھ میں تولد ہوئے اور ۱۱۸۱ھ میں بسالت جنگ کی صاحبزادی صالحہ بیگم سے ان کا عقد ہوا اس عقد سے دو لڑکیاں تولد ہوئیں (۱) عالم آرا بیگم (۲) ظہور النسا بیگم عالیجاہ کا انتقال ۱۲۱۰ھ میں ہوا۔

شبِ عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا اور افواج فراہم کرکے بیدر کی طرف چل نکلے۔ علیحضرت نے ایک نصیحت نامہ بخشی بیگم صاحبہ والدۂ عالیجاہ بہادر کی مہر سے روانہ کیا مگر صاحبزادہ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا بصلاح امتیاز الدولہ ممتاز الامراء (ہمشیرہ زادۂ غفراں مآب) حضور صاحبزادہ کو علاقۂ نرل و برار کی سند جاگیر مرحمت فرمانا چاہتے تھے تاکہ وہ اس مسرت میں اپنی حرکت سے باز آجائیں اس اطلاع پر میر عالم نے معروضہ کیا کہ عالیجاہ بہادر کو جاگیر دینا موجب خلل ہے اس سے رفتہ رفتہ ان کو قوت حاصل ہوگی اور امرا اور رعایا، ان کی طرف مائل ہوجائینگے تو زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے نکل جائیگی۔ بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست سے باہر نہیں ہوی ہونگی واپس طلب فرمالی جائیں اس موقع پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ غفراں مآب نے برخاست فوج انگریزی کا حکم دیدیا تھا تو اس کے معنے یہی تھے کہ انگریزی کمپنی سے سرکار نظام نے قطع تعلق کرلیا اس کے بعد اس موقع پر میر عالم نے اپنی فہم رسا سے اس فوج کو واپس طلب کرنے کا مشورہ دیا وہ حالات اور مواقع کے اعتبار سے بروقت تھا اور اس اتحاد کے قیام کا سہرا فی الحقیقت میر عالم کے سر ہے اس واسطے کہ اس واقعہ سے اس قطع شدہ اتحاد کی تجدید ہوی جس کا قیام خدا کے فضل سے اب تک ہے میر عالم کے معروضہ پر ان کو ان افواج کے واپس طلب کرنے کا حکم ہوا حسب الحکم انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفےٰ نگر) پر ماہ اگسٹ میں جمع ہوی اور میجر رابرٹس کے تحت روانہ ہوکر ۳۱ - اگسٹ کو حیدرآباد پہنچی اور یہاں سے میر عالم کے زیر اثر کوچ کوچ اورنگ آباد کی سمت روانہ ہوی صاحبزادہ کے ہمراہیوں نے پونہ سے استمداد کی مگر جواب نفی پایا جب مدد بھی

نہ ملی اور فوج پر فوج جمع ہوگئی تو صاحبزادہ صاحب جنرد ار ہوے اور اپنی فوج لیکر ان حضوری سرداروں کے ہمراہ اعلیٰحضرت سے عفو جرم کے لئے چل نکلے لیکن تپ محرقہ میں مبتلا تھے حیدرآباد پہنچنے سے قبل راستہ ہی میں انتقال کیا بعض کا خیال ہے کہ پشیمانی میں ہیرا چاٹ گئے۔

مارکویس ویلزلی گورنر جنرل ہند اور اُن کی پالیسی

۱۲۱۲ھ م ۱۷۹۸ء میں اعظم الامرا پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے ممالک محروسہ سرکار عالی میں سے اس قطعہ کے سہ ربع حصہ پر جو عہدنامہ کھرڑا کی رو سے مرہٹوں کو دیدیا گیا تھا اپنا قبضہ کرتے آئے ان کا حیدرآباد واپس آنا انگریزی اتحاد کے لئے اور مفید ہوا۔ ان دنوں انگریزی کمپنی کو ٹیپو سلطان کا بہت خوف تھا اور اسی وجہ سے فوج کے برخاست کرنے اور پھر واپس طلب کر لینے پر کوئی توجہ نہیں کی گئی اور ۱۲۱۳ھ م ۱۷۹۸ء میں جب مارکویس ویلزلی گورنر جنرل ہو کر ہندوستان آئے تو انھوں نے عدم مداخلت کی پالیسی سے انحراف کیا اور ٹیپو سلطان کی روز افزوں قوت کے قلع قمع کرنے کے درپے ہوے اور اپنے اسی خیال کا اظہار مراسلہ مورخہ ۲۳ فبروری ۱۸۰۰ء میں بورڈ آف کنٹرول کے پریزیڈنٹ سے ان الفاظ میں کیا ہے:-

"یہ کوئی دور اندیشانہ پالیسی نہیں ہے کہ نظام اور مرہٹے دونوں آپس میں لڑکر کمزور ہو جائیں درآنحالیکہ ٹیپو سلطان آرام میں ہیں"[1]

انھوں نے اس امر پر توجہ کی کہ مرہٹوں اور نظام کو معاہدوں کے ذریعے سے اپنے قابو میں لایا جائے تاکہ وہ ٹیپو سلطان سے متفق ہو کر کہیں ان کی قوت میں اضافہ کرنے کے

---

[1] میموار اینڈ کرسپانڈنس آف مارکویس ویلزلی مرتبہ آر آر پیرس جلد اول صفحہ ۱۵۰۔

باعث نہوں نظام دو امور کی بناء پر ٹیپو سلطان کے مخالف ہو گئے تھے ایک تو یہ کہ ٹیپو سلطان نے اپنے لڑکوں کی نسبت غفراں مآب کی لڑکیوں کے ساتھ کرنے کی تحریک کی تھی جس سے ٹیپو سلطان کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں تھی کہ نظام کے ساتھ اتحاد قایم کر کے اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کریں لیکن امرائے دربار نظام کی کوتہ نظری سے نہ صرف پیام سے انکار کیا گیا۔ بلکہ نظام کے دل میں ٹیپو سلطان کی طرف سے بغض و حقد پیدا کر دیا گیا جس کیلئے مواد موجود بھی تھا کہ ٹیپو سلطان اعلیٰ خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے اور دوسرا یہ کہ ٹیپو سلطان نے علاقۂ نظام کے بعض قلعہ جات پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ انھیں دو وجوہ سے نظام کو اپنا متحد الخیال بنا لینے میں انگریزوں کو کوئی مشکل نہ ہوی۔

عہد نامۂ امدادی کی تکمیل اور فرانسیسی فوج نظام کی برطرفی

اہالیان کمپنی نے ایک عہد نامہ ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ م یکم ستمبر ۱۷۹۸ء میں نظام کے ساتھ کر لیا۔ یہ عہد نامہ جس جلدی میں طے ہوا ہے دکن کی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے اس کی وجہ یہی تھی کہ ان دنوں ٹیپو سلطان نے گورنمنٹ مارشیس سے خفیہ مراسلت کے ذریعے سمجھوتا کر لیا تھا اور اسی سمجھوتے کی بنا پر کئی فرانسیسی عہدہ دار بہ تبدیل ہیئت ان کی ریاست میں داخل ہو چکے تھے اور اندیشہ تھا کہ ایک بڑے بھاری حملے کے ذریعے ٹیپو سلطان تقریباً پورے دکن کے قابض و مالک ہو جائیں گے اس لئے لازم تھا کہ ان کے منصوبے صورتِ عمل میں آنے سے پہلے ہی فریق مخالف اُن کے ملک میں داخل ہو جائے اور وہیں اُن سے برسرِ پیکار رہو تاکہ دائرۂ معرکہ ان پر تنگ ہو جائے۔ اس عہد نامہ کی رو سے ریاست کی تمام فرانسیسی فوج ملازمت سے برخاست[1]

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی مصنفہ لفٹنٹ کرنل ڈبلیو جے ولسن جلد دوم صفحہ ۳۰۸ و ۳۰۹۔

کی گئی اور اس کے فرانسیسی افسر انگریزی رزیڈنٹ کے حوالے کر دئے گئے گورنر جنرل نے اس کی ضرورت اس وجہ سے خیال کی کہ حیدرآباد کی ریاست میں جو فرنچ کنٹیجنٹ موجود تھی اور کھڑلے کی جنگ میں سرجان شور کے انکار امداد کے بعد سے سرکار نظام نے اس فوج کے اضافے اور اصلاح میں خاص توجہ کی تھی۔ اس کو حیدرآباد سے پھوٹ کر ٹیپو سلطان کی سرکار میں ملجانے سے روکا جائے۔ اس زمانہ میں سرکار نظام کے فرانسیسی عہدہ دار ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانیاں بھی کر رہے تھے بقول لفٹنٹ کرنل ولسن فرانسیسی فوج کی برخاست کے لئے نظام الملک اور ان کے وزیر ارسطو جاہ کو راغب کرنے میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑیں لیکن باوجود ان دقتوں کے مارکویس ویلزلی کے ہندوستان آنے کے چند ہی ماہ بعد نظام نے ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۲۱۳ھ م ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۷۹۸ء کو تقریباً تکمیل عہدنامہ کے ڈیڑھ ماہ بعد یہ حکم دیا کہ وہ فوج جو فرانسیسی عہدہ داروں کے زیر کمان تھی اُن کے اثرات سے خارج کی گئی۔ اب اوس فوج پر اُن عہدہ داروں کی اطاعت لازم نہیں ہے تاریخ مذکور پر جس وقت کرک پیاٹرک حشمت جنگ نے عہدنامۂ محولۂ بالا کو بغرض تعمیل ملاحظۂ اعلیحضرت میں پیش کیا بندگانعالی قلعۂ محمد نگر (گولکنڈہ) میں رونق افروز تھے اور حشمت جنگ کے ہمراہ مسٹر مالکم اور ڈاکٹر بور بھی باریاب ہوئے غفراں مآب نے اسکی تعمیل کے احکام دئے اور اس کے ساتھ حشمت جنگ کو ایک جیغہ اور ایک سرپیچ اور ایک کنٹھی (مرواریدکی) اور دست بند اور بھجبند ایک ایک جوڑ سرفراز فرمایا۔ اور رزیڈنٹ موصوف کے دونوں ہمراہیوں کو بھی جیغہ اور سرپیچ کی سرفرازی ہوی اس سرفرازی کی وجہ یہ نہیں تھی کہ بندگانعالی فوج فرانسیسی کی علیحدگی سے مسرور تھے بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ انگریزی فوج کے

عہدہ داروں کی تالیف قلب ہو۔ اس برطرفی میں کل فرانسیسی عہدہ دار ایک سو چوبیس تھے اس حکم کے نفاذ کے قبل کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو پچاس سپاہیوں کی فوج بجواڑہ پر سے حیدرآباد بھیجی گئی جو یہاں فوج بنگالہ سے (یہ لفٹنٹ کرنل ہنڈمن کے تحت تھی) ملگئی فوج کی برطرفی کے وقت کرنل رابرٹس نے فرانسیسی فوج کو اپنی فوج کے زغے میں لے لیا۔ فوج نے بقایا تنخواہ کے ایصال کے وعدہ پر ہتیار رکھ دئے۔

اس فرانسیسی فوج کی برطرفی کی اطلاع کپتان کرک پیاٹرک نے مارکوئیس مارنگٹن ویلزلی کو دی اس اطلاع یابی کے بعد انھوں نے اظہار امتنان میں ایک خط میر عالم کو لکھا ہے جس میں اُن امور کا اظہار کیا ہے جنکی بنا پر وہ فرانسیسی فوج کو قابل برطرفی گردانتے تھے تاکہ اس قوم کے ساتھ اگر سربراہ کاران دولت کو کوئی ہمدردی ہو بھی یا کسی اور وجہ سے ان کی ضرورت محسوس بھی کرتے ہوں تو اس کے علم کے بعد اس سے باز آجائیں یہاں ہم اس خط کے اُس حصہ کو نقل کرتے ہیں جس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ قارئین معلوم کریں گے کہ لارڈ صاحب نے اپنی ایک مخالف قوم کے خلاف میں جو کچھ لکھا ہے بہت کم ہے ورنہ دو دشمن ایک دوسرے کے خلاف اس سے کہیں زیادہ کہتے ہیں:۔

"..... دوستدار یقین می داند کہ ایں ہم بر ضمیر منیر نواب صاحب ممدوح کہ آئینہ عالم است و نیز بر خاطر آں مہرباں پرتو انداز خواہد گشت کہ امر فرو بر در حالتے کہ قوم فرانسیس بر مراتب عہد و پیمان موکدہ و مواثیقہ فیمابین سلطان روم و قوم خود مطلق التفات ننمودہ در ملک مصر کہ از ممالک محروسۂ سلطان معظم الیہ است یورش ساختہ اند خیلے بر وقت و بر محل بظہور آمد و دوستدار

اعتماد کلی است کہ نواب صاحب ممدوح قسمے کہ بمقتضائے لوازم بزرگی و والاہمتی ثابت قدمی
در اسخ القولی خود را ایفائے ایں مدارج عہدنامۂ مزبورہ کارنامۂ جہاں گردانیدہ از ہماں قسم
در پاسداری دیگر دفعات عہدنامہ مزبور ہم کہ از روئے آں عدم نگاہداشت اہل فرنگ سوائے
بہ استرضائے اہل سرکار کمپنی انگریز بہادر منظور و مقبول خاطر نواب صاحب مغراست باہتدائے
ہماں قواعد حمیدہ و محامد برگزیدہ مصروف و متوجہ خواہند بود و دستدار ایقین واثق است کہ
محامد انتظام و حسن رویہ جمعیت سرکار کمپنی انگریز بہادر و کمال اطاعت ہرگونہ امرے موافق شرائط
عہدنامۂ معرفت کپتن صاحب موصوف ارشاد گردد خیلے بالعکس اسلوب تکبرانہ و روش تمردانہ
جمعیت قوم فرانسیس مثل ظلمت و نورانی میز و مشاہد گشتہ از معاوضت جمعیت با جمیع وجوہ موجب
ابتہاج مزاج صواب امتزاج نواب صاحب ممدوح و نیز واسطہ خورسندی آں مہربان خواہد بود کہ بجائے
جمعیت مرہٹے کہ صریح متخلف آئین فرمانبرداری و قوانین سلطنت آرائی اند و شرائط عہد و مواثیق
را بخاطر نمی آرند بشان و شوکت و حقوق رؤسا و عمدہ را پائمال می سازند و قواعد مقدمہ و معظمہ
ہرگونہ ملت و مذہب را بلا امتیاز نیک و بد تحقیر می نمایند جماعت افواج سرکار کمپنی انگریز بہادر کہ
دوست قدیم و رفیق صمیم سرکار نواب صاحب مغر اند در سلک ملازمان سرکار معظم الیہ منسلک
گشتند ....."

بہرحال عہدنامۂ مذکور ہی وہ عہدنامہ ہے جس کی رو سے سرکار نظام خارجی معاملات
میں برٹش گورنمنٹ کے زیر اثر آگئی۔ اس عہدنامہ کی تکمیل سے میر عالم کو کوئی تعلق نہیں یہ ان کی
معرفت سے طے نہیں ہوا بلکہ رزیڈنٹ اور ارسطو جاہ کے ذریعے طے پایا۔ اس عہدنامہ کے

شرائط کے تصفیے کے لئے جو مشکلات انگریزی کمپنی کو پیش تھیں۔ ان کا ذکر مارکوئیس ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان[1] (۴۷) موسومہ کپتان جے۔ اے کرک پیاٹرک میں کیا ہے لیکن ہمارے پاس کے مورخین نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا مراسلہ محولۂ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس صلح نامہ کے شرائط زیادہ تر کمپنی کے مقاصد کے لئے مفید تھے جس کا علم ارسطو جاہ کو خوب تھا اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ اس صلح نامہ کے ساتھ چند امور ایسے بھی طے کر لئے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں لیکن انھوں نے اس غرض کے لئے ایسے امور کا انتخاب کیا جن کا انتخاب کرنا ہی اچھا ہوتا وہ امور یہ ہیں۔

(۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے۔

(۲) ریاست نظام کے اندرونی انتظامات و اصلاحات کیلئے انگریزی افواج متعینۂ ریاست سے مدد ملا کرے

(۳) حیدرآباد اور پونہ کی ریاستوں میں جو اختلافات واقع ہیں یا آئندہ ہوں ان کا ارتفاع ہو۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ ان امور کے انتخاب یا تحریک میں میر عالم کا کوئی دخل نہیں تھا ارسطو جاہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کی ضرورت اس وجہ سے سمجھتے تھے کہ وہ اپنی پوتی کو ان کے عقد میں دینا چاہتے تھے اور غفران مآب کے بھتیجے دارا جاہ نے مضافات رائچور قبل از خروج بھی کیا تھا جن کی نسبت اندیشہ تھا کہ غفران مآب کے بعد تخت نشینی میں کوئی فتنہ و فساد پیدا کرینگے ارسطو جاہ کے پیشکردہ امور سے ریاست کی مطلق العنانی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا اس واسطے کہ بعد انتقال نظام علیخاں بہر صورت سکندر جاہ تخت نشین ہوتے اگر فوجی امداد کی ضرورت ہوتی تو کسی سابقہ تصفیہ کے بغیر بھی اس متعینہ انگریزی فوج سے حاصل کر سکتے تھے اسواسطے کہ دارا جاہ اور عالیجاہ دونوں کے خروج کے موقع پر بھی آخر انگریزی فوج سے مدد لیگئی تھی اور یہ مدد اندرونی معاملات

---

[1] ڈسپاچس آف دی مارکوئیس ویلزلی مرتبۂ رابرٹ مانگ مری مارٹن جلد اول صفحہ ۱۵۸۔

فسادات کے تصفیہ کے لئے ہی تھی۔ اس لحاظ سے ہم نہیں سمجھتے کہ ارسطو جاہ کے پیش کردہ شرائط سے مقدم الذکر دو شرائط کتنی اہمیت رکھتی ہیں۔ سکندر جاہ کی تخت نشینی کے متعلق ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان (۳۷) موسومہ کپتان جے۔ اے کرک پیاٹرک میں صاف طور پر لکھا ہے:۔

"میرا مصمم ارادہ ہے کہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد اور تائید کی جائے لیکن میں نے اس امر کو اعظم الامرا سے فی الحال مخفی رکھنے کی تم کو ہدایت کی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اظہار ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے۔"

یہاں ویلزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کرنے کے خیال کو اعظم الامرا سے مخفی رکھنے کی جو توجیہ بیان کی ہے اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ نظام کے دل میں کس قسم کی بدگمانی یا کیا شک پیدا ہو سکتا تھا۔ آخر ان شرائط پر کوئی توجہ کئے بغیر صلحنامہ طے ہوا جس کی رُو سے کمکی فوج زیادہ ہوی اور اس کی تعداد چھ پلاٹن قرار پائی اور اس کا خرچہ سالانہ چوبیس لاکھ سترہ ہزار ایک سو روپے حسب سابق نظام کے ذمہ رہا اور فرانسیسی فوج برخاست کر دیگئی اور انگریزی گورنمنٹ نظام اور پیشوا کے درمیان ثالث مقرر ہوی اور وعدہ ہوا کہ تنخواہ فوج کی ادائی میں اگر نظام کی جانب سے تساہل ہو تو وہ اس پیشکش میں مجرا کر دی جائیگی۔ ہوان کو سرکاران شمالی کی بابت سالانہ دیجاتی تھی اور اس فوج کے قیام کے لئے ایک مقام چھاؤنی کے نام سے قرار پایا۔ جہاں وہ اس وقت تک رہا کریگی جب تک کہ اس کو کسی مہم پر جانا نہ پڑے سرنیگ پٹن کی فتح کے بعد چھاؤنی کے لئے حسین ساگر سے پرے ایک مقام تجویز ہوا۔ چھاؤنی کا قیام ۱۲۱۳ھ کے آخر میں ہوا۔ آٹھ نو سال میں جب اس کی آبادی اچھی خاصی ہوگئی تو اس کے ایک خاص نام

کی ضرورت محسوس ہونے لگی چنانچہ مغفرت منزل نے اپنے نام پراس کو سکندر آباد سے نامزد کرکے اس کی اطلاع رزیڈنٹ تامس سدنہم کو دی اس کے جواب میں رزیڈنٹ موصوف نے (۱۳ر جمادی الاخریٰ ۱۲۲۲ھ) میر عالم کو لکھا:۔

"تسمیہ چھاؤنی پلاٹن حسین ساگر بسکندر آباد کہ نظر بکمال اتحاد سرکارین و رعایت لوازم وداد دو طین علیتین از پیشگاہ حضور پرنور تقرر گرفت باطلاع ایں مراتب نواب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ راسرور بے پایاں و ابتہاج نمایاں دست داد الحق کہ ظہور ایں چنیں مدارج دلیل وثوق مودت ہا و برہان رسوخ محبت ہاست"۔

اس نام کے بعد بھی ایک عرصہ تک خاص وعام کی زبان پر یہ نام کم آتا تھا ہم کو اچھی طرح خیال ہے کہ ہمارے بزرگوں میں سے بعض اس کو لشکر اور بعض حسین ساگر کے نام سے یاد کرتے تھے

میسور کی چوتھی جنگ کے ختم کے بعد ویلزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید کے لئے آٹھ شرائط پیش کرکے کپتان جے۔ اے کرک پیاٹرک رزیڈنٹ حیدرآباد کو لکھا کہ اگر سکندر جاہ ان شرائط سے ناراض ہوں تو تم ارسطو جاہ اور میر عالم سے ملکر نظام کے کسی اور لڑکے کو انھیں شرائط کے ساتھ تخت نشین کرنے کے لئے آمادہ کرو حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ارسطو جاہ اس امر پر راضی نہ ہونگے کہ سکندر جاہ کے ہوتے نظام کے کوئی اور صاحبزادے تخت نشین ہوں۔

میسور کی چوتھی جنگ اور میر عالم کی سپہ سالاری

جب عہد نامۂ امدادی کی تکمیل ہوگئی تو ٹیپو سلطان کے ممالک پر چڑھائی شروع ہوئی حیدرآباد سے بھی فوج چلی۔ اس موقع پر ویلزلی نے

لہ ڈسپاچس آف ویلزلی مرتبۂ رابرٹ مانگ مری اٹن جلد ا صفحہ ۱۳۵ مراسلہ نشان (۴۱) مورخہ ۹ر نومبر ۱۷۹۹ء۔

کرک پیاٹرک کو لکھا :-

"کوشش کی جائے کہ اس مہم میں اعظم الامرا افواج نظام کے سپہ سالار رہوں اور اگر کسی خاص وجہ سے دیوان نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان کو افواج کے ہمراہ مہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جا سکے تو کسی اور شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے وہ ایسا شخص ہونا چاہئے جو معتبر اور امیر ہونے کے علاوہ غرض واحد میں دلچسپی رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدرآباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے"

ان امور کے اظہار سے لارڈ صاحب کا منشاء یہ معلوم ہوتا تھا کہ چونکہ اس زمانے میں نظام علی خاں فالج میں مبتلا ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے غفران مآب کے مدار المہام اور ولیعہد (سکندر جاہ) کا اپنے پاس سے دور ہونا گوارا نہ تھا اور ان کی دانست میں امراء حیدرآباد میں سے کسی ایسے شخص کا جو سپہ سالاری کی خدمت کے لئے موزوں ہو نکلنا مشکل تھا اس لئے اس موقع پر وہ چاہتے تھے کہ اپنے کسی معتمد علیہ کو یہ خدمت دلادی جائے لیکن جب وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ دربار نظام میں میر عالم ہی ایک ایسے شخص ہیں جو اس خدمت کے اہل ہیں تو انھوں نے ایک اور شخص کے تقرر کی تجویز کی جس سے بلحاظ اہمیت دو معتمد علیہ اشخاص کا دو علیحدہ علیحدہ خدمتوں پر مامور کرنا لازم آتا تھا یعنی ایک تو سپہ سالاری کے لئے اور ایک تصفیہ معاملات و مہمات باہمی کے لئے جس کا اظہار انھوں نے اوایل جنوری ۱۷۹۹ء کے ایک خط موسومہ آصفجاہ

لہ ڈسپاچیس آف ویلزلی مرتبہ رابرٹ مانگمری مارٹن جلد ۱ صفحہ ۳۳۳ مراسلہ نشان (۹۰) مورخہ ۹ نومبر ۱۷۹۸ء۔

میں کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے:۔

"..... آں والاقدر فوراً شخص ہوشیار و صاحب فراست راکہ معتمد و رازدار آں والاقدر باشد پیش نیازمند درمندراج (مدراس) متعین فرمایند کہ تا عدم انفصال مقدمات فیمابین سرکارات مشارکہ و سلطان موصوف نیازمند باتفاق آں شخص در جمیع معاملات و مہمات متعلقہ نفع و نقصان مجموع سرکارات مشارکہ مطارحہ و مکالمہ بعمل آرد و شخصے کہ دراں کار متعین شوند انسب کہ بآں شخص اجازت شود کہ ہرگاہ امرے کہ روبکار گردد در باب آں از مرکوزات خاطر آں والاقدر نیازمند را آگاہ سازند در صورتے کہ ایں تجویز نیازمند کہ محض از مقتضیات حسن اتحاد و یک جہتی فیمابین بوقوع آید پسند خاطر عالی گردد آں والاقدر یقین تصور دانند کہ بآں شخص متعینہ سرکار سامی بکمال بے حجابی و بعنوان معتمدانہ سوال و جواب بعمل خواہد آمد و آں شخص نیز ہرچہ ظاہر نمایند و تقریر کنند لازمہ کمال توجہ برآں مصروف خواہد بود لیکن اگر ایں نقشہ مجوزہ نیازمند آں والاقدر بے ضرورت تصور فرمایند دراں صورت ہمیں توقع خواہد بود کہ در باب انفصال جمیع مدارج از قبیل مرقوم القدر چہ برائے حسن تمشیت مہم و چہ برائے استقرار و استدامت صلح بہ میر صاحب بسیار مہربان میر عالم بہادر اختیار کلی مفوض گردد ....."

اس خط سے ظاہر ہے کہ وہ میر عالم کو اس نئی خدمت کے لئے پسند کرتے تھے اور سپہ سالاری کے لئے کسی اور شخص کو لیکن یہاں ان دونوں خدمتوں کے لئے میر عالم ہی کا انتخاب ہوا اور امرائے ریاست میں سے ہادی الدولہ[1]، بہرام جنگ، حیدر نواز جنگ اور ابو تراب[2] خان کو

---

[1] سعید الدولہ (جو پہلے سرکار دارا جاہ شجاع الملک میں ملازم تھے اور پھر سلک منصبداران سرکار عالی میں منسلک ہوئے اور آخر میں نیابت صوبہ داری حیدرآباد سے سرفراز کی پائی) کے بھائی تھے اور نیابت صوبہ داری اورنگ آباد سے ممتاز ۱۲ [2] نستی عنقاں مآب اعتصام الملک کے سدھی تھے جن کے ایک لڑکے سے ان کی لڑکی منسوب تھی ۱۲

ان کے ہمراہ رکاب جنگ پر جانے کا حکم ہوا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ وہ مع امراء مذکور جنگ پر نکلے سپہ سالاری پر مامور ہونے کے بعد انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ گورنر جنرل کے بھائی کرنل ویلزلی اپنی جانب سے انگریزی فوج کی کمان کریں اس کے متعلق جنرل بیرڈ نے یہ لکھا ہے کہ اس کی وجہ مجھے بھی خانگی طور پر معلوم ہے لیکن آر۔ آر پیرس مصنف میموار اینڈ کرسپانڈنس آف مارکوئس ویلزلی نے شنگٹن کے حوالے سے لکھا ہے کہ :-

"نظام سے جو معاہدہ ہوا تھا اس میں تنخواہ اور الاؤنس کے اعتبار سے عہدہ دار فوج کے مختلف مدارج تھے جن میں سب سے بالاتر کرنل کا عہدہ تھا"

اس لحاظ سے ممکن ہے کہ میر عالم نے کرنل ویلزلی کے لئے تحریک کی ہو لیکن ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح ویلزلی نے رزیڈنٹ حیدرآباد کو اس امر کی نسبت کوشش کرنے کے لئے لکھا تھا کہ ارسطو جاہ خود فوج نظام کی سپہ سالاری کریں اگر اس کا امکان نہ ہو تو کوئی اور معتبر امیر منتخب کیا جائے جو فوجی کاروبار میں بھی تجربہ رکھتا ہو اور یہ تحریک محض احتیاط کی حد تک تھی کہ وہ فریق مخالف سے ملنے نہ پائے اور دیانت و بردباری سے اپنی مفوضہ خدمت انجام دے اسی طرح میر عالم کے ذہن میں بھی اس تصور کی گنجایش تھی اور یہی تصور ممکن ہے کہ اس تحریک کا باعث ہوا ہو اور اس تحریک کے وجوہ کی تحلیل کی جائے تو بعید نہیں کہ ناگفتہ بہ اشکال پیدا کرے جن کے اظہار کو جنرل بیرڈ نے مناسب نہیں سمجھا۔ بہرحال نظام کی فوج میر عالم کے زیر اثر جنگ کے لئے روانہ ہوئی سرکار نظام کی اس انگریزی فوج کی تعریف جو اس موقع پر شریک جنگ ہوئی تھی

لہ میموار اینڈ کرسپانڈنس آف ویلزلی مصنفہ آر۔ آر پیرس جلد اول صفحہ ۳۰۹۔

کرنل ریڈ نے ان الفاظ میں کی ہے :-

"نظام[1] کا رسالہ غیر تعلیم یافتہ ہے اور عدول حکمی کرتا ہے توپخانہ کے بیل بہت اچھے ہیں نظام انفنٹری قواعد میں ناقص ہے اور ضروریات مایحتاج از قسم لباس و ہتیار کم رکھتی ہے چنانچہ دو ہزار چھ سو چھیاسی آدمی میں صرف دو سو ڈبے کارتوس کے حیدرآباد سے نکلتے وقت ان کے پاس تھے۔"

باوجود اس کے کہ فوج کے اخراجات کا خاطر خواہ بار اٹھایا گیا اور انتظام فوج انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں کے زیر نگرانی رہا ان نقایص کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی اور پھر اس کمپنی کے ایک عہدہ دار کے بیان سے اس کا اظہار اور حیرت میں ڈال دیتا ہے لیکن ویلزلی کے ایک مراسلانشان ۱۳۷ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۷۹۹ء بموسومہ رزیڈنٹ حیدرآباد کے دیکھنے سے اس فوج کی عدول حکمی کا حال کھل جاتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے :-

"مجھے[2] کپتان وائیٹ کا ایک خط ملا ہے جس میں اس نے اطلاع دی ہے کہ نظام انفنٹری نے (چھ ہزار کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پڑاؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہوگئی ہے اور میر عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔"

فتح سرینگ پٹن اور تقسیم ملک میسور

فوجیں سرینگ پٹن تک در آئیں اور یہیں ۴ مئی ۱۷۹۹ء ۲۱۴ھ میں ٹیپو سلطان برسر میدان شہید ہوئے اور ان کا ملک و مال متحدین کے قبضہ میں آیا اس کی باہمی تقسیم میں بڑی حجتیں درپیش ہوئیں سب سے پہلا مسئلہ یہ تھا کہ متحدین

---

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی مصنفہ لفٹننٹ کرنل ڈبلیو جے ولسن جلد ۲ صفحہ ۳۱۶۔

[2] ڈسپاچس آف ویلزلی مصنفہ آرتھر مارٹن جلد ۱ صفحہ ۴۱۸۔

تین تھے (انگریز۔ مرہٹے۔ نظام) اس لحاظ سے چاہیئے یہ تھا کہ حسب معاہدہ ملک اور مال کے تین تین حصے کئے جاتے اور ہر فریق ایک حصہ پاتا۔ لیکن انگریزوں نے بالا بالا ایک عہدنامہ رانی میسور کے نائب ترمل راؤ سے مقام تنجاور میں ۲۷ ستمبر ۱۸۰۲ء کو طے کیا تھا جس کی رو سے بعد فتح میسور کی ریاست قدیم راجہ کے بہبودوں کو پہنچانا لازم تھا اور اس کے دفعۂ آخر کے اقتباس سے یہ بھی قرار پایا تھا کہ:-

"جو علاقہ موروثی نظام اور مرہٹہ کا ہے وہی ان کو دیا جائیگا اور کوئی ان کو نہیں ملیگا"۔

اس لحاظ سے اس حصہ ملک کے دعویداروں میں ایک اور اضافہ ہوا اور تقسیم میں یہ قرار پایا کہ ان کو ایک حصہ ملک دیا جائے (یاد رہے کہ اس قسم کی کوئی تحریک یا کوئی شرط نہ نظام کے ساتھ کے عہدنامہ میں طے پائی تھی اور نہ پیشوا کے ساتھ کے) اودھر سلطان شہید کے پسماندگان بھی تھے جن کے لئے یہ لازم تھا کہ بہ عیش و آرام ان کی بسر بُرد کے لئے کوئی علاقہ یا اُس کی آمدنی مختص کیجائے۔ ارسطو جاہ یہ چاہتے تھے کہ اُن پسماندوں میں سے دو سربرآوردہ اشخاص کو منتخب کرکے ایک کو سرکار عالی اپنے علاقہ میں جگہ دے اور دوسرے کو کمپنی اور اس طرح ان کو رکھا جائے کہ اُن کی وجہ سے آئندہ کوئی فتنہ نہ اٹھنے پائے اس کے بعد اگر وہ قابل قدر متصور ہوں تو ان کو ترقی دیجائے چنانچہ یہ تحریک ارسطو جاہ نے اپنے خط موسومہ میر عالم میں حسب ذیل الفاظ میں کی تھی:-

"..... اگرچہ صاحبان کونسل پیش خود بموجب مرکوزات و مکنونات حضور کہ قانون رؤسائے ماسلف و صلاح دولتین باشد بعمل آرند یعنی ضابطہ رؤسائے عمدہ در روداد چنیں

امورات ہمین است کہ پس ماندہ ہا را طورے بفراغ معیشت لیکن نوعے کہ آئندہ قابوئے فتنہ پیرائی نماندمی دارند چنانچہ در معاملہ روبکار ہم منظور والا ہمین است کہ خویش واقربائے مخصوصہ ٹیپو سلطان مرحوم را در ذیل دو کس کہ عمدہ آنہا باشد داشتہ یکے را در سرکار دولتمدار و یکے را در سرکار کمپنی انگریزی بہادر جائے بفراغت معیشت نگاہدارند و بہ تجربہ و دریافت اوضاع واطوار آئندہ اگر قابل ترقی باشند ترقی خواہند یافت ومنظور ازیں ہمیں کہ آئندہ زمانہ مثل وزیر علی خاں وغلام محمد خاں روہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نماند بہتر۔۔۔۔۔۔"

اس تحریک سے غرض یہ تھی کہ منتزع شدہ بادشاہ کے خاندان کی پرورش ہو اور دو اشخاص کو منتخب کرکے ایک کمپنی کے اور ایک سرکار عالی کے تفویض کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ احیاناً اگر اُن دونوں پسماندوں میں سے کوئی بغاوت پر آمادہ ہو تو اس کے خاندان کے دوسرے ممبر سے اس کے خلاف کوئی چارہ جوئی کیجا سکے یا یہ کہ اگر خدانخواستہ اُن دونوں ریاستوں میں تعلقات کشیدہ ہو جائیں تو دونوں کا پلہ برابر رہے لیکن انگریزی کمپنی کا اس میں سراسر نقصان تھا وہ یہ کہ وہ چاہتی تھی کہ کوئی علی حکومت ٹیپو سلطان کے پسماندوں کے تفویض نہ کی جائے اور یہ کہ ان کے ضروریات ومعاش کی سربراہی اپنے دست قدرت میں رکھے تاکہ ان کی تدریجی تخفیف سے کمپنی زمانہ مستقبل میں متمتع ہو اور اس طرح فائدہ کے حصول میں ریاست نظام سے زیادہ بڑھ جائے اور یہ کہ میسور کی سلطنت کے اس حصہ پر جو حیدر علیخان نے راجہ سابق سے حاصل کیا تھا راجہ مذکور کے خاندان کے کسی شخص کو حسب معاہدہ مذکور قایم کرے اور اس سے اپنے مفید مطلب چند جدید شرائط طے کرلے جن سے وہ علاقہ حقیقت میں تو

اپنے زیر تصرف رہے لیکن ظاہر میں بالکل علیحدہ ہو۔ اس کو اگر کوئی عہدہ دار کمپنی اگر اپنے ذاتی حکم کی بنا پر صورت عمل میں لاتا تو بدنمائی تھی اس لئے گورنر جنرل نے تصفیہ تقسیم ملک کے لئے اپنی صوابدید سے ایک کمیٹی قایم کرلی جس کے ممبر جنرل ہاریس، کرنل آرتھر ویلزلی، لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک، لفٹنٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملکم تھے اور منرو بھی بہ حیثیت سکریٹری شریک تھے۔ قابل توجہ یہ امر ہے کہ تقسیم ملک و مال میں ریاست نظام اور ریاست کمپنی اور ریاست پیشوا کے مفاد بھی مدنظر تھے۔ ایسی صورت میں محض انگریزی عہدہ داروں کو اس کمیٹی کے ارکان بنانے سے یہی متصور ہوسکتا ہے کہ ان کو صرف انگریزی کمپنی کے فوائد و مقاصد پر نظر رکھنا مقصود تھا۔ اگر دیسی ریاستوں کے مفاد پر نظر ہوتی تو اس کونسل میں ایسے دیسی اصحاب بھی مامور کئے جاتے جو ان کے فوائد اور مسائل پر توجہ کرتے اگرچہ کہ اُن ممبروں میں ایک دو ایسے بھی تھے جو دیسی ریاستوں کے طرف سے ان کے نمایندے متصور ہوتے تھے لیکن افسوس ہے کہ انھوں نے اپنے فرائض یہی تصور کئے کہ دیسی ریاستوں کے مفاد کو معقولیت کے ساتھ کس طرح نظر انداز کیا جاسکتا ہے بہرحال اس خود ساختہ کمیٹی نے دیسی ریاستوں کے وکلا کی تحریکات پر پردہ ڈالکر اپنے مَن مانے تقسیم کے مسائل طے کئے اس تقسیم میں اکثر امور سے میر عالم نے اختلاف کیا تھا اور حسب ایمائے ارسطو جاہ اُن پر استبداد بھی کی جس کا نتیجہ آئندہ ان کے حق میں اچھا نہیں نکلا اور کارپردازان کمپنی نے ان کو نظام اور ان کے دیوان کے نزدیک بدظن کرکے فائدہ اٹھایا۔

اس جنگ کے آغاز کے وقت غفراں مآب نے لارڈ صاحب کو ایک خط لکھا تھا کہ

"انشاء اللہ المستعان یہ مہم اتفاق کی بدولت حسن انجام پائیگی اس لئے اس مہم میں جو کچھ ملک بابدولت کے حصّہ میں آئے حسب صراحت فرد علیحدہ اس کا ایک حصّہ ہم نے بنظر اخراجات رئیس الملک سلیماں جاہ کو اور ایک حصہ ارسطو جاہ اور ان کے لواحقین کو عنایت کیا ہے پس اس کی اطلاعیابی پر اپنے دستخط ثبت کریں کہ حال و آئندہ کے لئے اطمینان ہو۔"

اس پر مارکویس ویلزلی نظام کو اپنے مراسلہ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۰۰ء مطابق ۱۴ شہر جمادی الثانی ۱۲۱۵ھ میں لکھتے ہیں:۔

"نیاز مند حتی الوسع والامکان خود در آنچہ صاحبزادگان والا دودمان رئیس الملک سلیمانجاہ بہادر و سلطان الملک کیواں جاہ بہادر طولعمرہما و نواب صاحب موصوف و متعلقان و توابعین مغز الیہا حسب تفصیل مندرجہ الطاف نامہ سامی ہر یک بکمال جمعیت خاطر در جاگیرات و انعامات عنایتی سرکار عالی قابض و متصرّف بودہ باشند تبقدیم آں در ہر حال مایل و مصروف خواہد بود واحیاناً ہرگاہ از طرف احدے قصد بیدخلی یا مزاحمت در قبض و تصرف فرزندان نامدار و نواصاحب مغز و متعلقان باوقار مسطور در جاگیرات و انعامات مرقومہ بعمل آید نیاز مند ہمواره خواہش انسداد آں در دل خود محکم خواہد داشت فاما نظر بر عدم وقوع اشتباہ و مکارہ چناں صلاح متصوّر است کہ نیاز مند نیز از مقام و حدود اربعہ و حاصلات آں یک یک جاگیر و انعام اطلاع دارد بناءً علیہ متصدیِ گرامی خدمت می گردد کہ جہت درستی و تفویض فرد تفصیل حقیقت جاگیرات و غیرہ مرقومہ الصدر بصاحب جانشین آنجا متصدیان سرکار دولتمدار ارشاد شود باقی مراتب از عرض و التماس صاحب موصوف واضح رائے عالی خواہد گردید۔"

غفراں مآب نے اس تمام خطۂ ملک کے تین حصے قرار دیکر دو سلیمان جاہ کو عنایت کئے اور ایک ارسطو جاہ کو اور چونکہ حصۂ ملک ابھی مشخص نہیں ہوا تھا اس لئے حضور نے ان کے حدود اربعہ معین نہیں کئے اور اگر ملک مشخص ہو بھی جاتا تو حدود اربعہ لکھنا ممکن ہے کہ بیکار تصوّر کرتے ہوں اس واسطے کہ سلیمان جاہ کے زیر پرورش ہونے کے اعتبار سے غرض عطا واحد تھی۔ اس خطۂ ملک کی نسبت بندوبست کے بعد سے اُس زمانے تک جب تک کہ پھر یہ خطہ تنخواہ افواج میں انگریزی کے سپرد ہوا کوئی کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔ حین بندوبست بعض بعض مقامات پر مزاحمت وغیرہ ہوئی ہے لیکن اس سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا یہ خطہ حسب منشاء بندگانعالی سلیمان جاہ اور ارسطو جاہ کے تفویض ہوا یا نہیں۔

یہاں ہم یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بندگانعالی کو کسی طرح یہ ضرور نہیں تھا کہ اہالیان کمپنی یا خود گورنر جنرل کو اس سرفرازی کی اطلاع فرماتے۔ اس اطلاع سے انھوں (اہالیان کمپنی) نے اس امر کو معلوم کیا کہ بندگانعالی کے نزدیک اس خطہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس واسطے کہ پہلے بھی بڑی آسانی کے ساتھ یہ علاقہ ممالک محروسہ سے نکل کر ملک میسور میں شامل ہوگیا تھا اور اب

لہ اصل دستخط شدہ خط ہماری نظر سے گزرا ہے اس کے نسلکہ فرد پر تفصیل جاگیر اس طرح تحریر ہے:-

آنچہ ملک و تعلقات درہم ٹیپو سلطان بحیطۂ سرکار دولتمدار آید بتفصیل ذیل عنایت فرمودہ شد۔

دستخط

برخوردار سعادت آثار اقبال یاور کامگار نامدار
رئیس الملک سلیمانجاہ بہادر
یک حصّہ

فرزند ارجمند سعادت و اقبال نشان رفیق جان نثار مختار دولت آصفیہ
وکیل مطلق ارسطو جاہ بہادر مع لواحق
یک حصّہ

اصل بیضہ کے علاوہ ہم نے مسودہ بھی دیکھا ہے اس میں بھی یہی درج ہے اور مسودہ بھی دستخط بندگانعالی سے مزین ہے۔ نہ بیضہ میں کیوان جاہ کا نام درج ہے نہ مسودہ میں لیکن ویلزلی کے خط میں ان کا نام تحریر ہے خدا جانے ان کا نام انھوں نے کس طرح شامل کیا ممکن ہے کہ سلیمان جاہ بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے ان کا نام درج کیا گیا ہو اور اسی لئے ان کے واسطے دو حصّہ رکھے گئے ہوں کہ ایک اپنے لئے رکھیں اور ایک بھائی کے لئے۔

جبکہ یہ خطہ پھر قبضہ میں آیا تو بلا کسی احساس کے جاگیر میں دیدیا جا رہا ہے اس عدم اہمیت کے علم سے انھوں نے اس امر کا استنباط کیا کہ اس سے کمپنی کیوں فائدہ نہ اٹھائے اور ممکن ہے وہ اسی بنا پر بہت قریب ہی زمانے میں افواج کی تنخواہ کے عوض انگریزی سرکار میں ضم ہوگیا۔

تقسیم ملک میسور کے متعلق ویلزلی نے جو مراسلہ (نشان مورخہ ۵ رجون ۱۷۹۹ء) لفٹنٹ کرک پیاٹرک کے نام لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم ممالک میسور میں میر عالم یہ چاہتے تھے کہ چیتل درگ نظام کے حصہ میں آئے اس واسطے کہ مقام وقوع اور اس کے قلعے کے اعتبار سے اس کا نظام کے قبضہ میں رہنا مناسب اور ضروری تھا لیکن ویلزلی اس کے مخالف تھے چنانچہ مراسلہ مذکور میں وہ لکھتے ہیں :-

"چیتل درگ[1] اور بیدنور وغیرہ راجۂ میسور کے قبضہ میں دئے جائیں گے اور بلحاظ اس کے کہ اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر ہمارے زیر حکم رہیں گے لیکن میں اس امر پر متفق نہیں ہوسکتا کہ چیتل درگ نظام کے قبضے میں دیا جائے یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہوگا اس لئے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ ایسا خیال میر عالم کا ہو تو ان کے دل سے نکالدو۔"

اختلاف رائے کی ابتدا، اسی سے ہوتی ہے، چیتل درگ کا قلعہ نہایت شاندار مضبوط قلعہ تھا اور حدود ممالک محروسہ سے متصل ہونے کے باعث اس کا سرکار نظام کے قبضے میں رہنا میر عالم ضروری تصور کرتے تھے۔ لیکن باعتبار اس معاہدے کے جو انگریزی کمپنی نے

---

[1] ڈسپاچیس آف ویلزلی مرتبۂ آر۔ پیم مارٹن جلد ۲ صفحہ ۲۵۔

میسور کی رانی کے نائب ترمل راؤ سے کیا تھا اس ضلع کو ان کے قبضہ میں نہیں دیسکتے تھے اور قطع نظر اس کے اس قلعہ کے نسبت ویلزلی کا خیال تھا کہ اس کو اپنے تصرف میں رکھے مگر بمقابلہ نظام وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ علانیہ اپنے قبضہ میں لیں اس لئے انھوں نے یہ تجویز کی کہ اودس کو ایک ایسے شخص کے سپرد کریں جو انھیں کا ساختہ پرداختہ تھا اور اس سے یقین تھا کہ ان کا بنایا ہوا راجہ ان کے احکام و خواہشات کا تابع رہے گا اور عہدنامہ مذکور کی تعمیل بھی اس طرح بوجہ احسن ہو جائیگی۔ اس موقع پر ممکن تھا کہ میر عالم اس کو اہمیت نہ دیتے لیکن ویلزلی نے ان کو اس امر پر مجبور کیا کہ اس تقسیم کے عہدنامہ کو اپنے ہی دستخط سے تکمیل کر دیں چنانچہ مراسلہ مذکور میں اس نے یہ لکھا ہے:۔

"مجھے خوف اس امر کا ہے کہ تصفیہ کی تکمیل میں دیری ہوگی اس واسطے کہ منجانب نظام کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کو صلح نامہ یا طے نامہ پر دستخط کرنے کا اقتدار دیا گیا ہو لیکن ان اقتدارات کے تحت جو ہر مشکل کے رفع کرنے کی نسبت نظام نے مجھے عطا کئے ہیں ممکن ہے کہ میرے کہنے پر میر عالم اپنے آپ کو عہدنامہ پر دستخط کرنے کا مجاز تصور کریں۔ میں نے حیدرآباد میں تمہارے[1] بھائی کو لکھا ہے کہ میر عالم کے لئے ایسے اقتدارات حاصل کر کے احکام بھجوائیں لیکن میرا خیال ہے کہ میر عالم ہی کو اس پر دستخط کر کے تکمیل کرنے پر آمادہ کیا جائے تو یہ بہت

---

[1] ویلزلی نے خط لفٹننٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک کے نام لکھا ہے جن کا خطاب عزیز الملک مفخر الدولہ شوکت جنگ تھا جو کارنوالس کے عہد میں حیدرآباد کے رزیڈنٹ تھے اور اب میدان جنگ میں فوجی عہدہ دار کی حیثیت سے کام کر رہے تھے ولیم کرک پیاٹرک اپنی علالت کی وجہ ہندوستان سے ولایت واپس ہوئے تو انکی خدمت کا جائزہ ان کے بھائی جیمس اچلیس کرک پیاٹرک کو دلایا گیا یہاں بھائی سے مراد یہی جے اے کرک پیاٹرک ہیں جو زمانۂ جنگ میں حیدرآباد میں بحیثیت رزیڈنٹ موجود تھے ان کا خطاب مؤتمن الملک فخر الدولہ حشمت جنگ تھا۔

اچھا ہوگا اس سے ہم ملک مفتوحہ کے بندوبست کے لئے فوراً متوجہ ہوسکینگے"۔

اس سے ممکن ہے کہ ان کو خیال ہوا ہو کہ یہ ایک ذمہ داری کا کام ہے اس سے جو کچھ بھلائی برائی ارکان دولت کے ذہن میں جمے اس کا ہدف خود بنینگے اس بنا پر انھوں نے عدم اقتدار کے عذر واقعی سے اس کو ٹالا۔ آخر اس کا تصفیہ یہ ہوا کہ عہدنامہ کی ترتیب کے بعد دستخط بندگانعالی کے لئے وہ میر عالم کے ذریعہ بھیجدیا جائے جس کو بعد تکمیل انھوں نے پچیس دن میں واپس منگوانے کا وعدہ کیا میر عالم کو اس تقسیم کی اس شرط سے بھی اختلاف تھا جو ٹیپو سلطان کے پسماندوں کی پرورشی سے متعلق تھی ویلزلی نے میر عالم کے اعتراض کو اس طرح نکالنا چاہا کہ ٹیپو سلطان[1] کے خاندان کی پرورش سے جو کچھ باقی رہ جائے اس کو کمپنی اور نظام علی السویہ تقسیم کرلیا کریں گے اور اگر کبھی اضافہ خرچ ہو جائے تو نظام اس اضافہ رقم میں سے بقدر نصف ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے بظاہر یہ شرط ایسی تھی کہ اس پر اتفاق نہیں کیا جاسکتا تھا میر عالم نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی آخر تصفیہ اس امر پر ہوا کہ کمپنی اپنے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع کے محاصل سے سالانہ دو لاکھ اسٹار پگوڈا ٹیپو سلطان کے خاندان کی پرورش پر صرف کیا کرے اور ان کے خاندان میں سے جو شخص مرجائے اس کا حصہ اس مقررہ رقم میں سے کمپنی کو بازیافت ہو اس موقع پر یہ بتانا ضروری ہے کہ کمپنی کے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع کی آمدنی نظام کے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع سے بقدر

---

[1] ڈسپاچیس آف مارکویس ویلزلی۔ آر۔ یم۔ مارٹن جلد صفحہ ۶۰ مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۷۹۹ء موسومہ کپتان جے۔ اے کرک پیارٹک۔

دو لاکھ اسٹار پگوڈا زیادہ تھی۔ بہرحال میر عالم نے تمام اُمورِ مختلف فیہ کی تفصیل ارسطو جاہ کو لکھی جس پر انھوں نے بھی انھیں ہدایت کی کہ ایسے امور طے ہونے نہ پائیں جن میں سرکار عالی کا سراسر نقصان ہو اس موقع پر ارسطو جاہ کا وہ خط جو انھوں نے میر عالم کو لکھا ہے اور ضمیمہ الف میں بجنسہٖ درج کیا گیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔

آخر کمیٹی نے ملک میسور میں سے حسب ذیل حصص کی تفریق کے بعد بقیہ ملک کی تقسیم کی

۱۔ پسماندگان ٹیپو سلطان کے لئے ایک حصہ جاگیر جو کمپنی کے قبضہ میں رہے اور اُن سب مذکور کی نگرانی و سربراہی کمپنی خود کرے۔

۲۔ قمرالدین خاں سپہ سالار میسور کے لئے اس معاہدے کے موافق جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا ایک حصہ جاگیر۔

۳۔ اس قدر حصہ جو اُس وقت راجہ کے قبضہ میں تھا جبکہ حیدر علی نے راجہ سے ریاست حاصل کی تھی اس شخص کے لئے رکھ چھوڑا گیا جو سلطنت میسور پر راجۂ مذکور کی اولاد میں سے تخت نشین ہو۔

ان منہائیوں کے بعد نظام کے حصہ میں چھ لاکھ سات ہزار تین سو تیس پگوڈا محاصل کے علاقے آئے اور ان میں وہی اضلاع تھے جو قبل ازیں نظام کے قبضہ سے نکل گئے تھے اور چونکہ پیشوا نے اپنا حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے ان کے حصہ میں سے دو ثلث نظام کو اور ایک ثلث کمپنی کو ملا۔ ممالک کے ساتھ ساتھ مال غنیمت کی بھی تقسیم ہوئی جس میں جنگی ساز و سامان کے علاوہ صرف نقد زر و جواہر گیارہ لاکھ ترتالیس ہزار دو سو سولہ پونڈ کی مالیت کا تھا

جو تقریباً پونے دو کروڑ روپے کے معادل ہیں۔ اس زمانے کی بعض فارسی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو جاہ اور میر عالم کو بھی بہت سے جواہرات وغیرہ انعام میں ملے اور ان جواہرات کے متعلق جو نظام کے حصّہ میں آئے میر عالم نے لارڈ صاحب سے اس مضمون کا ایک مختار نامہ لکھوالیا تھا کہ جواہر مذکور کی نسبت میر عالم کو اختیار رہے کہ وہ جب چاہیں اور جس طرح چاہیں بندگانعالی کو پہنچائیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم نے تالاب اور سرائیں وغیرہ جو تعمیر کیں اسی روپیہ سے کیں لیکن یہ تمام امور انگریزی تواریخ کے اوخصوصاً ویلزلی کی مراسلت کے معاینہ کے بعد تحقیق طلب ہو جاتے ہیں۔

سرینگ پٹن کی فتح سے فارغ ہونے کے بعد جب ویلزلی کلکتہ کو واپس ہونے کے ارادے سے مدراس کی طرف لوٹے تو میر عالم بھی مدراس گئے۔ وہاں کے گورنر کے مہمان رہے انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے ۸ ربیع الثانی ۱۲۱۴ھ کو وہاں اس فتح کی خوشی میں بڑا بھاری جشن منعقد کیا اور شہر میں روشنی ہوئی آتشبازی چھوڑی گئی دعوتیں ہوئیں۔ رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوئیں۔ میر عالم اس جشن میں شریک رہ کر نویں ربیع الثانی کو وہاں سے واپس ہوئے اور ۲ رجمادی الاول ۱۲۱۴ھ کو بلدہ پہنچے اور ملازمت حضور سے سعادت اندوز ہوئے۔ اس کے بعد ہی ماہ رجب میں میر عالم کو حکم بندگانعالی ہوا کہ ملک تونسیخیر کے بندوبست کے لئے روانہ ہوں چنانچہ ۵ ررجب المرجب ۱۲۱۴ھ کو وہ حیدرآباد سے نکلے اور ۲۳ ماہ مذکور کو دریائے کرشنا کو عبور کیا اور قریباً ایک سال اس سمت میں نظم و نسق و عمل و دخل کے ضمن میں رہے بعض مقامات میں حصول قبضہ و تصرف کے لئے زمینداروں سے مقابلے بھی ہوئے

جن میں سے مشہور واقعہ زمیندار کنک گیری کا ہے جس کو راجہ چندولال (جو میر عالم کے ہمراہ نکلے تھے) نے فتح کرلیا۔ اس انتظام سے واپس آنے کے بعد میر عالم کی قسمت نے پلٹا کھایا جسکی نسبت قبل ازیں اشارہ کیا جا چکا ہے۔

ویلزلی اور میر عالم کا اختلاف

ممالک میسور اور غنیمت کی تقسیم کے مسئلہ میں ویلزلی اور میر عالم میں جو اختلاف واقع ہوگیا تھا اس کے وجوہ یہ تھے کہ تقسیم میں خلاف معاہدہ بعض امور طے کئے جا رہے تھے جن سے نہ خود میر عالم کو اتفاق تھا اور نہ ارسطو جاہ کو۔ ان اختلافات آرا کا اظہار وقتاً فوقتاً میر عالم ارسطو جاہ سے کرتے رہے جس کے جواب میں وہ ان کو تاکید و تہدید کرتے تھے کہ کوئی امر نہ خلاف معاہدہ طے پائے اور نہ ایسا کوئی معاملہ ہو کہ اس میں سرکار عالی کے مفاد ساقط ہو جائیں چنانچہ ان کا ایک خط اس تقسیم کے مسئلہ میں نہایت اہم اور قابل دید ہے یہاں اس کے اُن اقتباسات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جن سے مسائل تقسیم اور حقیقت اختلاف پر روشنی پڑتی ہے اور اصل خط اس اعتبار سے کہ خاص اہمیت رکھتا ہے ضمیمۂ الف میں درج کیا جاتا ہے۔

یہ اقتباسات صرف ان تین مسائل سے متعلق ہیں (۱) میر قمرالدین خان کے نام عطا جاگیر (۲) تعین حصہ پسران و پسماندگان ٹیپو سلطان (۳) تقسیم ملک و غنیمت۔

بندگانعالی کی خواہش تھی کہ ضلع گورم کنڈہ سے قلعہ اور قصبہ کے علاوہ تعلقات کمار کالوہ اور راپچوتی کو چھوڑ کر بقیہ میر قمرالدین خان کی جاگیر میں دیا جائے لیکن تقسیم کے لئے مقرر

کی ہوی کونسل نے اس کے خلاف عمل کیا چنانچہ ارسطو جاہ لکھتے ہیں:۔

"گورم کنڈہ کے مقدمہ میں بھی کہ مقاصد سرکار سے کچھ کم زیادہ ہوا ہے تعجب ہوتا ہے کیونکہ گورنر جنرل بہادر نے حضور پرنور اور ایں جانب کے خریطہ میں لکھا ہے کہ سرکار کے منشاء و مقصد کے موافق عمل ہوگا چنانچہ گورنر جنرل نے حضور پرنور کے خریطہ میں لکھا ہے کہ سرکار کے مجوزہ مراتب کے لحاظ سے عمل ہوگا اور مجھے ان تعلقات کے ناموں کی صراحت کے ساتھ جن کو سرکار رکھنا چاہتے ہیں لکھا ہے اس سے اور زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ گورنر جنرل نے حضور پرنور کے نام کے خریطہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے آپ (میر عالم) کو اور جنرل ہارس کو لکھا ہے کہ خان مذکور کی جاگیر کے مقدمہ کو آپ (میر عالم) کی تحریر اور مراتب مجوزہ کے اعتبار سے بہت جلد فیصلہ کر دیں درآنحالیکہ آپ (میر عالم) کے خریطہ میں جس کی نقل ہمارے ملاحظہ کے لئے انھوں نے بھیجی ہے لکھا ہے کہ بہترین نقشہ کی تجویز کے ساتھ میر قمرالدینخاں کی درخواست کے تصفیہ سے بہت جلد انفصال معاملہ کر دیں چنانچہ دونوں خریطوں کے مضامین سے دو طرح متصور ہوتا ہے یہی حشمت جنگ کو کہلا بھیجا گیا بہادر موصوف بھی متحیر و متعجب ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے اطلاع دینے اور گورنر جنرل کے پاس سے بہ تفصیل تعلقات (یعنے قلعہ معہ قصبہ اور تین تعلقات کمارہ۔ کالوہ اور راچوتی) یہ جواب پہنچنے پر بھی کہ حسب منشاء سرکار میں رہے باقی میر قمرالدینخاں کی جاگیر میں جائے ایسا ظہور میں آنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبان سرینگ پٹن کا قصور ہے"۔

ٹیپو سلطان کے فرزندوں اور پسماندوں نے انگریزی کمپنی کے ذریعے جو استدعا کی تھی کہ بغرض پرورش نصف حصۂ ملک اور نصف خزانہ ان کو ملے اس کی نسبت ارسطو جاہ نے لکھا ہے

"کیوں نہیں کہتے کہ یہ ہمارا حق ہے کہ قلعہ ہم نے حملہ کرکے فتح کیا ہے اور اسیران جنگ میں ہیں ان کے لئے صرف قوت لایموت کے موافق تجویز کرنا چاہئے اور بقیہ تمام چیزوں میں مساوی حصے ہوں ان میں سے اہل کمپنی اپنی سپاہ کے حصے میں آپ مختار ہے اور کارپردازان سرکار دولتمدار اپنی سپاہ کے حصہ میں اپنے قانون کے مطابق مختار ہیں۔ یہی حشمت جنگ اور ان کے منشی سے بھی کہدیا گیا ہے انھوں نے اس امر کا ذمہ لیا ہے کہ گورنر جنرل کو یہی لکھا گیا ہے ایسا ہی عمل ہوگا اور اس کا بھی اقرار کیا ہے کہ سرکار عالی کی سپاہ کا حصہ تمہارے حوالے ہوگا آئندہ کارپردازان سرکار مختار ہیں"

میر عالم نے کمیٹی تقسیم انعام میں ٹیپو سلطان کے فرزندوں اور سپاہیوں کے متعلق یہ مسئلہ پیش کیا تھا کہ ان کو قایم کرنے میں نیک نامی و مصلحت سرکار ین متصور ہے اس پر عمل ہو تو دونوں سرکاروں میں بطور نوکری ان کو مامور کیا جائے کہ ہر ایک کی ضرورت پر جمعیت رکاب یا جمعیت سرکار کے ساتھ حاضر ہوں اور نوکری وجاں نثاری کے فرائض بجالائیں اسی رائے کو بالفاظ صریح ارسطوجاہ نے اس طرح ظاہر کیا ہے۔

"ٹیپو سلطان مرحوم کے مخصوص خویش واقارب کو دو آدمیوں کے تحت (جو ان میں کے ذی اعتبار ہوں) رکھکر ایک کو سرکار دولتمدار میں اور دوسرے کو سرکار کمپنی میں ایک مقام پر بفراغت معیشت رکھ چھوڑیں اور آئندہ اُن کے چال وچلن اور اوضاع واطوار کے علم کے بعد اگر وہ قابل ترقی قرار پائیں تو ترقی دیجائے ....."

اور پھر اسی مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ایں جانب (ارسطو جاہ) کو یقین ہے کہ ٹیپو سلطان کے لڑکوں اور سپہ سالاروں کو نشان سرکار دولتمدار اور اظہار میر صاحب کے لوفق کیا جائیگا اور نصف ملک ہرگز ان کو نہ دیا جائیگا اغلب کہ کونسل میں اس کا بھی مذکور آچکا تھا کہ تمام ملک کے تین حصے کرکے ایک حصہ اُن (پسران و سپہ سالاران ٹیپو سلطان) پر چھوڑا جائے باقی دو حصے پس جب تک کہ نظم و نسق درست نہو ہر شخص کے خیال میں جو آئے کہتا ہے اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے یقین رکھیں گورنر جنرل بہادر میر صاحب کی صوابدید اور رضامندی سے ایسا عمل کریں گے کہ اینجانب اور میر صاحب کی سرخروئی حضور میں اس سے زیادہ ہو جتنی کہ اب ہے اس کا یقین رکھ کر اپنے دل میں کوئی تامل نہ کریں....."

میر عالم نے تقسیم ملک پر روشنی ڈالتے ہوئے ارسطو جاہ کو لکھا تھا کہ بند گانغالی کے حصہ میں سات لاکھ ہُون کا ملک آتا ہے جس میں سے قمر الدین خان کی جاگیر رقمی دو لاکھ ہُون وضع ہونے کے بعد صرف پانچ لاکھ ہُون کا ملک حصہ سرکار میں باقی رہتا ہے اس پر ارسطو جاہ لکھتے ہیں۔

"بنظر تامل غور کریں کہ بعد اخراجات قلعجات عمالان و متصدیان و سہ بندی محال وغیرہ کتنا سرکار میں باقی رہیگا کہ اس میں ان پلاٹن اور رجمنٹ کے رکھنے کی توقع کی جا سکے جب یہ خبر ملی ہے تا ملات عمیق میں متحیر ہوں کہ کس طرح اخراجات کی عہدہ برآئی ہوا اور حضور میں آپ کو اور مجھ کو منہ دکھانے کی کیا صورت رہیگی....."

اصول تقسیم پر نظر ڈالتے ہوئے ارسطو جاہ نے میر عالم کو لکھا ہے۔

"غنیمت میں ہو یا ملک میں اگر مساوات نہ برتی جائے تو یہی کہنا چاہیئے کہ اب تک

کمپنی کی نیک نامی تمام ہندوستانی رؤسا میں مشہور آفاق تھی اب ان مضامین سے اس کے برعکس متصور ہوتا ہے وہ جو چاہیں کریں اس کے بعد آپ رخصت ہو کر چلے آجائیں یقین ہے کہ اس امر کے مواخذہ میں اہل ولایت اُن لوگوں سے باز پرس کریں گے بہتر ہے کہ اس امر کا اظہار بالمشافہہ اُن سے بھی کر دیں یہی ہم نے حشمت جنگ کے پاس بھی کہلا بھیجا ہے۔"

انگریزی کمپنی کی تقسیم غنیمت کی پالیسی پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ جو خزانہ اور جواہر اور اثاثہ اور آلات حرب وضرب وغیرہ نقد وجنس (خواہ پرگانہ جات کے ہوں نہوں) کی تعداد و مقدار سے خود (انگریز) واقف ہو گئے اور سرکار کو اطلاع نہیں کی یہ کونسی نیک طینتی اور نیک نامی اور حق پرستی ہے عالم شراکت میں جب تمام اشیاء کا مساوی حصہ لازم آتا ہے شریک نکرنا نظر دوربیں میں سوائے نفسانیت اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ....."

گورنر جنرل کا خیال تھا کہ صرف ایک لاکھ ہُون مال غنیمت سے حصۂ سپاہ سرکار دولتمدار میں معہ حصہ میر عالم و دیگر عہدہ داران علاقہ سرکار عالی دیدیں اس سے مطلع ہو کر ارسطو جاہ میر عالم کو لکھتے ہیں:۔

"تعجب اور ہزار تعجب کہ غنایم مع خزانہ کی تعداد گورنر جنرل نے بارہا لکھی کہ توشک خانہ اور آلات حرب وضرب کے سوائے کروڑہا روپے ہے پس حسب قرار مدار تمام میں حصہ مساوی ہونا چاہئے اگر وہ کہیں کہ ہماری جمعیت زیادہ ہے اور جمعیت سرکار کم ہے اسی نسبت سے میں دیتا ہوں تو یہی کہنا چاہئے کہ پھر مساوی شراکت کہاں رہی اور خلاف نوشت وخواند عمل ہوا۔ پس اس میں کمپنی کی کس قدر بدنامی ہوگی۔ ہرگز مبلغ مذکور کے لینے کو قبول نکریں ....."

اِن امور کی نسبت حسب منشا ارسطو جاہ استبداد کرنے پر انگریزی عہدہ داروں اور میر عالم میں اختلاف واقع ہوگیا اس کا اظہار گورنر جنرل ویلزلی کے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ر جون ۱۸۰۰ء کے مطالعے سے صاف طور پر ہوتا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"باوجود برٹش گورنمنٹ اور میرے حسن سلوک کے میر عالم نے ہم دونوں (یعنی ویلزلی اور برٹش گورنمنٹ) کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے سے جو اس نے اعظم الامرا کو سرنگاپٹم سے لکھے ہیں ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میر عالم کی اس روش کی وجہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ وہ سرنگاپٹم کی تقسیم غنیمت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم رہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی ناعاقبت اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاریس کے حصہ کے مساوی کا مستحق قرار دیتے ہیں اس ناواجبی دعوے سے انکار کئے جانے کی وجہ سے یہ بےچینی واقع ہوی یہ طرز عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آئندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے۔"

تقسیم ملک و مال میں جو امور غور طلب اور ناقابل تسلیم تھے ان کو اپنے آقا اور ان کے وزیر پر ظاہر کرنا ایک خیر خواہ ملازم ہونے کی حیثیت سے میر عالم کا فریضہ تھا یہی انھوں نے کیا اور اپنی پیش نہ چلنے کی وجہ جو ذہنی تکلیف ویلزلی کو ہوی اس کا اظہار انھوں نے کیا اس لحاظ سے ان سے بھی کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ یہ البتہ ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ میر عالم نے انعام میں اپنا حصہ خاطر خواہ نہ پانے سے اعظم الامرا سے لگائی بجھائی کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

میر عالم اپنے کسی حق کی بنا پر ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ انعام مجھے اتنا ہی ملے۔ البتہ ان کا فریضہ تھا کہ ان کی طرف سے جن کے یہ وکیل یا نمکخوار تھے کوئی حجت یا مطالبہ کریں اس کے معنی یہ نہیں ہو سکتے کہ وہ اپنے لئے ایک مناسب حصہ طلب کر رہے تھے اور جو واقعات کہ اس موقع پر وہاں پیش آئے۔ یا آ رہے تھے ان کا اپنے آقا پر ظاہر کرنا فرض اولین تھا تاکہ آئندہ کی ذمہ داریوں سے خلاصی پائیں اگر انھوں نے ایسا کیا تو یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ انگریز کمپنی کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ویلزلی نے لکھا ہے:۔

"نظام اور اعظم الامرا کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں میں اس سے زیادہ سبک اور خارج از عقل کوئی اور امر نہیں پاتا جو انھوں نے ہماری اور نظام کے فوج سے اس کی بہادری اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے نظام کی فوج کیا باعتبار تعداد اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کمپنی کے مماثل نظام کا انعام قرار دینے میں بڑی ناانصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطر خواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے موجہ استفادہ سے محروم رہیگی۔ نظام کے رسالے کو (جو بیقاعدہ ہونے کی وجہ سے نظام کے قابل نہیں) چھوڑ کر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ حصہ پائے اس کے سوائے اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ نظام کے رسالے کی بابت میر عالم کے ساتھ ایک تصفیہ ہوا تھا آیا میر عالم نے نظام کی پیدل افواج کو ان کے رقمی انعامی حصص سے محروم رکھا اور نظام کے ذاتی استعمال کے لئے اس کو محفوظ کر دیا یہ ایسا سوال ہے جس کے دریافت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر برٹش گورنمنٹ کے اعمال کو دھبہ

لگانا چاہتا ہوں اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے ہز ہائینس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچیگا۔ میں اپنے اس خط کو نظام اور اعظم الامرا اور مستقیم الدولہ[1] کے رویہ اور زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم کرتا ہوں بڑا افسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطلاعوں میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور دربار حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے نہایت خطرناک ہے مستقیم الدولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میر عالم کے قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے ان کے مربی اور قرابت دار کی (مطالبۂ انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جرأت کا در پردہ باعث ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل اعظم الامرا سے مشورہ ہو چکا تھا۔ یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارات کا اظہار لو گے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دلائے ہیں یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دیگئی۔ برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ اقتدار کے نظر کرتے بالکل مہمل اور فضول ہے۔

سر یرنگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو دفعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے اُن مکمل اقتدارات میں ذرا بھی مداخلت نہیں کریں گے جو انھوں نے فتح میسور میں اپنے فوائد کی نسبت استعمال میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو اُن کی اس شوخ کلامی پر جو انھوں نے برٹش گورنمنٹ کے نسبت کی ہے مبینہ طریقہ پر تنبیہ کریں اور اگر مزید سختی کی ضرورت ہو تو ان کو ان کے پنشن (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی تم دیوان کو

---

[1] میر عالم جنگ میسور کے لئے روانہ ہوئے تو یہاں رزیڈنٹ اور دیوان کے درمیان مستقیم الدولہ وکیل مقرر ہوئے اور وہ غفران مآب اور ارسطو جاہ کے پاس میر عالم کی طرف سے بھی نائب یا وکیل تھے۔

اسی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انھوں نے نوکروں کو ایسی ناجائز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر اعظم الامرا کو ان فوائد سے آگاہ کرانا نامناسب نہوگا۔ جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ سال برٹش طاقت سے اتحاد کی بدولت حاصل کئے ہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام کو اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرانسیسی) کی بغاوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی ریاست کے بیچوں بیچ اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی تھی۔ ان کے دشمن مرہٹوں کی مداخلت انگریزی قوت سے روکی گئی جن سے ان کی قوت کی تباہی ہو جاتی۔ ان کا نہایت ناممکن التسخیر دشمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی مزید صرفہ ڈالے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور اس دشمن کے عوض میں ایک ایسی قوت قایم کی گئی جو ان کے ساتھ متحد ہے اور جس سے ان کی ریاست کو بالکلیہ اطمینان ہے اس کے علاوہ انھوں (نظام) نے ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محاصل اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے جس نے برٹش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجا لائے فی الجملہ انھوں (نظام) نے ایک پست حالت سے اپنے ملک میں اور بیرونجات میں حقیقی قوت اور عزت اور نام حاصل کیا اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذی وقعت رتبہ پایا یہ سب برٹش طاقت کے ساتھ ان کے اتحاد کے نتائج ہیں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے انھوں نے حاصل کئے ممکن ہے کہ یہ بھی کوئی احتیاط ہو کہ مال غنیمت پر ہز ہائینس کی عدم دست رسی (جو برٹش گورنمنٹ سے اس بناء پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جنھوں نے اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے باوجود اتحاد سے اتنے فوائد

حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے ہوئے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عہد نامہ میں اور تقسیم ملک و مال میں جو کچھ نقایص اور کمزوریاں تھیں ان سب کا انکشاف میر عالم نے اپنے معروضہ میں بند گانعالی کو کیا اور انھوں نے ارسطو جاہ کو اس کے خلاف احکام دے اور مستقیم الدولہ نے (جو اندنوں مابین ارسطو جاہ اور رزیڈنٹ کے وکیل تھے) اس کی اطلاع اور احکام رزیڈنٹ کو پہنچائے۔ جس کی خبر رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کو کی نتیجہ یہ نکلا کہ کشیدگیاں پیدا ہوگئیں اور بمصداق نزلہ بر اعضائے ضعیف گورنر جنرل بہادر میر عالم اور مستقیم الدولہ پر ٹوٹ پڑے اور یہیں سے اُن کو خیال پیدا ہوا کہ ان دونوں (میر عالم و مستقیم الدولہ) کو ان کے خدمات سے علیحدہ کرنے کی کوشش کیجائے اس خط میں میر عالم کا مال غنیمت میں سے اپنے حصہ کے لئے کوئی خاص معیار قائم کرنا سمجھ میں نہیں آتا یہ البتہ یقینی امر ہے کہ انھوں نے حسب ہدایت ارسطو جاہ معاملہ تقسیم میں بعض امور پر استبداد کیا۔ اور مسئلہ تقسیم میں معاہدے کے خلاف امور پر ناراضی کا اظہار کرنا حقیقتاً واجب تھا غنیمت کی تقسیم خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی اور ملک کے حصّوں کی قرارداد ایسے امور نہیں تھے کہ نظر انداز کر دئے جاتے اسکی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ انگریزی کمپنی ہر شریک جنگ کو اپنے یا اپنی مقرر کردہ کمیٹی کے زیر اہتمام مال غنیمت کی تقسیم کرتی اس کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ نظام کے متعلقہ عہدہ داروں کو کوئی رقم انعام دیتی وہ متحدہ جماعت کے ایک فریق تھے اس لئے اہالیان کمپنی کو چاہئے تھا کہ مال غنیمت کی تقسیم باعتبار ارکان اتحاد مجموعی طور پر کرتے نہ کہ انفرادی طور پر اس تقسیم کے بعد ہر فریق اتحاد اپنے اپنے عہدہ داروں کو حسب مدارج خود تقسیم کرتا یا اور کوئی انتظام کرتا بہرحال ویلزلی کا

یا اس کی کمپنی کا یہ غلط اصول تھا کہ اس نے مال غنیمت کی تفصیلی تقسیم اپنی قایم کی ہوئی کمیٹی کے ذریعے خود کی اس موقع پر یہ بتانا بیجا نہیں ہے کہ مال غنیمت میں سے نظام کا نقدی حصہ جس کی حقیقی مقدار معلوم نہ ہو سکی سکندر جاہ کی تخت نشینی تک بھی ہمارے رئیس کو وصول نہیں ہوا اس کے ایک عرصہ بعد اس رقم میں سے بعض منہائیاں عمل میں آئیں اور باقی رقم ایصال ہوی اس کے متعلق صاحب تاریخ رشید الدین خانی لکھتے ہیں :-

"(سکندر جاہ بہادر) اُن (رزیڈنٹ سڈنہام) کے گھر تشریف لے گئے صاحب بہادر نے بہت تکلف سے ضیافت کی چنانچہ ذکر اس کا گزرا اور لاکھ روپے نشست[1] گاہ کے گزرانے اور ایسا کہا کہ سات لاکھ روپے سرکار کے حصہ کے بابتہ غنیمت سرینگ پٹن جو طرف سرکار کمپنی کے بہادر تھے بطریق تحفہ و ہدایائے یورپ وغیرہ بعد وضع ہونے اخراجات ضیافت ہذا ادا کئے جائیں گے چنانچہ من بعد بتدریج کچھ کم چھ لاکھ روپے کے اشیاء و اجناس ولایتی گزرانے اور وے سب مجری و محسوب ہوئے"

ہم کو اس کی صحت کے تسلیم کرنے میں عذر ہے اس وجہ سے کہ اس کی تصدیق کسی اور تاریخ سے نہیں ہوتی قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ انگریزی کمپنی اتنی سبکی اور تنگ خیالی تو اس زمانے میں اختیار نہیں کی ہوگی۔ ممکن ہے کہ حالات ملک کے نظر کرتے رزیڈنٹ نے خود ایسا کیا ہو بہر حال تفصیلی تقسیم غنیمت و ملک میں جو غلطی ویلزلی کی طرف سے ہوی تھی اُس کو نباہنے کی خاطر

---

[1] یہ ایک رسم ہے وہ یہ کہ جب کوئی امیر اپنے بادشاہ کو دعوت دیکر اپنے گھر بلائے تو فقط ایک لاکھ روپیہ کا چبوترہ بجائے تخت بنا کر اُس پر بادشاہ کو بٹھاتے اور بعد برخاست وہ روپے خیرات کر دیئے جاتے ہیں ہمارے ظل اللہ آصف جاہ خلد اللہ ملکہ نے بنظر اصلاح اس بے معنی رسم کو متروک گردانا ہے ۱۲

میر عالم کے خلاف مارکوئس ویلزلی نے زور دیا اس خط کا نتیجہ یہ نکلا کہ میر عالم اس واقعہ کے ایک سال بعد اپنی خدمات سے سبکدوش کر دئے گئے اور اون کو اپنی جاگیر میں رہنے کا حکم ہوگیا اس مراسلہ کے بعد کے واقعات جو میر عالم اور ویلزلی کی کشیدگی سے متعلق ہیں صاف ظاہر نہیں ہوتے ہمارے فارسی مورخین نے تو اس کا کوئی ذکر بھی نہیں کیا ہے بلکہ وہ میر عالم کی علیحدگی اور سکونت جاگیر کے واقعہ کو ایک اور واقعہ کا باعث قرار دیتے ہیں جو یہ ہے :-

کرک پیاٹرک اور خیر النساء کی شادی اور اس کا مقدمہ

جیمس اچلیس کرک پیاٹرک اپنی حیدرآباد کی رزیڈنٹی کے زمانہ میں اپنی راتیں ایک مکان میں (جو رزیڈنسی کے سرکاری مکان کے قریب واقع تھا) گزارتے تھے جن میں ان کی ایک مدخولہ رہتی تھی اس گھر میں عاقل الدولہ کی نواسی خیر النسا بیگم بھی (جو مہدی یار خاں اور شرف النسا بیگم کی لڑکی تھی) آیا اور رہا کرتی تھی یہ لڑکی میر عالم کے رشتہ میں بھی ہوتی تھی۔ سو اتفاق سے کرک پیاٹرک کے ساتھ اس کا تعلق ہوگیا۔ اور اور اس کی دلچسپی اس لڑکی سے زیادہ ہوگئی اور جب بات پھوٹ گئی تو انھوں نے اس لڑکی کو اپنے مکان رزیڈنسی میں داخل کرلیا اور اس کی رہایش کے لئے رزیڈنسی کا رنگ محل تعمیر کیا اور اسلامی ہندوستانی رسم و رواج کے موافق اپنے تعلقات کو باضابطہ بنالیا اس واقعہ تعلقات سے ایک عام بےچینی پیدا ہوی ارسطو جاہ نے یہ کیفیت میر عالم کو لکھی جو اس زمانے میں ممالک مفتوحہ میسور کے بندوبست میں حسب الحکم بندگانعالی مصروف تھے اور بلحاظ اس کے کہ امر سفارت انھیں کے تفویض تھا ان کو ارسطو جاہ نے حکم دیا کہ خیر النسا کے اغوا کا الزام کرک پیاٹرک پر لگا کر گورنر جنرل سے اُن کی سزا کے لئے تحریک کریں بامتثال امر میر عالم نے سارا واقعہ من و عن

لارڈ صاحب کو لکھ بھیجا اور اپنے مراسلہ میں اس واقعہ سے خود کرک پیاٹرک اور گورنمنٹ کے حق میں جن بُرے نتائج کے پیدا ہونے کا امکان تھا سب ظاہر کر دیا اس پر گورنر جنرل ویلزلی نے کپتان جان[1] ملکم کو بطور کمشنر تحقیقات مقدمہ کے لئے مقرر کیا اور اس کو حکم دیا گیا کہ بعد تحقیقات اگر مقدمہ ثابت ہو تو کرک پیاٹرک کو برطرف کر دے جان ملکم بنگالہ سے براہ جہاز مچھلی بندر پر اترا اس کمیشن کی اطلاع خانگی طور پر کرک پیاٹرک کو قبل از قبل ہو چکی تھی۔ اس نے ارسطو جاہ سے درخواست کر کے اپنی خلاصی کے لئے اس لڑکی کی ماں شرف النسا بیگم سے ایک درخواست حاصل کی جس میں اس نے یہ بیان کیا کہ اس نے اپنی خوشی سے کرک پیاٹرک کے ساتھ لڑکی کی شادی کر دی ہے۔ کرک پیاٹرک نے اس درخواست کو اپنی برّیت کا پروانہ بنایا اور اپنی خاص فوج کے کماندان کپتان ہمنگ کو جان ملکم کے مچھلی بندر پہنچنے کے قبل خط دیکر بھیجدیا جس میں اس نے واقعہ کی صورت حال بتا دی اور یہ لکھا کہ یہاں آکر آپ میری نسبت تحقیقات کریں گے تو اس میں میری سبکی ہوگی جان ملکم اس تحریر کی بنا پر بلا مزید تحقیقات واپس ہو گیا۔ اس واقعہ سے میر عالم اور کرک پیاٹرک میں باہمی کشیدگی ہو گئی وہ کرک پیاٹرک سے اس وجہ سے کشیدہ ہو گئے تھے کہ جس لڑکی سے اس نے تعلق پیدا کیا وہ ان کے عزیزوں میں سے تھی اور کرک پیاٹرک ان سے اس وجہ سے مخالف ہو گئے تھے کہ انھوں نے گورنر جنرل کے پاس اس کی خاطر خواہ شکایت کر دی تھی۔ لیکن مکھن لال اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ رزیڈنٹ اور میر عالم میں جو باہمی عناد پیدا ہوا اس کے باعث مستقیم الدولہ ہیں کہ انھوں نے اپنی خفت عقل سے ایسے امور کا بے موقع اظہار کیا

---

[1] یہ وہی جان ملکم ہے جو کچھ ہی عرصہ قبل جیمز اچلیس کرک پیاٹرک حشمت جنگ کا مددگار اوّل رہ چکا تھا ۱۲

جن سے جانبین میں کشیدگی ہوگئی در اصل واقعہ یہ ہے کہ میر عالم کے خلاف تقسیم ملک و مال میسور کی بابتہ پہلے سے مواد تیار تھا اب یہ واقعہ اور سونے پر سہاگہ ہوگیا۔

خدمت سے میر عالم کی علیحدگی اور اُن کا انتزوا

ارسطو جاہ سے بالا بالا یہ تصفیہ ہوگیا کہ میر عالم خدمت سفارت سے الگ کر دئے جائیں اور خدمت سفارت دیوانی کی خدمت میں ضم کر دیجائے جس کو تسلیم کر لینے میں خود ارسطو جاہ کا بھی فائدہ تھا میر عالم میسور کی چوتھی جنگ کی فتح کے بعد جب ملک کے اسناد اور مال لیکر حیدر آباد لوٹے ہیں تو بند گانعالی نے امرا کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا اور ایک خاصہ کا ہاتھی میر عالم کی سواری کے لئے ان کے ساتھ کیا اور ان کے یہاں آنے کے بعد ہی ان کو حکم ہوا کہ ممالک مفتوحہ کڑپہ، کنجی کوٹ، سدھوٹ بلاری وغیرہ کے انتظام و بندوبست کے لئے جائیں ان اعزاز کی وجہ سے اور امرا کی نظروں میں یہ کھٹکنے لگ گئے تھے اور ممکن ہے کہ ارسطو جاہ کو بھی یہ خیال ہوا ہو کہ کہیں یہ دیوان نہ ہو جائیں ان امور کے اعتبار سے میر عالم کے خلاف اس زمانے کے درباریوں کا ایک ایک حرف کہنا بھی بند گانعالی کے دل کو پلٹانے کے لئے کافی تھا بہر حال حسب قرارداد میر عالم خدمت سفارت سے الگ کر دئے گئے اور سفارت دیوانی میں ضم ہوگئی لیکن ارسطو جاہ نے اپنے حزم و احتیاط کو اس قدر کام میں لایا کہ خدمت کی علیحدگی کے بعد انھوں نے مناسب نہیں خیال کیا کہ میر عالم کھلے بندوں چھوڑ دئے جائیں اور ان کے لئے یہ حکم حاصل کیا کہ وہ قلعۂ رُورُور میں قیام گزیں رہیں تاکہ ان کا دائرۂ ملاقات نہایت محدود ہو جائے میر عالم کی علیحدگی کی وجہ میر عبداللطیف شوستری نے یہ بیان کی ہے کہ ارسطو جاہ نے بند گانعالی کے پاس انتظام

امور کلیات پیش کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میر عالم انگریزوں کے ساتھ ساخت باخت رکھتے ہیں ان کو خدمت سے علیحدہ کرنے کی منظوری حاصل کر لی ممکن ہے کہ ارسطو جاہ نے غفران مآب سے یہی عرض کر کے ان کی علیحدگی کا حکم لیا ہو اس واسطے کہ غفران مآب کو میر عالم سے دفعتاً بدگمان کرنے کے لئے اس سے زیادہ کارگر کوئی اور حیلہ ہو نہیں سکتا تھا جب حشمت جنگ ارسطو جاہ کے ممنون ہو گئے اور ان کو یہ علم ہو گیا کہ ان کے اور میر عالم کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہیں کچھ تو اپنے تعلقات ارسطو جاہ کے ساتھ بڑھانے کی خاطر اور کچھ میر عالم سے اپنی ذاتی عداوت اور بغض نکالنے کے لئے ارسطو جاہ کو یہ یاد دلایا کہ فتح سرینگ پٹن میں بہت سارے جواہرات جو نظام کے حصے میں آئے تھے میر عالم نے ان کو سرکار میں داخل نہ کر کے آپ بچا لیا ہے اس واقعہ کے علم کے بعد انہوں نے میر عالم کے فرزند میر دوران سے اُن جواہرات کا مطالبہ شروع کیا اور ان کے پاس چوبدار متعین کر دئے کہ کسی صورت میر دوران سے جواہر وصول کریں۔ میر دوران نے مطالبے اور تقاضے سے تنگ آکر کلام پاک کی قسم کھا کر کہدیا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ جواہرات کیسے ہیں اور کس کے پاس ہیں اس سے میر دوران کو اس قدر کوفت ہوئی کہ وہ غیرت غیرت میں گھلنے لگ گئے حتی کہ ۱۲۱۶ھ م ۱۸۰۲ء میں قضا کی۔ میر عالم نے وہ جواہرات دراصل مستقیم الدولہ کے حوالے کئے تھے مستقیم الدولہ میر عالم کی طرف سے ارسطو جاہ کے پاس نائب اور وکیل تھے ان سے جواہرات کے متعلق پوچھا گیا تو بڑے ہی وثوق سے انھوں نے کہا کہ وہ جواہر میر عالم کے خانساماں غلام نبی خاں کے پاس امانت ہیں اس اتہام پر اس بیچارے کا گھر ارسطو جاہ کے ہاتھوں تباہ اور برباد ہو گیا مگر جواہر نہ نکلے آخر مستقیم الدولہ یہ کہہ کر گول ہو گئے

کہ غلام نبی خان نے ان کو بچالیا ہے میر عالم کی خلاصی کے لئے مستقیم الدولہ اکثر غفراں مآب اور ارسطو جاہ سے عرض معروض کرتے رہتے تھے آخر اُن کی طرف سے ان کی علالت مزاج کے عذر کو پیش کر کے بلدے سے قریب آرہنے کی اجازت چاہی مستقیم الدولہ کی یہ درخواست پذیرا ہوی اور میر عالم کو اجازت ملی کہ وہ اپنی جاگیر ناگل پلی (واقع عقب گولکنڈہ) میں آرہیں اور ان کی حفاظت و نگہبانی کے لئے دو سو سوار اور جوان اور ہرکارے وہاں متعین کردئے گئے یہاں آنے کے بعد ایک رات میر عالم کے گھر کو آگ لگ گئی اور سارا اثاثہ جل گیا غنیمت یہ جانیں بچ گئیں۔ اس سے میر عالم اور متاثر ہوے اور ضعف و نقاہت اور بڑھ گئی محمد فیض اللہ صاحب خزانۂ رسول خانی کا بیان ہے کہ میر عالم نے کئی معروضے ارسطو جاہ کی زندگی میں بندگانعالی کے ملاحظہ میں اپنے نائب کے ذریعہ گزرانے جن کے بعض مضامین کی نقل اُس نے میر عالم کی زبان سے ان الفاظ میں کی ہے:-

"ایں غلام (میر عالم) بوقت مراجعت از سفر سرینگ پٹن باشارۂ الارکان سرکار کمپنی والاشان بہ اقبال ابد اتصال سرکار دولت مدار ابد پائدار بہ آئین بہین بانواع و اقسام شرط نمکخوارگی جناب خداوند نعمت طوریکہ بجا آوردہ در جناب قدسی مطاہر نیکو روشن کہ بچاپلوسی تمام درخواست سطحۂ سلطان نگر برائے تیاری ہرکان چھاؤنی مقرر و مناسب خود بسیار می خواست و در جلدوی پروانگی سطحۂ مذکور رشحۂ لک روپیہ نذر بملازمان حضور پرنور قبول کردہ بودند غلام مانع گشتہ بہ آنہا فہمانیدہ کہ در راسخ القولی عہدیہ فیمابین سرکارین فرق آید ہرچہ کہ دفعات عہدنامہ بقید قلم

آوردہ اند وچہ حال وچہ آیندہ باہمدیگر ہردو سرکار عظمیٰ استقرار و استمرار آوردہ
بداں موجب طرفین ہردو دولتین عمل نمایند دریں تقریر بہ آں سمت توقف و تامل
بعمل آمدہ پس تر غلام سید خاں (ارسطو جاہ) برائے تیاری مکانات چھاؤنی
و مقرر و مناسب انگریز بہادر از حضور پرونگی دہانیدہ سرفراز کنانیدہ"۔

اس کے بعد اپنی بیماری کا اظہار حال اور احسانات بندگانعالی کا شکریہ ادا کر کے اپنی رستگاری کی استدعا کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھاؤنی کا مقام میر عالم کے منشاء کے خلاف تجویز ہوا اور ممکن ہے کہ ارسطو جاہ نے آٹھ لاکھ کے نذرانہ کے توقع میں اس کی اجازت دلادی ہو اس امر میں میر عالم سراسر معقولیت پر تھے بہر حال مستقیم الدولہ نے آخر مرتبہ حشمت جنگ کو اپنا شریک کر کے معروضہ کیا کہ میر عالم کو بلدے میں اپنے گھر آرہنے کی اجازت مرحمت ہو جس پر اجازت ملی۔ مگر گھر پر سرکاری پہرے چوکی کا حکم ہوا اور یہ تاکید تھی کہ میر عالم کسی سے نہ ملیں رہیں تو اپنے گھر میں رہیں اور مریں تو میر مومن رح کے دائرے میں دفن ہوں۔

سب سی ڈی اے ری سسٹم کی تعریف اور اس میں شرکت نظام

تقسیم میسور کے زمانے میں مارکوئیس ولنگٹن نے ہندوستان کی دیسی ریاستوں کو اپنے قبضہ قدرت میں لانے کیلئے ایک آئین نافذ کیا جس کا نام سب سی ڈی اے ری سسٹم تھا اس میں مرہٹے شریک نہیں ہوے اور انھوں نے گورنر جنرل کو صاف جواب دیدیا کہ ہمیں اسکی ضرورت نہیں اس پر انگریزوں کو شبہ ہوا کہ وہ کمپنی کے مخالف ہیں اور یقیناً جنگ کریں گے۔ نظام نے اس کو بلا ردو قدح قبول کیا۔

سب سی۔ ڈی۔ اے۔ ری سسٹم ایک آئین کا نام ہے جس کا اصول یہ تھا کہ ہندوستان کی

دیسی ریاستیں ایک دوسرے سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے ہر وقت اپنی قریبی ریاست سے غیر مطمئن رہتی تھیں اور خواہش رکھتی تھیں کہ ہمسایہ سلطنت کو دبالیں۔ اس سے انگریزی کمپنی نے اپنے فائدے کی بھلائی اور ان کے اخراجات سے فوجیں قائم کیں تاکہ وقت ضرورت وہ افواج ان دیسی ریاستوں کے بھی اسی طرح کام آئیں جس طرح کہ خود کمپنی کے کام آسکتی تھیں اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی مزید صرفہ کو برداشت کئے بغیر انگریزی کمپنی کی فوجی تعداد بہت زیادہ ہوگئی اور اس طرح دیسی ریاستوں کی فوجی طاقت کو اپنے قابو میں کرلیا اور انہیں افواج کے ذریعے ایک ایک دیسی ریاست کو ان کی خود مختارانہ حیثیت سے خارج کرکے اپنے زیر اثر لالیا۔ فرنچ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی طرز عمل سے (جو اس نے کرناٹک کے اور خود حیدرآباد کے معاملے میں کیا تھا) انگریزی کمپنی نے اس اصول کا استقراء کیا اس طریقہ سے اپنی فوقیت کے قایم کرنے کا یہ دستور نکال لیا کہ معاہدۂ ملازمت فوج کو معاہدہ اتحاد کی صورت میں طے کرکے بعض ایسے شرائط کا انیس لزوم قرار دیا جن سے معاہدہ کرنے والی دیسی ریاست کے خارجی تعلقات انگریزی کمپنی کی صوابدید کے تحت آئیں اس کو سرکار نظام میں پیش کیا گیا تو ان کے کارداں وزیر ارسطو جاہ نے کسی دور اندیشی کے بغیر اس کو قابل تسلیم تصور کرکے اس میں شرکت کے لئے بند گانعالی کی منظوری حاصل کرلی چنانچہ اس کے تحت ۱۸۰۰ء م ۱۲۱۵ھ میں ایک عہد نامہ مابین نظام و کمپنی طے ہوا جس کے شرائط یہ تھے دو پلٹن ایک رجمنٹ معہ توپخانہ و لوازمہ موجودہ فوج میں اضافہ ہو (اس اضافہ سے فوج کی جملہ تعداد آٹھ پلٹن معہ آٹھ ہزار بندوق دو رجمنٹ یعنے ایک ہزار سوار معہ لوازمہ توپخانہ ہوگئی) اور اس کی تنخواہ میں وہ علاقے جو نظام کو میسور سے

سنہ ۲۰۷ھ سنہ ۱۷۹۲ء اور سنہ ۱۲۱۴ھ سنہ ۱۷۹۹ء میں ملے تھے انگریزی کے سپرد کئے جائیں اور حدیر کارن جنوب میں دریائے تنگ بھدرا اور کرشنا قرار دیجائے اور بلحاظ اس کے کہ اضلاع مذکورہ کی سالانہ آمدنی اس رقم سے کم مشخص ہوی ہے جو اس فوج کے لئے درکار ہوگی کمپنی نے قرار کیا کہ اس کا محاصل اخراجات فوج کے برابر ہو یا نہو وہ اس کے متعلق کوئی مزید مطالبہ سرکار نظام سے نہیں کریگی۔ اسی سن میں محمد وفادار خاں شمشیر جنگ اعتقاد الدولہ شمشیر الملک کے باغ میں زرد سنگ کی بنا پڑی اس کی تعمیر کا خرچ نظام پر پڑا صاحب حدیقۃ العالم نے اس کا اندازہ برآورد دو لاکھ روپیہ بتایا ہے۔

سنہ ۱۲۱۸ھ سنہ ۱۸۰۳ء میں نظام علی خاں بہادر کا سفر آخرت ہوا غفراں مآب کی رحلت کے ساتھ ہی ارسطو جاہ نے باتفاق رائے حشمت جنگ انگریزی افواج میں سے ایک ایک سرکردہ ولایتی اور دو سو جوانوں کو ڈیوڑھی مبارک پر اور ہر اک مرشد زادہ کے محل پر متعین کر دیا تاکہ سکندر جاہ کی مسند نشینی میں کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو اس کی وجہ جس پر ہم نے قبل ازیں روشنی ڈالی یہ ہے کہ ارسطو جاہ لارڈ صاحب سے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کے متمنی تھے اور لارڈ صاحب نے اسی بنا پر چند شرائط سکندر جاہ کے لئے پیش کئے تھے جن کے قبول کرنے پر انہوں نے انکی تخت نشینی کی تائید کا وعدہ کیا تھا اس کے بعد سکندر جاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی مگر انگریزی فوج کے پہرے اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک قائم رہے۔

میر عالم کی دیوانی

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۸۰۴ء کو ارسطو جاہ کا انتقال ہوا ان کے بعد دیوانی کے تقرر کا مسئلہ زیر غور ہوا دو ماہ تک تقرر ملتوی رکھ کر سکندر جاہ نے راجہ راجندر رگھوتم راؤ[1] سے جو اندنوں پیشکاری کی خدمت انجام دیتے تھے امور سلطنت کا اجرا کیا آخر خود بدولت نے میر عالم کو اس خدمت کے لئے انتخاب کیا عام نظروں میں بظاہر میر عالم کی ایک عرصہ کی نظر بندی اس قابل نہ تھی کہ اس سے رہائی دلا کر ان کو اس اعلیٰ خدمت سے سرفراز کیا جاتا لیکن باوجود اس کے سکندر جاہ بہادر کی نظر میر عالم ہی پر جو پڑی اس کے بھی اسباب ہیں جن میں سے ایک سبب یہ تھا کہ ان دنوں ریاست کے اندرونی معاملات سے زیادہ بیرونی معاملات میں اہمیت تھی اور بیرونی میں بھی خصوصاً انگریزی کمپنی سے۔ اس کمپنی نے ان دنوں ریاست کے اندرونی معاملات میں دخل دہی کی ابتدا کر کے ہماری ریاست کی خود مختاریت کو متاثر کرنا شروع کر دیا تھا اس کو محسوس کر کے سکندر جاہ یہ چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو اپنا مدار المہام بنائیں جو انگریزی کمپنی اور ریاست نظام کے باہمی تعلقات

---

[1] یہ ہنمنت راؤ زمانہ دار اراد ھوا چاری کے لڑکے تھے راجہ رائے رایاں کے پاس ملازم تھے رائے رایاں کے انتقال کے بعد راجہ شامراج کے مزاج میں دخل پایا اور اُن کی طرف سے پونہ کی وکالت پر متعین ہوئے جب ارسطو جاہ پونہ میں نظر بند تھے تو انکی خلاصی میں انہوں نے بڑی مدد دی اور اس کے صلہ میں جب ارسطو جاہ حیدرآباد واپس آئے تو اُن کو پیشکاری کی خدمت پر سرفراز فرمایا اور بکھیرہ کی جاگیر عطا ہوی اور انگریزی کمپنی سے ان کے نام دو ہزار ما ہوار مقرر تھی (حسب بیان مکھن لال) لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کو انگریزی کمپنی سے تنخواہ کیوں یا کس صلہ میں مقرر تھی ارسطو جاہ کے انتقال کے بعد یہ خدمت سے الگ ہوئے اور ۱۲۳۷ھ میں انتقال کیا۔

ابتدا سے اس وقت تک کا تفصیلی مطالعہ کیا ہوا ہو تاکہ اس کے معلومات سے ریاست فائدہ حاصل کرے اور دوسرا سبب یہ تھا کہ میر عالم انگریزی عہدہ داروں کے کہنے سننے پر اپنی خدمت سے علٰحدہ کئے گئے تھے اس لئے سکندر جاہ کو خیال ہوا کہ ان کو انگریزی کمپنی سے حق مخالفت پیدا ہوگیا ہے پس ریاست کے معاملات میں جو کچھ بھی وہ کریں گے اپنے مفید ہوگا نہ کہ انگریزی کمپنی کے۔ لیکن باوجود ان امور کے سکندر جاہ کو میر عالم کے تقرر کی نسبت قطعی فیصلہ کرنے میں شش و پنج تھا اس لئے انھوں نے مناسب خیال کیا کہ کسی سے مشورہ کیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنے اس خیال کا اظہار کرکے ۲ ربیع الاول ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۱ جون ۱۸۰۴ء کو اپنے پھپھیرے بھائی ممتاز الامرا[1] سے جو اس زمانے میں کلیانی میں مقیم تھے استشارہ کیا اور ادھر گورنر جنرل کو لکھ بھیجا کہ ہم نے عہدۂ دیوانی پر میر عالم کا تقرر کر دیا اس کی نسبت ممتاز الامرا نے جو رائے ظاہر کی بلفظہ درج ذیل ہے:-

"اسلوب مزاج بہادر موصوف (میر عالم) اگر بہ سمت دولت خواہی حضور پرنور حرام کند گذاشت محالات کڑپہ وغیرہ داخل سرکار عالی کردہ بندوبست کلیات بہ ایں طور ظہور کند کہ گاہے سرکردہ کمپنی انگریز بہادر پا از گلیم عہدہ خود درکشے و دراز نکند و موافق سررشتۂ قدیم

---

[1] مغفرت مآب حضرت آصف جاہ اول کی صاحبزادی مکرمہ بانو بیگم صاحبہ معروف کالی بیگم میر کلاں خاں سے منسوب تھیں جن کے فرزند ممتاز الامرا تھے اور بسالت جنگ کی صاحبزادی نجتاور بیگم ان سے منسوب تھیں انھوں نے ٹیپو سلطان سے نسبت قیام اتحاد و استیصال کمپنی انگریزی کوئی خط و کتابت کی تھی جب میسور فتح اور ٹیپو سلطان شہید ہوئے اور ان کی ریاست کے خزاین و دفاین انگریزی کمپنی کے ہاتھ آئے تو ان کا ایک خط ٹیپو سلطان کے پاس سے نکلا جس کو انگریزی کمپنی نے کرک پیاٹرک کے ذریعے غماں مآب کے ملاحظہ میں پیش کرکے کہا کہ یہ آپ ہی کے ایما سے لکھا گیا ہوگا حضرت خلاف واقعہ اقرار تو کر نہیں سکتے تھے انکار کے بعد ممتاز الامرا کو مصلحتاً بلیسے سو کلیانی میں روانہ کر دیا۔ جہاں وہ آخر عمر تک رہے اس زمانے کی پالیٹکس سے خوب واقف تھے لیکن انگریزی کمپنی کے موافق خیالات نہیں رکھتے تھے

دریک جہتی و یکدلی موجب قرار داد بماند گاہے حرف زیادہ طلبی درپیشیں حضور پرنور گزارش نخواہند کرد خدانخواستہ بہ نظر کوتاہ اندیشی وخام طمعی وکفایت شعاری شرکائے دولت را درحاشیۂ خیال راہ دہد ابتری سپاہ وویرانی ممالک محروسہ روز بروز افزوں شود۔"

(خزانۂ رسول خانی مصنفہ محمد فیض اللہ فضل علی خاں)

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتاز الامرا میر عالم سے مطمئن نہیں تھے اسی لئے انھوں نے شرطیہ جملہ" اسلوب مزاج بہادر موصوف اگر بہ سمت دولت خواہی حضور پرنور خرام کند" استعمال کیا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ٹیپو سلطان سے ممتاز الامرا کی خط وکتابت کی اطلاع کے بعد ہی ممتاز الامرا بلدے سے کلیانی بھیجدئے گئے تھے چونکہ میر عالم انگریزی کمپنی اور سرکار نظام کے مابین سفیر تھے اور یہ اطلاع علاقۂ انگریزی سے ملی تھی اس لئے وہ انہیں کو اس کا بانی مبانی تصور کرتے ہوں بہرحال باوجود مخالفت میر عالم کو خدمت دیوانی کے اہل تصور کرنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ ان کی قابلیت اور لیاقت اور خوبی ان کے مخالفین کو بھی مجبور کرتی تھی کہ میر عالم کو مان لیں ممتاز الامرا کو ان سے اطمینان نہیں تھا اسی لئے انہوں نے اپنی رائے میں شرط بھی لگادی تاکہ آئندہ انتخاب کی نسبت کوئی ذمہ داری اُن پر عاید نہو۔

ادھر سے گورنر جنرل نے بھی سکندر جاہ بہادر کے خط کے جواب میں میر عالم کے تقرر کی نسبت اپنے خط مورخہ یکم اگسٹ ۱۸۰۴ء میں اظہار پسندیدگی کیا اور جن امور کی بنا پر انہوں نے ان کو پسند کیا ہے وہ ان کے خط کی عبارت ذیل سے واضح ہوگا۔

"دیگر ماسوائے قوت ادراک کلی وجزئی امور ہر یک سررشتہ میر صاحب موصوف را

خصوصیت دیگر این است کہ در نظم و نسق و تمشیت کارہائے آں سرکار دسترس کافی و تجربہ وافی حاصل دارند و مدارج عقیدت میر صاحب موصوف نسبت بہ خاندان عالی شان آں والاقدر و واقفیت میر صاحب موصوف نسبت بہ صواب و غیر صواب امور سرکار آں والاقدر و اصول و فروع سررشتہ موافقت و اتحاد فیما بین دولتین در اثنائے خدمت گزاری ہائے کہ از قدیم الایام و عہدہ ہائے متفرقہ زیر فرمان والد ماجد مرحوم و مغفور آں والاقدر بعمل آوردہ اند بہ پایۂ ثبوت رسیدہ و معلوم آں والاقدر است کہ بذریعۂ ملاقات و مطارحات صوری نیازمند را قابوئے ادراک کیفیت عقل و دانائی و اوصاف و اطوار میر صاحب موصوف دست دادہ بود و نظر بر مراتب حسن ظن آنچہ در باب لیاقت و قابلیت و اوصاف میر صاحب موصوف بر دل نیازمند منقوش است از تقرر میر صاحب موصوف بعہدۂ مدار المہامی سرکار آں عالیشان خاطر نیازمند در باب سود و بہبود و سرسبزی ریاست آں والاقدر و ترقی فوائد اتحاد دولتین بوجہ احسن مطمئن گردید۔"

ممتاز الامرا اور ویلزلی کے خطوط کو پڑھنے کے بعد میر عالم کی خوش اقبالی کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہی اشخاص جو میر عالم سے صاف نہیں ان کے تقرر سے اتفاق کرتے ہیں آخر ان مراحل کے بعد ۵ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ م ۱۳ جولائی ۱۸۰۴ء کو مغفرت منزل سکندر جاہ نے میر عالم کو خلعت و قلمدان وزارت سے سرفراز فرمایا صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ بخشی بیگم صاحبہ[1] اور تہنیت النسا بیگم عرف بی بی صاحبہ کی سفارش پر اعلیحضرت نے میر عالم کو گوشہ گزینی سے

---

[1] بخشی بیگم صاحبہ حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ کی علاتی اور تہنیت النسا بیگم صاحبہ حقیقی والدہ تھیں۔

رہائی دلاکر خلعت دیوانی سے سرفراز فرمایا ممکن ہے کہ انھوں نے بھی توجہ دلائی ہو اور ترجمت جنگ کرک پیاٹرک کی مخالفت کے باوجود انگریزی کمپنی نے بھی ان کی دیوانی کے لئے سفارش جو کی اس کے وجوہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ میر عالم کے مخالفین نے ان کی دیوانی کے لئے تحریک یا سفارش کیوں کی ہمارا خیال یہ ہے کہ ریاست حیدرآباد سے تعلق رکھنے والوں نے جوان کا انتخاب کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ انگریزی تعلقات اور ان کے اعمال سے میر عالم اس زمانہ سے واقف تھے جب سے کہ وہ ابتداءً سفیر تھے اور اب ایسے زمانے میں جبکہ سرکار ان شمالی انگریزوں کے تصرف میں جا چکے تھے اور مقبوضات حالیہ جو میسور سے ملے تھے اُن پر کمپنی کا قبضہ ہو چکا تھا اور ارسطو جاہ کی عنایت اور لارڈ ویلزلی کی کرمفرمائی سے انگریزی افواج کے وہ پہرے جو حضوری ڈیوڑھی اور صاحبزادوں کے محلوں پر قایم ہوئے تھے تاحال اٹھائے نہیں گئے تھے اور اُن پہروں کا وجود ہر ایک کی آنکھ میں کھٹکتا رہتا تھا۔ ایک ایسے شخص کے دیوان ہونے کی ضرورت سمجھی جاتی تھی جو انگریزی تعلقات سے واقف ہو اور اُن پر اتنا اثر رکھتا ہو کہ ڈیوڑھیوں سے فوراً پہرے اٹھادے اور مقبوضات کا کوئی حسب دلخواہ تصفیہ کرائے اس غرض کے لئے میر عالم سے بہتر کسی اور کا ملنا ممکن نہ تھا اس لئے اہل ریاست کی طرف سے ان کا نام منتخب ہوا اور انگریزی کمپنی کی طرف سے اِن کا نام پیش ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ انگریز میر عالم سے ایک عرصہ سے واقف رہ چکے تھے اور جانتے تھے کہ وہ ایک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں اس پر سے اُن کو خیال ہوا کہ اگر ایسے شخص کو میدان میں برسرکار لایا جائے تو توقع ہے کہ آئندہ سرکارین کے

باہمی اتحاد میں حسب دلخواہ ترقی ہو۔ اعلیحضرت نے بھی انھیں کے نام پر منظوری دی بہرحال دوسرے دن صبح کو میر عالم خلعت سے مخلع ہوکر کوٹھی (رزیڈنسی کیاسل) گئے اور وہاں سے آپ پالکی میں سوار اور رزیڈنٹ کرک پیاٹرک حشمت جنگ عماری میں بیٹھے دربار میں حاضر ہوئے۔ حضور آئینہ خانہ میں تھے یاد فرماکر مذر قبول کی میر عالم کے دیوان ہونے کے بعد سے وزارت کے متعلق دو امور ریاست آصفیہ میں واجب العمل ہو گئے ایک خود بدولت سکندر جاہ کے عمل سے اور ایک میر عالم کے عمل سے تفصیل اس کی یہ ہے کہ ارسطو جاہ کے انتقال کے بعد دیوانی کا مسئلہ جب پیش ہوا تو کمپنی نے میر عالم کی سفارش کی۔ اول تو سکندر جاہ نے منظور نہ کیا مگر جب اوروں نے بھی ان کے نام پر زور دیا تو حضور نے خلعت انہیں کو بخشا میر عالم کے تقرر دیوانی کے واقعے سے قایم مقامان سکندر جاہ بہادر کے پیش نظر ان کی مثال قایم ہو گئی کہ دیوان یا مدار المہام کا تقرر کمپنی یا انگریزی گورنمنٹ کی تحریک یا منظوری سے ہونا چاہئے تقرر دیوان کے لئے کمپنی کی تحریک و سفارش بجا اس طرح پر تھی کہ ارسطو جاہ نے اپنی دیوانی کے زمانہ میں سفارت انگریزی کو دیوانی میں ضم کر دیا تھا۔ سفیر کی تبدیلی کمپنی کی تحریک و رضامندی پر ہو سکتی تھی اور منصب دیوانی پر کمپنی کا کوئی اثر نہیں تھا۔ جب سفارت و دیوانی ایک ہو گئی تو کمپنی کو مداخلت کا موقع مل گیا۔ میر عالم جب دیوان ہو گئے تو ان کو کوئی حکم اس امر کے متعلق نہ تھا کہ وہ رزیڈنٹ کے پاس خود حاضر دربار ہوں ان کے اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس طریقہ سے حشمت جنگ کو اپنا بنانا چاہتے تھے یا یہ کہ اُن کو یہ جتانا چاہتے تھے کہ

"باوجود مخالفت میں دیوان ہو کے رہا"

میر عالم نے دیوان ہوکر جو کام سب سے پہلے کیا یہ تھا کہ انھوں نے انگریزی فوج کے وہ پہرے ڈیوڑھی اور محلوں سے برخاست کر دے جو غفران مآب کے انتقال کے بعد ہی ارسطو جاہ نے مقرر کئے تھے اور وہ اس وقت تک برابر متعین تھے۔

میر عالم کی دیوانی کے دس پندرہ روز کے اندر ہی اندر جیمس اکلیس کرک پیاٹرک نے منجانب کمپنی اپنے آٹھ مطالبے جو ارسطو جاہ کی زندگی سے معرض التوا میں پڑے ہوئے تھے پیش کئے اس مقام پر اگر رزیڈنٹ موصوف کے اس مراسلہ (مورخہ ۲۶ رجولائی ۱۸۰۴ء موسومہ میر عالم بہادر) کو ہدیۂ قارئین کیا جائے تو اس سے ان مطالبوں کی تفصیل اور اہمیت اور ان کی تاریخی حقیقت پر روشنی پڑیگی۔

میر صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان سلامت۔

بعضے مقدمات واجب الانفصال کہ از روئے تہ نامہ گاویل وہم بموجب احکام و سفارش آنریبل جنرل ولسلی صاحب بہادر علاقہ از تہ نامہ موصوف دارد و در حین حیات غلام سید خاں مرحوم اطلاع آں بعمل آمدہ بسبب عارضہ وانتقال خان موصوف وعدم انتظام امورات دیوانی سرکار دولتمدار در لیت ولعل ماندو چوں زیادہ برایں ملتوی بودن ایں چنیں مقدمات عمدہ نازک کہ علاقہ از تہ نامہ دارد بد نما بلکہ خالی از قباحات و تصدیعات چند در چند نیست بنا ءً علیہ مشروحاً زیب ترقیم می یابد کہ آں مشفق بعرض رسانیدہ عجالتہ طے ایں مرحلہ فرمایند۔

اول اینکہ بہ پاس سفارش آنریبل جنرل ولسلی صاحب بہادر جاگیر مادھوراؤ امبنڈ

برادر کیشوراؤ رامچندر وکیل راجہ راگھوجی بھونسلہ بدستور گذشتہ بحال گردیدہ را دمغرر نوکری سرکار حاضر ماند۔

دوم خدمت سردیسمکھی حویلی ایلچپور بہ کیشوراؤ رامچندر مرحمت شود۔

سوم بہ گنیش پنڈت کہ در جواب وسوال تہ نامہ گاویل مصدر خدمات شدہ یک دیہ بطور جاگیر در صوبہ برار از سرکار عنایت گردد۔

چہارم موضع وائی گانو با وجود تاکیدات راجہ مہپت رام محمد صلابت خاں بہادر تا حال واگذاشت نکردہ اند احکام موکد اصدار یابد کہ موضع مذکور را بلا توقف واگذاشتہ آنچہ از روز ثبت شدن تہ نامہ گاویل تحصیل موضع مسطور تصرف آوردہ باشند بجنسہ حوالہ سازند۔

پنجم۔ موضع پنج با وصف تقیدات راجہ مہپت رام شاہ باقر حسین بعلت تنخواہ سہ بندی نمی گذارند احکام بہ تقید تمام ورود یابد کہ فی الفور موضع مذکور را مع آنچہ از وقت ثبت شدن تہ نامہ محاصل مذکور تصرف آوردہ اند بے کم و کاست حوالہ نمایند۔

ششم۔ موضع سلطان پور با وجود تاکیدات راجہ مہپت رام محمد سبحان خاں بہادر بعلت تنخواہ سہ بندی تا حال در تصرف داشتہ اند احکام تاکید اصدار یابد کہ بلا اہمال موضع مذکور مع محاصل آں کہ از وقت ثبت شدن تہ نامہ تصرف آوردہ باشند حوالہ سازند۔

ہفتم۔ سند مراتبات مشروحۃ الصدر بموجب معمول سرکار دولتمدار بمہر خاص مزین گردیدہ علیحدہ علیحدہ مرحمت گردد۔

ہشتم از پرگنہ اکوٹہ، وارگانو، وبھات کلی، وپرگنہ اورنیر گنگائی زرکہ

متوسلان سرکار رد و تمدار از روز ثبت شدن تہ نامۂ گاویل تحصیل نمودہ گرفتہ اند بموجب فرد ملفوفہ بے کم و کاست بجنبہ حوالہ کارگذاران راجہ رگھوجی بھونسلہ سازند۔

دیگر دریں ولا موضع سیوگانو کہ نصفے در علاقہ ایشونت راؤ ہولکر و نصفے در عمل مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ بہادر است راجہ مہیپت رام تصرف آوردہ تا حال بعلاقہ داران مہاراجہ موقوف تفویض نکردہ اند حکم محکم اسمی راجہ مہیپت رام طیار شدہ لطف گردد کہ موضع سیوگانو را بلا عذر و اہمال بغیر توقف حوالہ علاقہ داراں مہاراجہ دولت راؤ بہادر سازند۔

دیگر فرد مطلوبہ سرکار مہاراجہ پیشوا پنڈت پردھان بہادر کہ حسب الاستدعائے مہاراجہ ممدوح کرنل کلوس صاحب بہادر فرستادہ بودند و مطلوبۂ مذکور بسبب عوارضات مشروحۃ الصدر و عدم انتظام امورات دیوانی در التوا ماندہ قبل ازیں ارسال خدمت شریف گردیدہ بود یقین کلی است کہ تا حال بندوبست آں بعمل آمدہ باشد براہیں ہم بطور یادداشت مکرر رقم زدہ کاک و داد می گردد تا زیادہ براہیں دریں چنیں مقدمات عمدہ التوا صورت نہ بندد۔ ایام نشاط و کامرانی مدام باد۔ دستخط جے۔ اے کرک پیاٹرک

رزیڈنٹ"

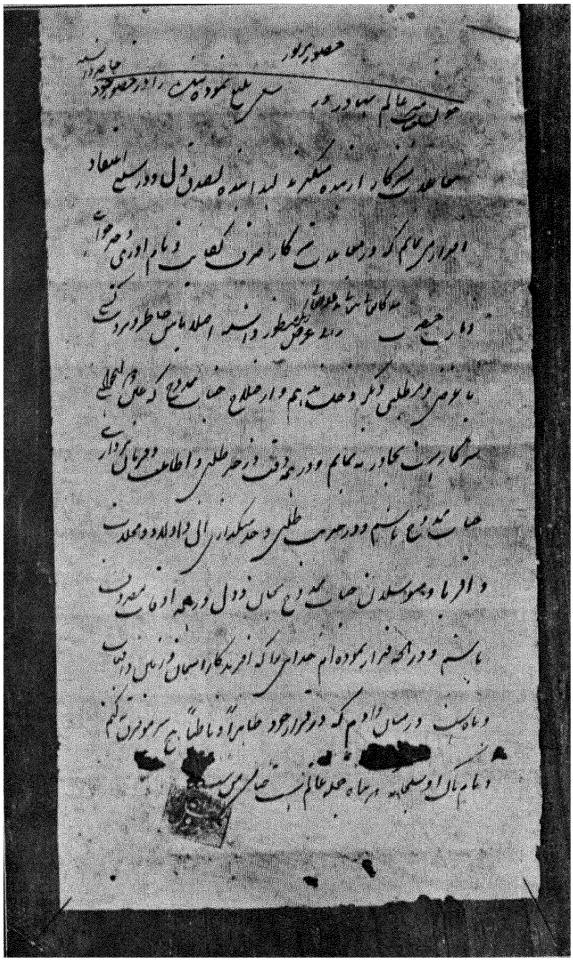
تاریخ دانوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ امور مبینۂ مراسلۂ مذکور کو تہ نامہ محولہ سے کس قدر تعلق ہے اور جنرل ولسلی بہادر کی سفارشوں سے کس قدر سفارشیں کس بنا پر کی گئیں اس سے ہم ناواقف ہیں۔ البتہ گنیش پنڈت کے حق میں سفارش کی جو وجہ اس سے ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ اُس نے تہ نامہ گاویل کی تکمیل میں اچھے خدمات بجالائے جس کے صلہ میں جنرل صاحب

مناسب سمجھا کہ اس کو علاقۂ سرکار عالی سے ایک جاگیر دلادی جائے تاکہ وہ سرکار عالی کے جاگیردار بنکر سرکار انگریزی کے ممنون ہو جائیں۔ اِن امور کا جو کچھ تصفیہ ہوا نہ ہماری کسی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے نہ انگریزی کی کسی کتاب سے اور نہ کوئی رقعہ ہی ایسا ملتا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر عمل ہوا۔ اسی لئے اس کے متعلق آئندہ کوئی گفت و شنید نہیں ہوئی۔

میر عالم اور کرک پیاٹرک میں ایک عرصہ سے باہمی مخالفت تھی جس کے وجوہ قبل ازیں اپنے موقع پر بیان بھی کئے گئے۔ یہ جب دیوان ہوئے تو کمپنی نے اسی بنا پر اپنے رزیڈنٹ کا تبادلہ کر دیا تاکہ دونوں کی مخالفت سے کمپنی کے کاروبار اور مقاصد میں خرابی واقع نہ ہو اُن کی جگہ تامس سدنہام رزیڈنٹ ہو کر آئے جو حیدرآباد کی ریاست کے معاملات سے واقفیت کلّی رکھنے کے علاوہ اُن (میر عالم) کے گہرے دوست بھی تھے۔

میر عالم اور مہپت رائے

مہپت رام نامی ایک گجراتی کھتری تھے جو ابتداءً ارسطو جاہ کے پاس موسیٰ ریموں کی وکالت کی حیثیت سے مامور تھے ارسطو جاہ جب پونہ سے واپس ہوئے تو انھوں نے عہدۂ خانسامانی سے سرفرازی پاکر غفران مآب کے مزاج میں بڑا دخل پیدا کر لیا اس کے بعد موسیٰ ریمون کی لین کی سررشتہ داری اور پھر بلاد غربی (صوبۂ برار) کی تعلقداری سے سرفراز ہوئے۔ جب سکندر جاہ تخت نشین ہوئے اُن کو پیشکاری اور پھر دیوانی کی خدمت کی ہوس ہوئی اور اسی بنا پر انھوں نے ایسی تدبیر کی جس سے سکندر جاہ میر عالم سے بدظن ہو گئے اس کے بعد مہپت رام نے کھلم کھلا انگریزی رزیڈنٹ اور میر عالم کی مخالفت شروع کی اس کے



تصویر تحریر راجہ چندو لال

تفصیلی واقعات حسب ذیل ہیں :-

ایشونت راؤ ہولکر (رئیس مرہٹہ علاقہ خاندیس) کو اُس کی ناعاقبت اندیشانہ کارروائی کی سزا دینے کے لئے انگریزی کمپنی کو چاندور[1] پر چڑھائی کی ضرورت محسوس ہوئی تو رزیڈنٹ حشمت جنگ نے ذریعۂ مراسلہ مورخہ ۵ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ موسومہ میر عالم یہ درخواست کی کہ بموجب تنامہ شراکت فراہمی جمعیت سوار و بار کا انتظام مہیت رام کی سرکردگی میں عمل میں آئے (جو اس مضافات کا تعلقدار ہے جہاں فوج کشی کرنی مقصود ہے) تاکہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ مہینے میں فوج چاندور کی طرف پیش قدمی کر سکے جس پر مہیت رام کے نام احکام جاری ہوئے۔ ۹ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ کو فرد تفصیل فراہمی جمعیت کرنل ہالی برٹن صاحب کے حوالے کر کے انھوں نے یہ وعدہ کیا کہ تاریخ مذکور سے ایک مہینہ گزرنے کے بعد پانچ ہزار تین سو سوار اور چار ہزار تین سو پیادہ روانگی مہم کے لئے مہیا رہیں گے اس پر ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ کے خط میں رزیڈنٹ حشمت جنگ نے اظہار افسوس کر کے میر عالم کو لکھا کہ :-

"بموجب دفعہ دوازدہم تنامۂ مذکور سرکار دولتمدار کا قرار ہے کہ درصورت مہم علاوہ اس فوج انگریزی کے جو علاقۂ سرکار عالی میں متعین ہے چھ ہزار جوانان بارا ور نو ہزار سوار مع ساز و سامان ضروری جلد سے جلد مہیا کریگی لیکن فراہمی کی درخواست کر کے دو مہینہ کا عرصہ گزر گیا اس کے بعد بھی فوج کی فراہمی کا جو وعدہ ہوا ہے مقررہ تعداد سے بہت کم ہے پس براہ مہربانی اسی مہینہ میں فوج مقررہ تعداد میں فراہم کر کے مہم پر روانہ کر دیجائے ....."

---

[1] اورنگ آباد سے جانب شمال مغرب ۵۰ میل فاصلے پر علاقہ خاندیس میں ایک پہاڑی قلعہ ہے۔ جس پر ہولکر قابض تھا۔

مگر سپاہ کی تنخواہ کی عدم ادائی کے عذر پر فوج اس کے بعد بھی تیار ہو کر آگے کوچ کرتی
حتیٰ کہ حشمت جنگ نے اپنے خط مورخہ ۱۶ رجب ۱۲۱۹ھ میں میر عالم کو پھر یہ اطلاع دی کہ۔

"کرنل ہالی برٹن صاحب کی تحریر محررہ ۲[1] اکٹوبر سے یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے ساری
فوج کے پونا پہنچنے کے بعد جمعیت سرکار دولتمدار کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ اس میں جملہ دو ہزار سوار
اور چار پانسو جوانان بارسے زیادہ نہیں اور راجہ مہپت رام کے بیان سے کرنل صاحب کو
معلوم ہوا کہ عنقریب صلابت خاں اور سبحان خان اپنی اپنی فوج کے ساتھ ملحق ہونگے
اور ان کے سوائے اور کئی ہزار فوج حیدرآباد سے بھی آرہی ہے ....."

اس کے بعد رزیڈنٹ نے یہ بیان کیا کہ:۔

"انگریزی جمعیت دو روز میں چاندور کی طرف کوچ کرنے والی ہے ایسی صورت میں اگر
بالفرض مہپت رام کا بیان مطابق واقع ہو تو فوج بروقت ملحق نہیں ہو سکتی اور اگر ملحق ہو
بھی جائے تو اتنی ہی جمعیت کا آنا جو بموجب تنہ نامہ لازمی ہے غیر ممکن ہے عدم عمل آوری
دفعات تنہ نامہ کی قباحتیں محتاج تشریح نہیں ہیں ....."

اس عرصہ میں یہ بھی ہوا تھا کہ موضع وائی کا ؤں جو منجانب مہپت رام محمد صلابت خاں
کے قبضہ میں تھا بربنا تنہ نامہ گاویل قابل واگذاشت تھا اور باوجود تاکیدات مہپت رام
وہ اس کو واگذاشت نہیں کرتے تھے اور اس کے علاوہ موضع پنچی اور سلطان پور تنخواہ سبندی
میں منجانب راجہ مذکور شاہ باقر حسین اور محمد سبحان خان کے تصرف میں تھے اور باوجود

---

[1] جملہ فوج ۸ اکٹوبر کو چاندور کے قلعہ کے آگے پہنچ گئی اس میں مدراس کی فوج اور پونہ سب سی۔ ڈی اے ری فورس اور حیدرآباد
سب ڈی اے ری فورس شامل تھی اس کے علاوہ نظام کی اور بقاعدہ فوج کا انگریزی کمپنی کو مطالبہ تھا۔

تالکیدات راجہ مہپت رام وہ بھی ان کا قبضہ نہیں چھوڑتے تھے اور موضع سیوگاؤں پر (جس کا ایک حصہ ایشونت راؤ ہولکر کے تصرف میں تھا اور دوسرا مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ کے ملکیت میں) مہپت رام قبضہ کئے ہوئے تھے اور باوجود مطالبہ وہ مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ کو نہیں تفویض کرتے تھے مہپت رام نے ویرا پور کی دیسکھی کو جس پر برہنا رہن ایشونت راؤ رامچندر قابض تھا بلا انفکاک سنبھو بھارتی[1] کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد ہی حضور مغفرت منزل سے راجہ مہپت رام کے نام احکام صادر ہوئے کہ ملک سرکار دولتمدار میں چوتھ کی بابتہ مہاراجہ راؤ پنڈت پردھان کی طرف سے جو کچھ سالانہ مطالبہ ہو اس کا فیصلہ خاص بلدہ حیدرآباد میں بمواجہ میر عالم اور رزیڈنٹ ہوا کرے اس کے بعد سے سرکار دولتمدار کے علاقہ میں پنڈت پردھان کے چوتھ وصول کرنے والے ملازمین کا عمل دخل نہ ہوا کرے۔ اسی سلسلہ میں مہپت رام کے نام مکاسداروں کی عدم برخاست کی نسبت احکام صادر ہوئے۔ ان سب پر طرہ یہ تھا کہ مہپت رام موسٹی ریموں کی فوج کے سررشتہ دار تھے جب اس فرانسیسی فوج کی برطرفی ہوئی غفران مآب نے اس وجہ سے کہ ان کی پرورش ہو علاقہ برار کی تعلقداری دی تھی جس سے انگریزوں کے نزدیک اس گمان کے پیدا ہونے کا امکان تھا کہ چونکہ انھوں نے انگریزی قوم کے مخالف جماعت فرانسیسی کی سررشتہ داری کی ہے اس لئے ان کا بھی مخالف ہونا لازمی اور واقعات پیش شدہ اس بدگمانی کے موید بھی تھے۔ بہرحال یہ سب امور ایسے ہوئے کہ ان کی وجہ سے مہپت رام کو انگریزی عہدہ دار بدگمانی سے دیکھنے لگے اور اس امر کی

---

[1] یہ شخص متوسلان سرکار سے تھا جس نے تھوڑی سی پیادہ فوج جمع کر کے کوکر اموضع کا تھامرہ کر کے اس کا بازار لوٹ لیا تھا۔

تلاش میں تھے کہ ایسے اسباب پیدا ہوں یا پیدا کئے جائیں جن سے مہپت رام اعلیحضرت کی نظروں میں مطعون اور حیدرآباد سے نکالے جائیں اور ادھر مہپت رام کا بھی یہی حال تھا کہ ہر وقت یہی سوچتے تھے کہ انگریزوں کی زیادتی اور زبردستی بندگان حضرت کے ذہن نشین کرائیں ادھر خدمت دیوانی کی ہوس بھی دل میں رکھتے تھے جس کا اظہار سی ولمٹ اور عماد الملک کے قول کے مطابق تامس سدنم نے اپنے رسل و رسائل میں اس طرح کیا ہے کہ راجہ مہپت رام نے اپنے وکیل کو خفیہ طور پر ان کے پاس بھیجا جو ان کے حیدرآباد آتے وقت راستہ میں ان سے ملا اس کے ذریعہ انھوں نے کہلا بھیجا تھا کہ اگر اُن کا تقرر خدمت دیوانی پر ہو جائے تو وہ قیمتی جواہرات رزیڈنٹ کو دینگے لیکن رزیڈنٹ نے اس سے انکار کیا تو راجہ نے چار لاکھ روپیہ نقد دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد بھی ان کو جواب نفی ملا تو انھوں نے کھلم کھلا مخالفت شروع کردی اور انگریزی عہدہ داروں اور میر عالم کے خلاف اعلیحضرت کو مشتعل کرنے لگے انگریزوں پر تو یہ الزام تھا کہ وہ سرکاری علاقوں کو اپنے تصرف میں لا رہے ہیں اور میر عالم پر یہ اتہام تھا کہ وہ انگریزوں سے سخت باختہ رکھتے ہیں حالانکہ باعتبار خدمات ان کا انگریزوں سے خط و کتابت رکھنا فرائض سے خارج متصور ہو سکتا تھا اور نہ میل ملاپ شبہ کی نظروں سے دیکھا جا سکتا تھا۔ بہر حال جب مہپت رام نے مخالفت کا آغاز کیا تو میر عالم نے بھی مدافعانہ طور پر مہپت رام کے ذمہ باقاعدہ سرکاری مطالبات عائد کئے اور مختصراً مغفرت منزل کو معروضہ کیا جس پر سے اعلیحضرت کو خیال ہوا کہ مہپت رام ہوا خواہ سرکار رہے اس کے خلاف چونکہ معروضہ کیا گیا ہے لہٰذا یہ خود دولت خواہ سرکار نہیں ہے اسی بناء پر میر عالم کی نسبت جو

سوءظن اعلیحضرت کو پیدا ہوا تھا درجۂ یقین تک پہنچ گیا۔ ادھر گورنر جنرل اور رزیڈنٹ اس امر پر تُلے ہوئے تھے کہ راجہ جی کو حیدرآباد سے رخصت کر دیا جائے تاکہ اُن سے انگریزوں کے خلاف اعلیحضرت کو اشتعال دلانے کا موقع نہ ملے اسی غرض سے اُس نے میر عالم کو لکھا کہ ملک برار میں قیام انتظام کی ضرورت ہے چونکہ یہ علاقہ راجہ مہپت رام سے متعلق ہے اس لئے ان کو وہاں بھیجدیا جائے اس انتظام میں جو کچھ فوائد ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ میر عالم نے اس کی اطلاع اعلیحضرت کو کی چونکہ وہ پہلے ہی سے پُر دِل تھے میر عالم پر برس پڑے اور عدم دولتخواہی وغیرہ کے الزام اُن پر عاید فرمائے جن کی صفائی کیلئے انھوں نے بخشی بیگم صاحبہ (والدۂ اعلیحضرت) سے معروضہ کیا جس پر سے مہپت رام کو سکر شاہ پور چلے جانے کا حکم ہوا اس کی اطلاع ملنے پر راجہ نے کرنیل کلوس سے اپنے معاملہ میں سفارش چاہی لیکن انھوں نے ٹال دیا اس کے بعد راجہ نے تامس سدنم کو لکھا کہ

"بندہ حسب ارشاد بلا تامل خط پہنچنے سے پیشتر رائے ستیل داس کو ملک اور سپاہ کا جائزہ دیکر روانہ سکر شاہ پور ہوتا ہے میرے متعلقین کو جلد میرے پاس پہنچنے کی اجازت دلادی جائے۔ بقایا حساب سرکار کے مقدمہ میں میر صاحب (میر عالم) بار بار ارشاد فرماتے ہیں میری دانست میں ۱۵ رمضان تک کا حساب سپاہ داخل کر چکا ہوں اور ہر محال کے عامل کو علیحدہ رجوع کر کے حوالہ کر چکا ہوں اس کے سوائے اور کونسا حساب بندہ کے ذمہ باقی رہا ہے سکر کو روانہ ہونے میں یہی تامل ہے کہ متصدیان سرکار پھر حساب کی کشمکش درمیان لائیں گے لہٰذا مستدعی ہوں کہ ایک بار بندہ کو اپنے پاس بُلا کر سرکاری حساب کا

تصفیہ کرکے سکر کو جانے کی اجازت دلائیں یا یہ لکھدیں کہ سکر میں حساب کا مواخذہ پیش نہو گا جواب کا انتظار ہے۔

میرے متوسلین و رفقا میں سے دو سو شخاص جو سواروں میں ملازم ہیں میرے ہمراہ ہیں اور پانسو آدمی احشام قلعہ سے ہیں ان سب کی جائداد کا تعین فرما دیا جائے تاکہ آئندہ کوئی بات درمیان نہ آوے جان و مال بندگانعالی کے حکم اور تمام صاحبوں کی بھلائی کیلئے تصدق ہے طوفان و اتہام سے نوبت یہاں تک پہنچی خوب انصاف فرمائے کہ سب طرف سے مایوسی کے باوجود انگریز بہادر کے دشمنوں میں داخل ہوا اگر رؤسا میں سے کسی کے ساتھ کوئی نوشت و خواند یا کوئی اور خیال رکھا ہوتا تو فی الفور تمام امور سے کیوں دست بردار ہو جاتا۔ انگریز صاحبان کا انصاف مثل آفتاب روشن اور ارشاد مبارک بھی یہی ہے کہ کسی کی عرضی پر بے تحقیق انگلی نہیں دھرتے ہیں اب میرے مقدمہ کو عدالت سرکار کے سپرد کرکے تحقیقات فرمائیں گے ہرگز میرا قصور ثابت نہو گا اگر مجھے ترپتی میں رہنے کی اجازت سرکار انگریزی سے دلا دیں جو سکر سے نزدیک ہے تو مجھے قلعہ سکر اور واجب العرض مقدمہ سے کوئی غرض نہیں ہے ترپتی یا بنارس کا جانا سرکاری محاسبہ کے اندیشہ سے جی میں نہیں آتا ہے جس جگہ سرکاری حساب کی پرسش ہو جواب کے لئے حاضر ہوں۔"

اس کے جواب میں رزیڈنٹ صاحب موصوف نے ۲۹ شوال ۱۲۲۱ھ کو ایک خط لکھا جس کا اقتباس یہ ہے:-

"متعلقان آں مہربان را بعد وصول سکر ازیں جا پروانگی روانگی دہانیدہ خواہد شد

رسیدن بلدہ بنوعے متصور نیست و ہرگاہ از سرکار مطالبہ حساب واجبی است خود را چہ گنجایش دخل در آن است و آں مہربان را چہ جائے اندیشہ ..... ہیچ گونہ در رفتن سکر تامل نہ نمایند ..... بودن دو صد سواران ملازم آں مہربان و پانصد مردم اشتام قلعہ و تعیین جائداد آنہا مفوض بہ تجویز میر صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان میر عالم بہا است و دریں باب میر صاحب ممدوح ایما خواہد شد از نوشتہ جات آں مہربان ہمگی جمعیت ہمراہی ہفت صد بدریافت می آید و اینجا بہ تحقیق و ثبوت پیوستہ کہ یکہزار سوار و پانصد بارو و دو صد عرب وغیرہ قریب دو ہزار جمعیت ہمراہ ایشان است ایں را چہ تصور تواں نمود۔

بابت سکونت ترپتی یا بنارس پیش ازیں بقلم آمدہ و حالا نیز قلمی می شود کہ بعد قیام سکر اگر ایں اندیشہ حقیقہ دامنگیر حال شدہ است اول اطلاع بحضور لامع النور نواب گورنر جنرل بہادر ساختہ جواب آں نوشتہ خواہد شد ....."

ان دونوں خطوط کو دیکھنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ مہیت رام کی نیت بخیر نہیں تھی غلطی حساب اور حساب فہمی کے وقت بیجا تاویلات اور آخر کار سپاہ ہمراہی کی تعداد کے متعلق غلط بیانی یہ سب ظاہر کرتے ہیں کہ طبیعت میں کچھ شر ضرور تھا۔ اسی بدنیتی کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ ہولکر کی مہم کے موقع پر فراہمی جمعیت میں کتنی کچھ سہل انگاری انھوں نے نہیں کی اس سے اُن کی غرض یہی معلوم ہوتی تھی کہ عہدنامہ کمپنی و نظام سے اختلاف کا الزام سرکار نظام پر عاید کر کے انگریزوں سے اُن کو لڑا دیں

اور اُدھر کمک کی عدم فراہمی سے انگریزوں کی کمی قوت کا باعث ہو کر ہولکر کو فائدہ پہنچائیں

جب یہ امر تحقیق کو پہنچ گیا کہ مہپت رام کے ساتھ ہزار ڈیڑھ ہزار سے زیادہ فوج ہے اور ان کی نیت فاسد معلوم ہوئی تو یہاں سے انگریزی فوج ان کے مقابلے کے لئے بھیجی گئی۔ مقابلے میں انگریزی فوج کا ایک سردار کام آیا اس کے بعد حملہ شدید ہوا راجہ جی وہاں سے آگے نکل گئے اور ہولکر کے حدود میں پناہ لی۔ تعاقب کرنے پر وہاں سے نکل کر نبارس کی طرف راہی ہوئے جہاں سنا گیا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد انگریزی کمپنی نے ان کے پسماندوں کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ان کی پرورش کے لئے سرکار نظام سے برنبا معاہدہ کچھ رقم مقرر کرا کے اُن کے لئے بعض علاقہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔

یہ ہیں وہ واقعات جو ہم کو اصل خطوط اور کاغذات سے معلوم ہو سکے لیکن صاحب خزانہ رسول خانی اور گوہر شاہوار کے بمبینہ واقعات کچھ اور ہیں با اختلافات خفیف وہ کہتے ہیں کہ راجہ مہپت رام حشمت جنگ کے ایما سے دیوانی کی توقع پر اپنے علاقہ (برار) سے حیدرآباد آئے۔ یہاں پہنچنے کے بعد راجہ صاحب مذکور نے بڑی دھوم سے اعلیحضرت کی ضیافت کی اور کثرت باریابی سے اعلیحضرت کے مزاج میں دخل پیدا کیا اور میر عالم کی جانب سے سوء مزاجی پیدا کر دی اور آپ بھی اُن سے بدد ماغیاں کرنے لگے۔ میر عالم سمجھ گئے کہ مہپت رام نے دیوانی کی ہوس میں بندگا نعالی کو مجھ سے بدگمان کر دیا ہے وہ پیشکاری سے سرفراز ہوئے تو اس خدمت کے پانے سے اُن کے خیالات اور بلند پروازی کرنے لگے اور وہ حصول دیوانی کی سرگرمی کے ساتھ کوشش کرنے لگ گئے حضرت منعفرت منزل نے ان کو (راجہ)

حکم دیا کہ درستی آئین کے لئے نظم ونسق ممالک محروسہ اور ترتیب اخراجات افواج کا ایک تفصیلی تختہ ونقشہ مرتب کرکے پیش کریں مہپت رام نے حسب الحکم فرد نقشہ وتختہ ملاحظہ میں گزرانی اعلیحضرت نے اس کو پسند فرمایا اور اس کے بعد میر عالم سے اور زیادہ ناخوش ہوگئے اس کی اطلاع میر عالم کو ہوئی کہ ایسا کوئی تختہ مہپت رام نے ملاحظہ میں گزرانا ہے جس کے دیکھنے سے اعلیحضرت اُن سے خوش ہوے اور ان سے ناخوش۔ میر عالم کو اس نقشہ کا معلوم کرنا ضروری تھا کہ آخر وہ کیا تھا۔ راجہ چندو لال کو جو ان دنوں اُن کے پیش دست اور ہواخواہوں میں تھے اشارہ کیا کہ بہر صورت اس سے آگہی حاصل کریں راجہ چندو لال کو اپنے ایک سرپرست مدار المہام کے احکام کی متابعت کرنا لازم تھا دوسرے یہ کہ پیشکاری کی خدمت کے متوقع ہونے کی وجہ سے خود مہپت رام سے ان کو حق مخالفت پیدا ہوگیا تھا اِن وجوہ کی بنا پر انھوں نے کریم بیگ خاں (جو اس زمانے میں مہرخانہ مبارک کے داروغہ تھے اور وہ کاغذات انہیں کی تحویل میں تھے) کو فراہم کیا اور دس ہزار روپیہ کا لالچ انکو دیکر اس تختہ اور نقشہ کے مطالب معلوم کئے اور اس کے بعد اس کے مضامین سے میر عالم کو اطلاع کی۔ انھوں نے اس سے آگاہ ہوکر مناسب خیال کیا کہ گذاشت محالات کڑپہ وغیرہ لیکر باریاب ہوں لیکن قبل اس کے کہ ملاحظہ میں اُن کو پیش کریں مغفرت منزل کا مزاج حد اعتدال سے گزر گیا اور سوء اتفاق سے میر عالم کو اس کے پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور اعلیحضرت کی تلخ کلامی سے متاثر ہوکر بے نیل مرام واپس ہوے اور سیدھا رزیڈنسی کمایل گئے جہاں اُن کو مشورہ ملا کہ تا وقتیکہ تمام کاروبار حسب دلخواہ طے نہو جائیں میر عالم رزیڈنسی ہی

میں رہیں۔ اس کی اطلاع پر حضور نے بھی کوئی درشتی نہیں کی بلکہ کاروبار حسب سابق بحال رکھے

میر عالم کا استعفاء | اس واقعہ کے چوتھے روز مغفرت منزل نے ماما چمپا اور ماما بڈن کو میر عالم کی فہمایش کے لئے بھیجا میر عالم حضور کی تلخ کلامی سے آزردہ خاطر تھے کہلوایا کہ غلام سے دیوانی کی کارا جرائی نہیں ہوسکتی سرکار مختار ہیں جس کو چاہیں اس خدمت سے سرفراز فرمائیں رزیڈنٹ نے اصیلان مذکور سے استعفاء کے دفع وخل کے طور پر یہ کہا کہ اگر حضور کو میر عالم کی پرورش وپرداخت منظور ہے تو ان کے معروضہ کو قبول فرمائیں اصیلوں نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے سدنہام نے کہا کہ اگر باریابی کی اجازت ہو تو میں خود سرکار سے عرض کرونگا اصیلوں نے یہی معروضہ کیا دوسرے دن سدنہام باریاب ہوئے اور معروضہ کیا کہ مہپت رام کو شاہ پور روانہ فرمائیں اور منشی اسمٰعیل یار جنگ کو (ترتیب تختہ وفرد نقشہ میں جن کا زبردست ہاتھ تھا) ان کی جاگیر بھیجدیں اور مہر خاص کو مہر میر عالم کے ساتھ منظور فرمائیں اور ایسے ہی چند اور شرائط پیش کئے آخر اپنے اور انگریزوں کے تعلقات پر اور میر عالم کی خدمتوں پر نظر تعمق ڈالکر اُن شرائط کو منظور فرمالیا۔ اس موقع پر مورخ مذکور نے ان دفعات کو بھی بیان کیا ہے جو میر عالم نے اعلیحضرت کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ خود بدولت نے ان پر شرح منظوری کردی تھی یہاں ہم ان دفعات کو بجنسہ لکھتے ہیں۔

دوازدہ دفعات میر عالم

ف میر عالم مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق سرکار ما بدولت واقبال واز طرف سرکار عظمت مدار آنریبل کمپنی انگریز بہادر وکیل مطلق شدہ اند۔

ف ۲ مہر خاص با مہر میر عالم بہادر مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ہر دو سرکارین عظمیٰ داشتن سرفرازی یافتہ۔

ف ۳ بدون مشاورہ و مطارحہ میر عالم بہادر مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ہر دو سرکارین عظمیٰ وچہ ظاہراً وچہ باطناً روانگی عنایت نامہ جات مہری و یادداشتی بکسے ہمت نخواہم فرمود۔

ف ۴ راجہ مہیت رام را از قلع و قمع از سرحد ممالک محروسہ بدر خواہم کرد و وابستگان راجۂ مذکور را در بلدہ نخواہم داشت۔

ف ۵ اسمٰعیل یار جنگ منشی را در جاگیر رخصت فرمودہ و نور الامرا بہادر را باز طلب نخواہم فرمود۔

ف ۶ نیر الملک بہادر را بوقت سواری درخواصی نشانیدن سرفرازی خواہد یافت

ف ۷ جمعیت سواران و پیادگان و پلٹن بار بموجب قرارداد اندازۂ میر عالم بہادر مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ہر دو سرکارین عظمیٰ حکم نو نگہداشت نخواہم فرمود

ف ۸ چہ ظاہراً وچہ باطناً با معاندان سرکار عظمت مدار آنریبل کمپنی انگریز بہادر عنایت نامہ مہری و یادداشتی روانہ نخواہم فرمود۔

ف ۹ بدون کارپردازان ہر دو سرکارین عظمیٰ احکام تیاری لوازمات توپخانہ صادر نشود۔

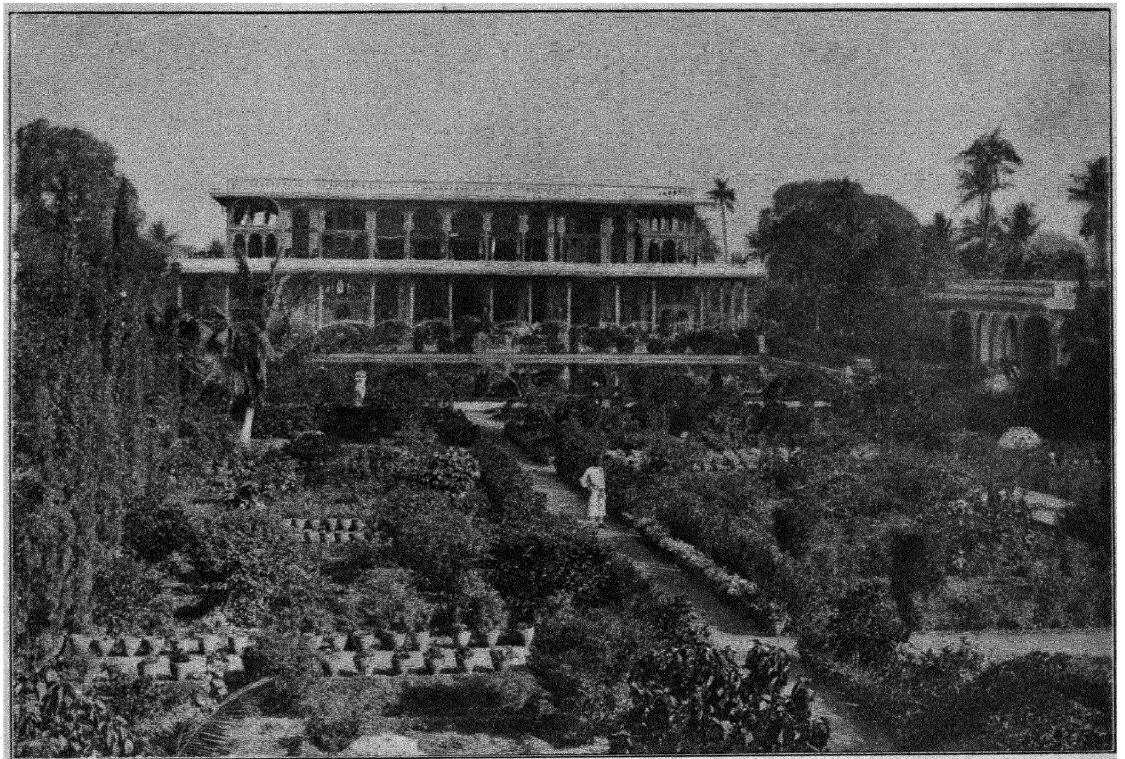
ف ۱۰ مخالفان کارپردازان ہر دو سرکارین عظمیٰ را بار یاب نفرمودہ و معروضۂ شان را قرین صدق تصور نفرمودہ خواہد شد۔

ف ۱۱ وقتیکہ برائے سیر و شکار از دولت خانہ بیرون بلدہ متوجہ شوم ہمراہ سواری کارپردازان سرکارین را بدارم و جائے فرودگاہ و خیمۂ مبارک ہر دو وکلایان سرکارین عظمیٰ را از باریابی سرفراز کنم و تا بہ بودن آنجا ہمراہ خود بدولت بدارم۔

ف ۱۲ بدون اطلاع مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ہر دو سرکارین عظمیٰ از دولت خانہ برآمدن و ارادۂ سیر و شکار بیرون بلدہ نخواہم فرمود۔

دوازدہ دفعات میر عالم کا فائدہ کمپنی کے حق میں

ممکن ہے کہ یہ دفعات صحیح ہوں اگر ایسا ہی ہے تو ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ان کی ترتیب میر عالم کے منشا سے نہیں ہوی۔ بلکہ تامس سدنہام نے اپنی صوابدید سے ان کو مرتب کر لیا ظاہر ہے کہ سوائے پہلے فقرے کے میر عالم کے لئے کوئی فقرہ مفید نہیں ہے چھٹا فقرہ جو نیر الملک کی خواصی کی نسبت ہے وہ امتحاناً ان کے لئے رکھا گیا ہے جس سے ایک غرض یہ ہے کہ میر عالم خوش ہوں اور دوسری غرض یہ ہے کہ نیر الملک پر احسان رہے جو آئندہ اپنی نوبت پر اس کا خیال رکھیں اس کے باقی تمام فقرے کسی نہ کسی طرح کمپنی کے حق میں مفید ہیں۔ اس میں میر عالم کے متعلق ایک نئی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کمپنی نے اپنی جانب سے اون کو وکیل مطلق قرار دیا۔ اور اس اعتبار سے جو کچھ مسائل کہ اس میں طے ہوے وہ سب منجانب کمپنی بھی گویا مسلم قرار پائے اس واسطے کہ میر عالم کی حیثیت منجانب کمپنی وکیل کی تھی اگر اس وقت یہ کمپنی کے وکیل مطلق قرار نہ دئے جاتے تو ان دفعات کا کوئی فائدہ کمپنی اٹھا نہیں سکتی تھی مابہ البحث معاملہ چونکہ میر عالم اور حضرت مغفرت منزل کے مابین تھا اس لئے اس وقت اور قرار



بارہ دری کے محل کی تصویر جو میر عالم کے باغ میں واقع ہے

میں کسی شخص ثالث کا مثلاً رزیڈنٹ کا شریک ہو جانا اور اپنے متعلقہ کچھ اقرار حاصل کرنا۔ پسندیدہ نظروں سے دیکھے جانے کے قابل نہیں تھا ان امور کی بناء پر ظاہر ہو سکتا ہے کہ ان دفعات دوازدگانہ کی ترتیب و تدوین و تکمیل میر عالم کے ایماء سے نہیں بلکہ کارپردازان کمپنی کی تدبیروں سے وقوع میں آئی لیکن ان کا اثر میر عالم کی ذات پر ریاست میں اچھا نہیں پڑا اس واسطے کہ اس سے امرائے ریاست اور دوسرے عام اشخاص یہ سمجھنے لگ گئے کہ یہ دفعات دراصل میر عالم ہی کے قرار دادہ ہیں جس سے ان کی دولت خواہی پر برا اثر پڑا اس قول و قرار کے بعد مہپت رام کو قلعہ شاہپور کی طرف روانہ کر دیا گیا اور منشی خاص اسمٰعیل یار جنگ کو اپنے جاگیر میں رہنے کا حکم ہوا اور کریم بیگ خاں داروغہ مہر خانہ کو قلعہ گولکنڈہ میں بھیج دیا گیا لیکن جب مہپت رام قلعہ مذکور کے قریب پہنچے اس امر کی اطلاع پر کہ انھوں نے فوج جمع کرنی شروع کی ہے یہاں سے بھی فوج بھیجی گئی۔ راجہ نے معذرت کی اس پر ان سے مطالبہ کیا گیا کہ اس نقشہ قرار داد جمعیت کی نقل بھیجیں جو انھوں نے اعلیحضرت میں داخل کیا ہے لیکن وہ افشاء راز کا عذر کر کے اس سے باز رہے اور سراسیمہ و پریشان ممالک محروسہ سرکار عالی سے باہر نکل گئے جب مہپت رام کا اخراج ہو گیا تو میر عالم راجہ کی بھڑکائی ہوی آگ سے بے فکر ہوے۔

میر عالم باغ میں جشن سالگرہ منفرت منزل

اعلیحضرت جب میر عالم سے صاف ہوے تو اس خوشی میں میر عالم نے سنہ ۱۲۲۰ھ کا جشن سالگرہ اپنے اہتمام اور اپنے خرچ سے ترتیب دیا بارہ دری (واقع باغ جو بعد موسی) میں اعلیحضرت کی ضیافت کی خود بدولت رونق افروز مہماں سرا ہوے اس جشن کی

ترتیب میں میر عالم نے سات لاکھ روپے صرف کئے۔ اس لحاظ سے اس زمانہ میں جو کچھ تیاری ہوی ہوگی اس کا قیاس کرلیا جا سکتا ہے ہم اس کی تفصیل سے اپنے مطلب کو طول دینا نہیں چاہتے۔ اسی جشن میں اعلیحضرت نے مہپت رام کے عوض راجہ چندولال کے بھائی راجہ گوبند بخش کو لشکر پر مامور فرمایا میر عالم نے بہت سے جواہر گراں بہا نذر گزرانے اور اس موقع پر اُن کے بعض اقارب خطاب سے سرفراز ہوے چنانچہ:۔

(۱) حسن علی بیگ کو جو میر عالم کے سببی رشتہ داروں میں تھے اور ان کی نظربندی کے زمانہ میں ان کے شریک رنج و راحت رہے تھے حسین یاور جنگ خطاب ہوا انھیں کو میر عالم نے اپنی عرض بیگی کی خدمت دی۔

(۲) اُن کے خلیرے بھائی میر عباس علیخاں نظام یار جنگ حُسام الملک خطاب اور منصب پنجہزاری سہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت سے سرفراز ہوے۔

سفارت سرکار دولت مدار کی گورنر جنرل کے دربار میں موقوفی

میر عالم دیوانی سے سرفراز ہونے کے بعد اپنے چچیرے بھائی سید عبداللطیف شوستری (مصنف تحفۃ العالم) کو جو اُن دنوں بمبئی میں تھے اور اکثر انگریزوں سے ملاقات رکھتے تھے طلب کیا اور ان کے یہاں آنے کے بعد ان کو گورنر جنرل کے پاس اپنی نیابت پر مامور کر کے کلکتہ روانہ کیا مگر سال ڈیڑھ سال کے اندر اندر وہ واپس ہوے ان کی واپسی پر یاور الدولہ[1] بن شرف الدولہ اس خدمت پر مامور ہوے اور لارڈ ضا حبی

---

[1] یاور الدولہ۔ میر احمد یار خاں۔ تہور جنگ شرف الدولہ شرف الملک کے چھوٹے بیٹے تھے جو رکن الدولہ کے بھائی تھے ہوئے سفارت سے واپسی کے ایک زمانہ بعد ۱۲۳۳ھ میں انتقال کیا اور تین لڑکے چھوڑے۔ میر احمد علیخاں[1] میر رضا علیخاں[2] میر زین العابدین خان

اس شکایت کی بنا پر کہ وہ (یاور الدولہ) معینہ اوقات میں لارڈ صاحب کے دربار میں حاضر نہیں ہوتے۔ وہاں سے واپس طلب کرلئے گئے جن کے بعد پھر کوئی اس خدمت پر یہاں سے مامور کرکے بھیجا نہیں گیا اور خدمت تخفیف ہوگئی ممکن ہے کہ سرکارین میں باہمی کوئی سمجھوتہ اسکی نسبت ہوگیا ہو لیکن صاحب تاریخ رشید الدین خانی لکھتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ بعد یاور الدولہ کے تاحال کوئی ایلچی سرکار دولت مدار سے پھر مقرر نہوا اور کسو کو سرکار دولت مدار نے ہرچند کہ ممانعت نہ تھی مامور نہ فرمایا۔"

بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ یاور الدولہ کے بعد کوئی سفیر یہاں سے انگریزی دربار میں مامور نہیں کیا گیا

میر محمد سعید سعید الدولہ میر عالم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور اکثر ان کی رفاقت میں بھی رہے میر عالم کی سفارش پر اعلیحضرت نے ان کو خلعت وجواہرات مرحمت فرمائے اور سراج الدولہ والاجاہ کے پاس چنیاپٹن (مدراس) کو اپنی نیابت کے طور پر روانہ فرمایا تھا انھوں نے کچھ عرصہ کی حضور باشی سے اعلیحضرت کے مزاج میں دخل پایا اور اکثر باریاب ہونے لگے بعض مقدمات کلیات میں اعلیحضرت انھیں کے ذریعے میر عالم کو تاکید و تہدید کرتے تھے یہ سن وسال اور رشتہ میں میر عالم سے چھوٹے تھے اس وجہ سے انھیں ناگوار ہوا تو ان کو سرکاری لشکر کی سرکردگی سے سرفراز کرکے برار اور اورنگ آباد روانہ کرنا چاہا۔ مگر اعلیحضرت نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ ہم نے ان کو اپنے رفع ملال اور خوشنودی کی خاطر اپنے یہاں رکھا ہے تم ہم سے جدا کرنا چاہتے ہو یہ نہو سکیگا۔ البتہ ہم ان کو نیابت صوبہ داری حیدرآباد پر سرفراز کرتے ہیں وہ اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے کے بعد ہر روز حاضر دربار ہوا کریں۔

فوجی بغاوت اور اوسکی غلط افواہ

سنہ ۱۲۲۰ھ کے آخر آخر میں کمپنی کی افواج کے ڈریس میں بعض جزوی تبدیلیاں کی گئی تھیں جس کی وجہ سے کمپنی کی اکثر دیسی افواج برانگیختہ ہوگئیں اور یہ خیال کیا کہ انگریزی کمپنی والے ڈریس کی تبدیلی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ اُن کو اپنے مذہب میں ملا لینا چاہتے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بلاری، والاجاہ آباد، بنگلور، نندی درگ اور شنکر درگ کی افواج میں بدامنی پھیل گئی اور حیدرآباد کی افواج میں بھی آثار بغاوت نمایاں ہوئے چنانچہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۰۵ء مطابق ۳ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ کی شب میں فوج کے ایک عہدہ دار نے کرنل مانٹ ریسر کو فوج کے اس بدگمانی کی اطلاع دی اور یہ بدگمانی بعض لغو افواہوں سے زیادہ واثق ہوتی جاتی تھی جیسے یہ افواہ اڑگئی کہ یوروپین بارکس میں ایک باؤلی ہے اس میں ایک خزانہ کا پتہ لگا ہے جس کا نکلنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ چند آدمیوں کے سر اُس خزانہ پر قبضہ رکھنے والے جن کے بھینٹ نہ چڑھائے جائیں اور یہ قرارداد کرلی گئی تھی کہ یوروپین فوج کے بعض سپاہیوں کے سرات کے وقت حاصل کئے جائیں اُسی شب زلزلہ کے قریب ایک بے سری لاش کے پائے جانے سے آدمیوں کی جرأت اور بڑھ گئی ۱۲ جولائی کی شب کو کنٹونمنٹ کے پیچھے کچھ آدمی جمع ہوئے طلایہ کے برسر میدان تیار رہنے کے احکام جاری کئے گئے لیکن ان کے خدمات کی نوبت نہیں آئی۔ اس فوجی ہل چل کے باعث حیدرآباد کے عوام میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ انگریزی فوج خدانخواستہ سرکار عالی کے خلاف تیاریاں کررہی ہے جسکی اطلاع سربراہ کاران دولت کو ہوئی تو معتمد منزل نے اپنی خاص فوج بے قاعدہ کو تیاری کا حکم دیتے ہوئے میر عالم سے اس کی اصلیت دریافت

فرمائی۔ میر عالم نے دریافت حال کے لئے رزیڈنٹ کو لکھا جس پر رزیڈنٹ نے افواہ کی بے بنیادی کا اظہار اپنے خط مورخہ ۳۔ صفر ۱۲۲۱ھ میں کیا اگرچہ کہ اس میں واقعہ کی صورت کا اظہار نہیں ہے تاہم اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد میں جو کچھ افواہ تیاری فوج کے متعلق اڑگئی تھی محض بے بنیاد تھی یہاں ہم رزیڈنٹ تامس سدنہام کے اس رقعہ کی نقل کردینا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ اڑائی ہوئی افواہوں کی غلطی ثابت ہوجائے:۔

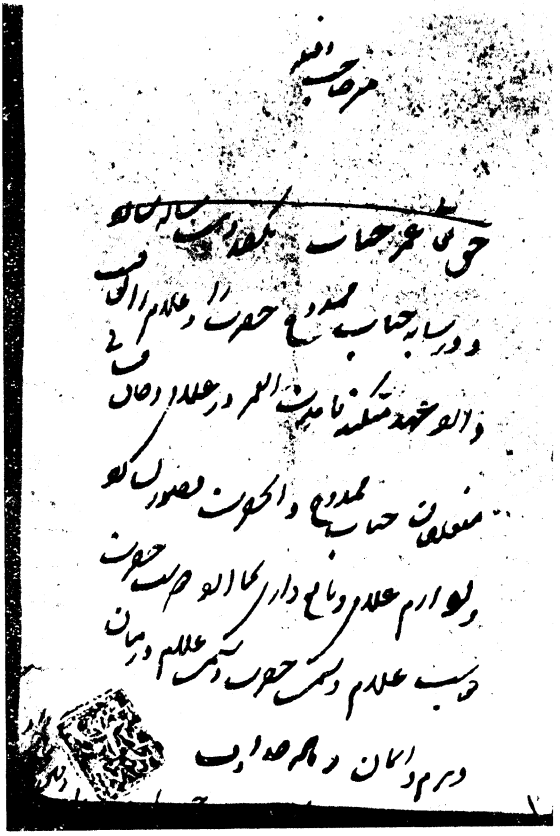
"از روئے اخبار ہنگامہ کہ دیشب در شہر برپا گشت بدریافت رسید تعجب فراواں وتاسف بے پایان لاحق گردید ویقیناً محل تعجب است کہ خاطر مبارک حضور پرنور از ہمچنیں افواہ بے بنیاد ناممکن متوہم شدہ بقدر دقیقہ ہم دراین مقدمہ بے اصل اندیشہ وتامل را کار نفرمودہ رعایا وسکنہ شہر را ازیں رہگذر در بحر تفکر وتحیر انداختہ اجتماع مردم نمایند ومحل تاسف بہر این است کہ خیال این چنیں حرکات دور از اتحاد ویگانگت واعتبار واعتماد کہ بسرکار کمپنی وافواج انگریزی است بخاطر مبارک مناسب نیست چرا کہ افواج انگریزی دریں جا محض متعین برائے حفاظت شہر وحراست ممالک محروسہ وتنبیہ اعداء درونی وبیرونی خصوصاً جہت صیانت مندوذات حضرت حضور پرنور است پس از ہمچنیں فوج کہ حقیقتاً ملازم سرکار وبجان ودل مطیع وفرمانبردار باشند خیال توہم ووحشت کجا گنجایش دارد ونیز از چندے اکثر اخبار استماع می یابد کہ بعضے مفسدان غرض گو ومفتریان قابو جو بسعی وکوشش ذہن نشین خاطر مبارک حضور پرنور می نمایند وغرض اصلی ومقصد ولی آنہا انہدام بنیان اتحاد ویگانگت است دریں صورت لازم افتادہ کہ ایں ہمہ مدارج بالمشافہ بر حضور پرنور گذارش شود تا شکوک واوہام از خاطر مبارک بدر رفتہ اطمینان تام و

خاطر جمعی لاکلام حاصل آید و تا گذارش ایں مقدمات خاطر مبارک حضور پر نور از اقوال لاطایل مفسدان متوحش و متوہم نشدہ محل اطمینان باشد کہ ایں ہمہ افواج محض برائے نگاہبانی و آسایش سکنہ شہر و حراست ذات مبارک حضرت حضور پر نور است پس حضرت ہمہ وقت و ہر آن باطمینان مشغول عیش و عشرت و مصروف دولت و نعمت بودہ کام روائے زمانہ و زمانیاں و عقدہ کشائے مشکلات جہان و جہانیاں باشند و ہمیں آرزوئے دلی است کہ حضرت بدولت تا زمانِ دراز برمسند جاہ و جلال بہ ہزاراں مسرت و انبساط ظل گستر سایہ افگن ہوا خواہان قریب و بعید باشند و تا بایستی بخاطر اشرف و اقدس راہ نیابد"۔

راجہ چندو لال کی خدمت پیشکاری راجہ مہپت رام کی علیحدگی کے بعد سے پیشکاری کی جائداد تقرر طلب تھی سنہ ۱۲۲۰ھ میں میر عالم نے راجہ چندو لال کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا لیکن راجہ سورج پرتاب[1] دنت نے جو دفتر مال کے مختار اور میر عالم کے پیش دست تھے ان کو اس تجویز سے باز رکھا چونکہ میر عالم چندو لال سے خوش تھے اور ان کو اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے تھے اس لئے انھوں نے چندو لال کو اپنے اور حضور کے درمیان وکیل مقرر کیا اور جب سورج پرتاب فوت ہوئے تو چندو لال کو (۲۲ - صفر سنہ ۱۲۲۱ھ) پیشکاری کے عہدہ پر ترقی دلائی۔ ممکن ہے کہ میر عالم کو اپنے اس انتخاب سے باز رکھنے کے لئے سورج پرتاب دنت نے راجہ چندو لال کے خلاف کچھ کہا ہو اور باوجود اُن سے خوش ہونے کے سورج پرتاب دنت کی

---

[1] منا لال کے بیٹے تھے اور ابتداءً راجہ خوش حال چند کے دادا ساگر مل کے محرریں کے زمرہ میں ملازم تھے رائے مذکور کی وفات کے بعد ان کے لڑکے خدمت سررفتری صوبہ حیدر آباد و محمد آباد پر مامور ہوئے اور ان کے زمانے میں سورج پرتاب دنت ہی اجرا و کار دفتر کرتے تھے جب راجہ راجندر ارسطو جاہ کے ہمراہ پونہ سے آکر مامور ہوئے تو سورج پرتاب دنت کا اخراج ہوا حتیٰ کہ ارسطو جاہ کے انتقال سے دو تین سال قبل پھر طلب کیے گئے ارسطو جاہ کے انتقال کے بعد ڈیڑھ سال تک فرداری کی خدمت کا اجرا کرتے رہے حتیٰ کہ میر عالم کے عہد دیوانی میں لاولد انتقال کیا ۱۲



تصویر تحریر راجہ چندو لال

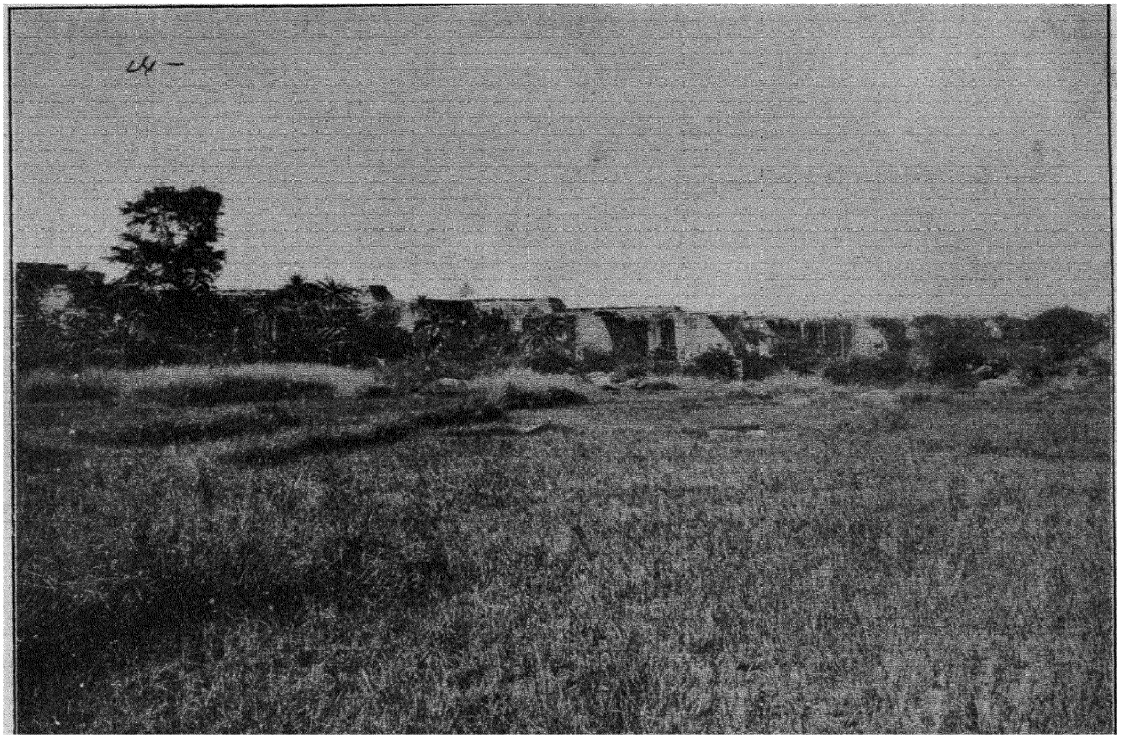
اُس فہمایش سے وہ متاثر ہوے ہوں اس لئے راجہ چندولال سے صفائی کے لئے اس سے بہتر میر عالم کو اور کوئی امر معلوم نہیں ہوا کہ اُن سے کوئی اقرار نامہ حاصل کرکے اپنے پیدا شدہ سوءظن کو رفع کریں اسی بناء پر انھوں نے راجہ چندولال کے دو اقرار نامے اس موقع پر حاصل کئے۔ یہ راجہ صاحب مذکور کی فراخ حوصلگی اور عاقبت اندیشی کی بیّن دلیل ہے کہ ایک صاف وصریح اقرار میں انہیں ذرا بھی پس وپیش یا باک نہیں ہوا۔ اُن اقرار ناموں کو لفظاً لفظاً معلوم کرنے کے لئے مناسب یہ ہے کہ اُن تحریرات کے فوٹو ملاحظہ کئے جائیں جو انھیں صفحات میں موجود ہیں۔

انتظام ڈاک ممالک محروسۂ سرکار عالی میں ڈاک کا انتظام سب سے پہلے انھیں کے عہد وزارت میں ہوا حیدرآباد سے کلکتہ چینا پٹن (مدراس) مچھلی بندر۔ پونہ بمبئی وغیرہ مقامات کو اور اُن مقامات سے حیدرآباد کو مراسلت ہوسکتی تھی۔ ٹپہ کا انتظام اسطرح رکھا گیا تھا کہ ان مقامات کی راہوں میں ہر دو کوس کے فاصلہ پر دو دو ہرکارے مقرر تھے جو خطوط لیجاتے تھے سرکاری مراسلتوں کے علاوہ خانگی خطوط بھی جاسکتے تھے اُن پر ایک خاص محصول لیا جاتا تھا اور ایسے محصول کی آمدنی سے ٹپہ کے ملازمین کی ماہوار ادا ہوتی تھی صاحب خزانہ رسول خانی کہتے ہیں کہ رزیڈنٹ سدنہام نے اپنے عہد میں روانگی خطوط اور ملازمان ٹپہ کا تعلق اور ٹپہ کی آمدنی کے انتفاع کے حقوق انگریزی کمپنی سے متعلق کرلئے ہیں اس کی تحقیق نہیں کہ ٹپہ کے متعلقہ حقوق پہلے علاقۂ سرکار عالی سے وابستہ تھے اور بعد میں کمپنی نے اُن پر قبضہ کیا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اس زمانے میں ٹپہ کا سلسلہ اور اُس کا

تعلق بمبئی۔ مدراس اور کلکتہ کے مابین منجانب کمپنی قایم تھا۔ اس کو سرکار عالی سے کوئی واسطہ نہیں تھا صرف سرکاری مراسلت کی حد تک سرکار عالی کو اس سے حق انتفاع حاصل تھا جس کا حق اب بھی قایم ہے ظاہر ہے کہ سلسلہ جس کا قایم کیا ہوا ہو اور اُس پر جس کی نگرانی ہو وہی اس کی آمدنی سے انتفاع کا حق رکھتا ہے ایسی صورت میں نہ سند کی کوئی زیادتی تھی اور نہ میر عالم کی کوئی غلطی۔

ریاست آصفیہ کا سب سے پہلا ڈاکٹر | حیدرآباد میں ڈاکٹری کی تاریخ اگر لکھنا چاہیں تو اس کی ابتدا خاندان آصف جاہی سے بہت پیشتر قطب شاہیہ دور تک پہنچتی ہے لیکن اس کو سرکاری حیثیت نہیں ملی تھی حتیٰ کہ سرکار آصفیہ میں میر عالم مسند وزارت پر متمکن ہوئے انھوں نے جہاں رفاہ عام کے اور کام کئے وہیں عوام کی حفظان صحت کے خیال سے ایک ڈاکٹر مسمی بور کو دو ہزار روپیہ ماہوار سے مامور کیا۔ اس ماہوار میں اخراجات ادویہ و آلات بھی شامل ہیں یہ سب سے پہلا ڈاکٹر ہے جو ریاست آصفیہ میں سرکاری ملازم ہوا ہے میر عالم کی وزارت سے قبل اور اس کے بعد بھی یہ رزیڈنٹ کے اسٹاف میں تھا چنانچہ جب کرنیل پیٹر نے علیحدگی فوج فرانسیس کے عہدنامہ کی شرط علیحدہ کو غفراں مآب کے ملاحظہ میں پیش کیا تو اُس وقت ان کے ہمراہ یہ ڈاکٹر بھی تھا اور اس موقع پر رزیڈنٹ کے ہمراہیوں میں سے مسٹر مالکم کو جیغہ اور سرپیچ کی سرفرازی ہوی اور ڈاکٹر بور کو صرف سرپیچ عنایت ہوا۔

گرانی غلہ اور اس کا انتظام | سنہ ۱۲۲۰ف اور سنہ ۱۲۲۱ف میں حیدرآباد میں غلہ کی گرانی ہوگئی غریب غربا کو فاقوں کی نوبت پہنچی۔ میر عالم نے اس خیال سے کہ نرخ اجناس کچھ تو اُترے گا غلہ پر سے



میر عالم کے تالاب کے بند کی تصویر پچھلی طرف سے

محصول اٹھالیا۔ مگر اس سے نرخ میں کوئی فرق نہیں آیا اور سیٹھ ساہوکار بنیے اور بقال گراں فروشی سے باز نہ آئے۔ اس پر میر عالم نے یہ تدبیر کی کہ ہزار ہا روپیہ کا غلہ دور دراز ممالک سے منگوایا اور یہاں بطور خود ارزاں نرخ پر فروخت کرنیکا انتظام کیا۔ اس کے بعد کہیں غلہ فروش نرم پڑے اور غلہ سستا ہوتا چلا (واقعی گورنمنٹ کا ناخن تدبیر جب تک اس قسم کی عقدہ کشائیاں کرتا نہ رہے مفلوک الحال اور متوسط لوگ امن چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے) اسی گرانی کے زمانہ میں انھوں نے اپنی تعمیرات کے کام کھولدئے تاکہ مزدوری کی کثرت ہو اور غربا آسانی سے اپنا آذوقہ کما سکیں۔

انتظام مملکت اور حق خدمت دیوانی میر عالم کے عہد میں انتظام مملکت بطور عملداری یا بطور تعہد ہوتا تھا۔ یعنے اضلاع اور تعلقے ایک سربستہ رقم پر معتبر اشخاص کے سپرد ہوتے تھے۔ جن پر لازم تھا کہ وہ مقررہ رقم بخرچہ اوقات معینہ پر داخل سرکار کر دیا کریں۔ اس رقم میں سے اخراجات دیوانی و مال بشرح مقررہ وضع ہونے کے بعد باقی رقم خالص آمدنی متصور ہوتی تھی۔

صاحب تاریخ گوہر شاہوار اور صاحب خزانۂ رسولخانی اس امر پر متفق ہیں کہ میر عالم اپنی خدمت دیوانی کے متعلق سالانہ پینتیس ۳۵ لاکھ روپئے بشرح سدانی پاتے تھے۔ سدانی کے معنے یہ ہیں کہ جو رقم تعہد خزانۂ سرکار عالی میں داخل ہوتی اس میں سے بحساب فی روپیہ تین آنے حق خدمت دیوانی وضع ہو کر دیوان وقت کو ملتے تھے یہ پینتیس ۳۵ لاکھ پورے کے پورے میر عالم کی تنخواہ میں شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ یہ جملہ رقم تمام اخراجات انتظام دیوانی سے متعلق ہوتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ بہ نسبت عہد ارسطو جاہ کے اخراجات دیوانی میں تقریباً گیارہ لاکھ کا

اضافہ ہوا۔ جو نتیجہ ہے ملک کی آمدنی کی توفیر کا۔ اس واسطے کہ حق خدمت دیوانی کی شرح ان کے عہد میں بھی وہی تھی جو ان سے پہلے تھی اب ملک کا محاصل بڑھا تو اسکی مجموعی مقدار میں بھی اضافہ ہوا اس اضافے سے خلق اللہ کا فائدہ بھی بہت ہوا بہت ساری اجرائیاں ہوئیں مستحقین کو مدد معاشیں دیگئیں قابل افراد کو خدمتوں سے لگایا گیا۔ میر عالم کے مخالف مورخین بھی اُس کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ صاحب تاریخ گوہر شاہوار گو ان کا مخالف ہے لیکن کہتا ہے

"ہزارہا بیوہ را از یومیہ پرورش کردہ وچہار صد آسامی منصبداران مزین دستخط کرد"

بہر حال یہ سہ انی کی رقم پینتیس لاکھ ہر طرح میر عالم کے قبض و اختیار میں تھی جس کے اندر تصرف کے لئے کسی منظوری یا حکم کی ضرورت نہیں تھی۔

پی۔ جے۔ برگس نے اپنی کتاب دی نظام میں یہ بیان کیا ہے کہ میر عالم کو برٹش گورنمنٹ سے سالانہ چوبیس ہزار روپے کا پنشن ملتا تھا لیکن اس نے یہ نہیں بتایا ہے کہ یہ پنشن کس صلے میں مقرر ہوا تھا اور کب۔ انگریزی کمپنی کا ایسا ہی ایک اور پنشن ان کے پیشرو مدار المہام ارسطو جاہ کو بھی ملتا تھا جس کی مقدار ایک لاکھ روپے سالانہ تھی اور جو ۱۸۰۰ء کے صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ان کے نام جاری ہوا تھا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ میر عالم کو یہ وظیفہ اُن کی اُس خدمت کے عوض میں ملا کرتا تھا جو مابین سرکارین بحیثیت وکیل وہ ادا کرتے تھے۔

نبیرگان نادر شاہ کا ورود میر عالم کے آخری زمانۂ وزارت میں سلطان محمد جعفر مرزا اور سلطان مرزا نادر شاہ ایران کے پوتے بعض وجوہ کی بنا پر خراسان سے حیدرآباد آئے میر عالم نے اُن کے ورود کی اطلاع سرکار میں دی اور اُن کے لئے سفارش کی جس پر اعلیحضرت نے

ان کو ایک پاکیزہ محل اترنے کے لئے مرحمت فرمایا اور علی بیگ[1] خاں کے
اخراجات کے واسطے بارہ ہزار روپے بھیجے اور چھ ہزار کی جاگیر عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ دورا
علاقۂ دیوانی سے باستصواب راجہ چندولال ماہانہ چار سو روپیہ منصب جاری فرمایا۔

آل اولاد

میر عالم کے تین محلات تھے جن میں سے پہلی بیوی شہزادہ بیگم کے بطن سے ایک لڑکا
مسمی سید رضی اور دو لڑکیاں نفیسہ بیگم و صاحب بیگم پیدا ہوئیں دوسری بیوی زینب بیگم
سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ان کو میر عالم نے بربناء وصیت ایک باغ موسوم بہ زیبا باغ
ہبہ کر دیا تھا۔ غفراں منزل کے عہد سلطنت میں بیگم صاحبہ موصوفہ نے کچھ قرضہ سرکار فیض مدار سے
حاصل کیا تھا جس کی ادائی کے ضمن میں یہ باغ علاقۂ مذکور میں منتقل ہوگیا۔ تیسری ایک
حرم تھیں جن کے بطن سے ایک لڑکی خیر النسا بیگم پیدا ہوئیں جو محمد تقی خاں[2] سے منسوب تھیں

میر عالم کے صاحبزادے سید رضی ۱۱۹۸ھ میں پیدا ہوئے ۱۲۰۳ھ میں غفراں مآب نے
ان کو میر دوران خطاب سے سرفراز فرمایا۔ انھوں نے اپنے لڑکے کو علاوہ علوم متداولہ کے زبان انگریزی

---

[1] علی بیگ خاں گیلانی تاجر تھے۔ میر عالم سے موافقت ہونے پر انھوں نے کلکتہ کو روانہ ہونے سے قبل
ارسطو جاہ کے پاس سفارش کرکے ان کے نام ایک سو روپیہ ماہوار جاری کرائی اور اپنی مدار المہامی کے
زمانے میں دو سو سوار مغلیہ کی جمعیت اور توپ خانۂ سرکاری کی داروغہ گری سے سرفراز کیا۔

[2] جاگیردار ان کرناٹک انھیں کی یادگار ہیں۔

کی بھی تعلیم دی تھی امرائے حیدرآباد میں یہ پہلے امیر ہیں جنھوں نے انگریزی تعلیم حاصل کی، مدراس کی فوج کے ایک عہدہ دار مسٹر الگزنڈر سے میر دوران کی بہت گہری دوستی تھی جن کی باہمی خط و کتابت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انگریزی زبان جانتے تھے لیکن اس پر پوری قدرت نہیں پائی تھی چنانچہ عہدہ دار موصوف نے اپنے ایک خط میں ان کو لکھا ہے "اپنے خط میں انگریزی کے مقابل اس کا فارسی مطلب بھی لکھا کیجئے تاکہ مجھے سمجھنے میں آسانی ہو"

میر عالم نے ان کی شادی سرینگ پٹن کی مہم سے واپس آنے کے بعد ۱۲۱۴ھ میں بہرام الملک کی لڑکی نور جہاں آرا بیگم سے کی جو ان کی حقیقی بھانجی تھی اس شادی کے لئے میر عالم ارسطو جاہ کے مکان میں منتقل ہوئے تھے۔

میر صاحب اپنے صاحبزادے کو سفر میں اپنے ہمراہ لیجاتے تھے چنانچہ میسور کی چوتھی جنگ میں بھی یہ ہمراہ تھے اور بندوبست ملک میں بھی میسور کی چوتھی جنگ میں کچھ عرصہ میر دوران انگریزی عہدہ داروں کے پاس مدراس میں تنہا بھی رہے ہیں میسور کی آخری جنگ کے اختتام کے بعد اعلیحضرت سے رائیدرگ اور اس کے ساتھ کچھ اور مواضع عوض حمعیت میں میر دوران کو جاگیر میں ملے جس کے متعلق جاگیرات میر عالم' کے باب میں ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے اس سرفرازی کی مبارک بادی میں ان کے دوست احباب نے بہت سے تہنیت نامے لکھے جن میں سے پورنیا[1] کا خط (موسومہ میر عالم) قابل ذکر ہے جس کا ایک حصہ

---

[1] انگریزی کمپنی نے ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد میسور کی سلطنت پر حیدر علی کے معزول کردہ راجہ کے پوتے کرشن راج اودیار کو گدی نشین کیا اوس وقت وہ صرف تین سال کا لڑکا تھا اس لئے اس کے ولی اور دیوان کی حیثیت سے پورنیا کو انگریزی کمپنی نے مامور کیا جس کا اظہار بیگمان چکا کرشن راج اور چام راج (مساتان لچھمی امنی و دیواجی امنی) کے خط خوہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۱۶ھ

بقیہ صفحہ ۱۳۹

ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

"رائیدرگ وغیرہ محالات کہ از پیشگاہ حضور پر نور بجاگیر صاحب مشفق مہربان میر دورا بہادر تفویض یافتہ موجب کمال سرور و ابتہاج موفور گردید نظر بر توجہات گرامی و موالات صمیمی گویا جاگیر نیاز مند است آں الطاف مظہر مدام در حضور لامع النور می باشند بمیر دوران باید مُرکہ توجہات دلی مصروف دارند....."

میر عالم کی دونوں لڑکیاں یکے بعد دیگرے نیر الملک علی زماں خاں فرزند غفور جنگ سے بیاہی گئیں پہلی لڑکی نفیسہ بیگم کی شادی ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۰۷ھ م یکم جنوری ۱۷۹۳ء کو ہوئی غفراں مآب نے شادی کے لئے اپنا دولت خانہ گلشن محل نوشہ کو دیا خود بدولت شریک بزم ہوئے اور دست خاص سے دولہا کو سرپیچ۔ جیغہ۔ کلغی۔ طرہ۔ مرصع دستبند باندھا۔ دوسری ربیع الثانی کو اپنے محلات مبارک کے ہمراہ میر عالم کے مکان میں تشریف لائے اور دولہن کو جواہر گراں بہا عنایت فرمائے اور میر عالم نے ایک کشتی جواہر اور کئی خوان ملبوسات نذر کئے۔ اٹھائیسویں محرم ۱۲۱۴ھ کو میر عالم کی ان صاحبزادی کا وضع حمل ہوا اور اس کے دو گھنٹے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ غفراں مآب نے بغرض تعزیت ارسطو جاہ کو ان کے گھر روانہ

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) سے ہوتا ہے جو گورنر جنرل بہادر کو لکھا گیا تھا اس کے ایک حصہ کا ترجمہ یہ ہے۔

"آپ نے میسور کی حکومت ہمارے لڑکے کو سرفراز فرمائی ہے اور پورنیا کو دیوان بنایا ہے جو ہماری خوشی کا باعث ہوا ہماری حکومت منتزع ہو کر چالیس برس ہو گئے اب آپ نے اپنی عنایت سے ہمارا ملک پھر ہم کو دیدیا اور پورنیا کو ہمارا دیوان مقرر کیا ہے جب تک مہر و ماہ تاباں و درخشاں ہیں ہم آپ کی سلطنت کے خلاف نہ ہوں گے۔"....."

پورنیا ایک ہوشیار اور لایق برہمن تھا اور ۱۸۱۲ء تک اپنے مفوضہ خدمات انگریزی رزیڈنٹ باری کلوز کے ساتھ ادا کرتا رہا۔

فرمایا نومولود کا نام خود بدولت نے عبداللہ رکھا۔ کپل بہادر بنڈہ تین لاکھ کی جاگیر میں انہیں کو سرفراز ہوا تھا۔ (سنہ ۱۲۱۹ھ) میر سید محمد نام ایک صاحب نے تواریخ اوصاف نیر کے نام سے ایک کتاب مدون کی ہے اس میں جعفری[1] تخلص کسی شاعر کی ایک تاریخ اس جاگیر کی سرفرازی کی نسبت لکھی ہے جس کی رو سے سن سرفرازی جاگیر کپل سنہ ۱۲۲۲ھ ظاہر ہوتا ہے اور خزانۂ رسول خانی سے سنہ ۱۲۱۹ھ میں اس کی سرفرازی ثابت ہوتی ہے جعفری کے تاریخی اشعار یہ ہیں :—

منیر الملک با بخت ہمایوں	بیا بد اقتدار روز افزوں
.....	.....
بنور چشمش عبداللہ صاحب	عنایات الٰہی ہست مقروں
بہار تازہ یابد از ترقی	بباغ زندگی آں سرو موزوں
بہ او صد ملک بخشند حق چو کپل	بود دوار تا دوران گردوں
شنو تاریخ جاگیر از دل شاد	کہ "ایں ملک خوش کپل ہمایوں

اس سے سن سرفرازی بارہ سو بائیس معلوم ہوتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے اس کے بیان کو ہم قابل اعتماد اس وجہ سے نہیں سمجھتے کہ اس نے تاریخ ایک مورخ کی حیثیت سے

---

[1] یہ وہی جعفری ہیں جنہوں نے مذہب و اخلاق میں ایک کتاب موسوم بہ حجۃ البالغہ لکھی جو اردو زبان کی نظم میں ہے اور اس کا سن تالیف مصنف نے اس مصرعہ سے (رکھا تحفۂ جعفری اس کا نام) سنہ ۱۲۵۵ھ ظاہر کیا ہے یہ اسی مصنف کے عہد پیری کی کتاب ہے ۱۲

نہیں بلکہ ایک شاعر یا مداح نیر الملک کی حیثیت سے لکھی ہے ایسی صورت میں اس کا فریضہ یہ نہیں تھا کہ تاریخ کی تحقیق کرتا اس جاگیر کے متعلق باب آئندہ میں ہم نے طرحت کی ہے

میر عالم نے اپنی دوسری لڑکی صاحب بیگم کو ۱۲۱۹ھ میں نیر الملک کے عقد میں دیا، ان سے دو لڑکے ہوئے (۱) محمد علی خاں شجاع الدولہ (۲) عالم علی خاں سراج الملک عالیجناب میر یوسف علی خاں نواب سالار جنگ بہادر انہیں محمد علی خاں شجاع الدولہ کے پرپوتے ہیں۔

جاگیرات

۱۔ میر عالم کی جاگیرات میں ایک جاگیر ان کی آبائی تھی جس کا نام پھلوادی تھا اور محاصل دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپے اور وہ پرگنہ پٹنچرو میں واقع تھی یہ جاگیر غفران مآب نے میر عالم کے والد کو عطا کی تھی ان کے انتقال کے بعد وہ ان کے نام پر منتقل ہوئی ان کے بعد ان کے حسب وصیت یہ موضع ان کے نواسے عبداللہ صاحب شجع الدولہ کی ملکیت میں آیا اور پھر وہ سراج الملک کے پاس منتقل ہوا ممالک محروسہ سرکار عالی کے بندوبست ۱۲۹۰ف تک بھی یہ موضع برابر جاگیر ہی میں شامل تھا لیکن جب رویژن ۱۳۱۰ف ہوا تو اس وقت یہ جاگیرات سے خارج ہو کر شریک خالصہ ہو گیا یہ وہ زمانہ ہے کہ نواب لائق علی خاں سر سالار جنگ بہادر کے انتقال کے بعد اُن کا تمام اسٹیٹ زیر انتظام کورٹ آف وارڈز تھا۔ اب یہ تعلقہ کلبگور کے مواضعات میں داخل ہے اس شمول و خروج کے متعلق ہماری تحقیق و تلاش نتیجہ خیز نہیں ہوئی۔

۲۔ میسور کی تیسری جنگ کے صلح نامہ کی رو سے جو علاقہ سرکار نظام کے حصہ میں آیا اُس میں سے ان کو کپل کا علاقہ جاگیر میں ملا جس کے انتظام پر میر عالم نے عبدالعزیز خاں کو مامور کیا تھا انھوں نے آس پاس کے زمینداروں کی دست درازی کی اطلاع اپنے ایک خط مورخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ میں ببر جنگ کو کی جس میں وہ لکھتے ہیں :۔

"دریں ولا بتکرار بدریافت می رسد کہ مفسدان خیرہ سر تعلقہ متعلقہ آں مہربان ..... بر دیہات تعلقۂ نظام گڈھ عرف کوپل دست درازی و بارعایائے آنجا در مقام اذیت پردازی می باشند از آنجا کہ تعلقۂ مذکور از حضور در جاگیر نواب صاحب معلی القاب نواب میر عالم بہادر مقرر واین معنی از خارج بسمع شریف ہم رسیدہ باشد ....."

اس سے ظاہر ہے کہ اسی زمانے میں ان کو کپل سرکار نظام سے جاگیر میں مل چکا تھا اس کے بعد ۱۲ اکٹوبر ۱۸۰۰ء م ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۵ھ کے عہد نامے کی پانچویں دفعہ کے اعتبار سے منجملہ اور اضلاع کے یہ بھی انگریزی افواج متعینہ کی تنخواہ میں سرکار انگریزی میں ضم ہوگیا لیکن اسی عہد نامہ کی چھٹی دفعہ کی رو سے دریائے تنگبھدرا سرحد سرکارین قرار پائی اور اس وجہ سے انگریزی سرکار نے بعوض دوسرے اضلاع کے اس کو واپس کر دیا اس کے بعد (۱۲۱۹ھ) اُس زمانے میں جبکہ میر عالم اور مہپت رام میں باہمی مخالفت تھی سکندر جاہ نے اس کی سند میر عالم کے نواسے عبداللہ صاحب شجع الدولہ کے نام عطا کی لیکن ۲۱ مئے ۱۸۵۳ء م ۱۲ شعبان ۱۲۶۹ھ کے عہد نامہ کی دفعہ ششم کے بموجب علاقہ دوابہ کے ساتھ کپل پھر انگریزی سرکار میں منتقل ہوگیا اس کے بعد جب مختار الملک کے

عہد میں بروئے عہدنامہ ۱۸۰۳ء علاقۂ برار سرکار عالی سے انگریزی سرکار میں منتقل ہوا تو اس میں سراج الملک کی جاگیر کے آٹھ موضع بھی انگریزی میں جاتے رہے جن کے معاوضہ میں مختار الملک کی خواہش اور ان کے انتخاب پر علاقہ کپل سرکار انگریزی سے اُن کو جاگیر ملا اور اب تک بھی اسی طرح نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیرات میں داخل و شامل ہے۔

۳۔ میسور کی چوتھی جنگ میں جو حصہ سرکار نظام کو ملا اس کے بندوبست کے لئے میر عالم نامزد ہوئے تھے اسی زمانے میں ان کے صاحبزادے میر دوران کو عوض جمعیت (جس کی تعداد پانسو سوار اور دو ہزار جوانان بارتھی) میں تعلقۂ رائیدرگ وغیرہ جاگیر میں ملا چنانچہ اس کا ذکر میر عالم نے اپنے ایک خط میں کیا ہے جو انھوں نے ۲۷ رجب ۱۲۱۴ھ کو لارڈ کلیف گورنر مدراس کو لکھا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"دریں ولا از پیشگاہ حضور پر نور برخوردار کامگار میر دوران بہادر را در عوض جمعیت پانصد سوار و دو ہزار جوانان بار تعلقۂ رائے درگ وغیرہ محالات تفویض یافتہ و مخلص حسب الحکم حضور پر نور بربنائے انتظام و انتساق ملک ایں طرف دریائے کرشنا شرف دستوری یافتہ بتاریخ بیست و سیوم رجب المرجب عبور دریائے مذکور بعمل آمد ....."

اس سرفرازی کے بعد میر عالم نے اعلیحضرت سے معروضہ کیا کہ اگر حکم ہو تو فوج کے سردار انگریز مقرر کئے جاتے ہیں جس پر ارشاد ہوا کہ یہ ہماری عین خوشی ہے اس پر جب اس خطۂ ملک کے بندوبست کے لئے روانہ ہوئے تو انھوں نے جنرل ہارپر کو ایک خط (مورخہ ۱۹ رشعبان ۱۲۱۴ھ) لکھا جس میں انھوں نے بعض انگریزی سرداروں کے اپنے پاس

تقرر کی تحریک کی لیکن جہاں تک ہم کو معلوم ہے اس پر کوئی عمل نہیں ہوا اور انگریزی گورنمنٹ نے ۲۱ اکتوبر ۱۸۰۰ء کا عہد نامہ طے کرلیا جس کی دفعہ پنجم کے اعتبار سے رائے درگ اور اس کے ساتھ کے چھ تعلقات انگریزی سرکار میں مفوض ہو گئے اور اس جاگیر سے میر عالم یا ان کے صاحبزادے بھی اسی طرح محروم ہے جس طرح خود ارسطو جاہ یا سلیمان جاہ جن کے حق میں غفران مآب نے اس علاقہ کی سند لکھ دی تھی جو میسور کی چوتھی جنگ میں ان کے حصہ میں آئے جس کا ذکر تقسیم ملک میسور کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ اور کئی موضع ہیں جن کا داخلہ میر عالم کے وصیت نامہ میں ملتا ہے چنانچہ

۱۔ ایک موضع موسوم بہ چنگل جمعی ۱۱ لاکھ روپیہ انھوں نے اپنی لڑکی صاحب بیگم کو دیا تھا

۲۔ ایک موضع قاضی پلی نام جمعی ۱۱ لاکھ روپیہ اپنی بہو نور جہاں آرا بیگم کو دیا تھا۔

۳ و ۴۔ دو موضع موسوم بہ کولن پلی و محمد شاہ پور جمعی ۱۱ لاکھ روپیہ اپنی ایک اور لڑکی خیر النسا بیگم کو دئے تھے۔

۵ تا ۸۔ اپنی بیوی زیب النسا بیگم کے نام چار[1] موضع جمعی ۱۱ لاکھ روپیہ دئے تھے۔

ان سب مواضع کے ساتھ "بموجب سند حضور پر نور" کے الفاظ تحریر ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل وصیت نامہ ان مواضع کے متعلق اعلیحضرت کی منظوری اور ان کی سند حاصل کرلی گئی تھی۔

اسی باب میں میر عالم کی جملہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کی تفصیل اور اس کی تقسیم بعد الموت کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وَھِیَ ھٰذا۔

---

[1] ان مواضع کے نام وصیت نامۂ مذکور سے صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکے ۱۲

انھوں نے ۷ ذیحجۃ الحرام ۱۲۲۰ھ ہجری کو ایک وصیت نامہ مرتب کیا تھا جو قاضی شریعت اللہ[1] خاں کی مہر سے مزین ہوا اور اس کی ایک نقل رزیڈنٹ کے پاس اور ایک دفتر قضائت میں داخل کر دیگئی اس کی رو سے ان کی تمام جائداد کے وصی رزیڈنٹ تامس سدنہام تھے۔ ریاست میں اور امراء و روساء کے ہوتے میر عالم نے رزیڈنٹ ہی کو وصی بنایا اس کی کوئی وجہ سوائے اس کے نہیں معلوم ہوتی کہ وصیت نامہ اس زمانے سے بالکل ہی قریب میں مرتب ہوا ہے جبکہ مہپت رام اور میر عالم میں جھگڑا تھا اور مہپت رام کی طرف سے یکسوئی نہیں ہوئی تھی اور میر عالم سے اعلیحضرت ابھی صاف نہیں ہوے تھے۔ اس جھگڑے میں رزیڈنٹ مذکور نے میر عالم کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس کا اظہار ہم نے اپنے موقع پر کر دیا ہے اس وجہ سے ممکن ہے کہ انھوں نے رزیڈنٹ کو اپنا مؤتمن قرار دیکر وصی گردانے کو مناسب تصور کیا ہو۔ بہرحال ان کے موصی لہم چھ تھے ایک زوجہ دو لڑکیاں ایک نواسہ (عبداللہ صاحب) ایک بہو اور ایک داماد۔ اور وقف جائداد کی نسبت یہ وصیت تھی کہ پنجہ شاہ کی دو کانات اور مسجد و سرائے وقف فی سبیل اللہ کی گئی ہیں ان کے متعلق موجب وقف نامہ مصدقہ عمل ہو۔ باقی جائداد میں جاگیرات کے علاوہ طلاء، و نقرہ و جواہر اور دو باغ ایک مکان اور ایک تالاب بھی تھا جنمیں سے عبداللہ صاحب کو ایک لاکھ کا زر و جواہر اور زیب النسا بیگم کو

---

[1] قاضی شریعت اللہ خاں موسوم بہ محمد یوسف خاں قاضی القضات افغانی شاہجہاں پوری عہد غفران مآب میں وارد دکن حیدرآباد ہوے پہلے درس تدریس اور پھر افتاء اور اس کے بعد ۱۲۱۱ھ میں خدمت قضائت بلدہ پر مامور ہوے۔

ایک لاکھ کے زیورات وجواہر اور ایک باغ اور ایک لاکھ کا زر وجواہر اور حویلی معہ دوکانات اور جلوخانہ صاحب بیگم کے حق میں اور پچاس ہزار کی مالیت کا زیور نور جہاں آرا بیگم کو اور پچیس ہزار کا خیر النسا بیگم کو اور تالاب داماد کے حق میں ہبہ ہوا تھا۔

عمارات و آثار

میر عالم کی وزارت چار سال چھ مہینے چار دن رہی اس قلیل عرصے میں اپنے بقائے نام کے بہت کچھ اسباب انھوں نے مہیا کئے۔ خیر خیرات کی۔ تعمیرات کے کام کئے لوگوں کے ساتھ اچھے اچھے سلوک کئے۔ یومیّے ماہواریں جاری کیں۔ ایسے ہی کام بقائے نام کے موجب ہوتے ہیں ان کی تعمیرات کی تفصیل ذیل میں بتائی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ اُن کو اس سے کس قدر دلچسپی تھی جو جو عمارتیں انھوں نے بنوائیں اس زمانے کی بہترین عمارتوں میں شمار ہوتی تھیں عام لوگ اُن کو عجوبۂ روزگار سمجھ کر دیکھتے

مساجد اور سرائیں (۱) میر عالم نے حیدرآباد سے چنیاپٹن مدراس تک اور اورنگ آباد پونہ اور بمبئی تک کے راستوں پر مسافروں کے لئے سرائیں اور مسجدیں بنوائیں اور باؤلیاں کھدوائیں جن میں سے اکثر آج تک بھی قایم ہیں جیسے ناندیڑ اور نلگنڈہ کی سرائیں ان سب کی تعمیر کی شکل ایک ہی وضع پر ہے یعنے مغربی سمت میں ایک چھوٹی سی مسجد اور اس کے شمال وجنوب میں سرائے پنجہ شاہ کی چوکھنڈی کی تصویر سے اس کا نقشہ معلوم ہوسکتا ہے

باغ کی تعمیر (۲) ۱۱۲۱ھ میں بلدۂ حیدرآباد کی شمالی سمت میں شہر پناہ سے ملحق

رود موسیٰ کے جنوبی کنارے پر ایک وسیع باغ معہ عمارات عالیشان تعمیر کروایا جو تک بارہ دری کے نام سے مشہور ہے اس کی تعمیر میں تین لاکھ روپیہ صرف ہوا اور اہتمام تعمیر علی بیگ خاں اور ابو احمد خاں اور بخشی اسمٰعیل خاں[1] کے سپرد تھا۔ میر عالم نے اپنی بارہ دری کی تعمیر کے لئے افسر الدولہ[2] کی حویلیاں لے کر ان کو اس میں شامل کر لیا اور اس کے معاوضہ میں ان کی جاگیر میں اضافہ کیا اور ان کے بھائیوں (غلام حیدر خاں و حسین علیخاں) کو تنخواہ مقرر کر کے راجہ چندو لال کے رسالۂ خاص میں داخل کیا اس بارہ دری میں بالا محل اور پائین محل کے نام کے دو محل تعمیر ہوئے۔ حمام خانہ بارہ دری اور جلوخانہ بھی اس میں بنائے گئے۔ باغ کی وسعت نئے پل[3] کے قریب سے محلۂ دار الشفا تک ندی کے کنارے کنارے ہے۔

جب یہ مکان اور باغ تیار ہو چکا تو اس میں میر عالم نے اعلیحضرت کی سالگرہ کا جشن ترتیب دیا حضور مہمان ہوئے مراجعت کے وقت وہ تمام جواہر جو میر عالم نے فتح سرینگ پٹن میں اعلیحضرت کے حصہ میں وصول کئے تھے بندگانعالی کی نذر کئے۔ ان

---

[1] یہ قوم کے تنولی تھے۔ داراجاہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے ٹیپو سلطان کی جنگ میں داراجاہ کی رفاقت کے باعث ترقی پائی اور ان کے انتقال کے بعد یہ اپنی جمعیت کے ساتھ میر عالم کے پاس حاضر ہوئے انھوں نے بخشی کو عمارات کی داروغگی بخشی اور جمعیت بھی حسب سابق بحال رکھی۔ ان کی جمعیت کی تنخواہ کے عوض میں تعلقۂ پاینا پٹیجہ ان کے تفویض ہوا۔

[2] نام علی نامی ایک منصبدار تھے ان کے یہ فرزند تھے صوبہ برار میں ان کی جاگیر تھی اول شمس الامرا کی رفاقت میں رہتے تھے ان سے الگ ہو کر میر عالم سے موافقت پیدا کی۔

[3] یہ پل افضل الدولہ آصف جاہ پنجم کے عہد کی عمارات سے ہے جو دہلی دروازہ کے متصل تعمیر ہوا ہے وجیہ الدین خان معنی نے اسکی تاریخ تعمیر کہی ہے جس کا مادہ ہے "صراط مستقیم رود موسیٰ" اس سے سن تعمیر ۱۲۷۶ھ نکلتا ہے یہی مادہ پل کے دروازے پر ابتک بصورت کتبہ موجود ہے۔

جواہرات کی قیمت ساہوکاری کاروان اور ندی پار[1] کے تمام جوہریوں نے بالاتفاق تین لاکھ روپے آنکی۔ ان مشخصہ جواہرات کے علاوہ دو قابل الذکر اجزا یہ تھے (۱) ایک ہار جس میں سو دانے یاقوت کے تھے ان میں سے ہر ایک جنگلی بیر کے برابر تھا اور رنگ سب کا اصلی رمانی تھا۔ تمام جوہریوں نے اس ہار کو لاقیمت ٹھیرایا اس سبب سے کہ انھوں نے ایسے یاقوتوں کا ہار بچشم خود نہیں دیکھا تھا اور جو چیز دیکھی نہ گئی ہو اس کی قیمت کس طرح لگائی جائے (۲) ایک طلائی مرصع پاندان جس میں اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے الماس یاقوت زمرد جڑے ہوئے تھے اور اس پاندان کے ساتھ سات بگ پان ایک ایک زمرد کے تراشے ہوئے تھے میر عالم نے یہ جواہر مستقیم الدولہ کے پاس رکھائے تھے جب وہ شہر بدر ہوئے تو یہ انھیں کے پاس رہے باوجود مطالبہ وہ کہتے رہے کہ بلدہ آکر میں خود دونگا مجھے آنے کی اجازت دلوائے منیر الملک داماد میر عالم جو امور دیوانی میں ان کے شریک تھے مستقیم الدولہ کا یہاں آنا پسند نہیں کرتے تھے اور ہمیشہ میر عالم سے ان کے خلاف کہا کرتے تھے آخر میر عالم نے مستقیم الدولہ کے پاس اپنے چچیرے بھائی محمد علی شوستری اور میر عبد اللطیف شوستری علی بیگ خاں سوداگر۔ راجہ بالمکند (پیشکار خانگی میر عالم) اور شیخ دوست علی خاں کو جواہر کے وصول کرنے کے واسطے بھیجا یہ سب گئے وصول کی کوشش کی مگر کامیاب نہ آئی آخر خواجہ غلام حسین خان زبان خان (مصنف گلزار آصفی) نے مستقیم الدولہ کو نشیب و فراز بتا کر جواہر مذکور کے حوالہ کرنے پر آمادہ کیا

---

[1] ندی پار یہ حیدرآباد کے ایک محلہ کا نام ہے جو تیرھویں صدی کے ختم ہونے کے بعد بھی ایک عرصہ تک اسی نام سے نامزد رہا اس محلہ کا کوئی خاص مقام نہیں بلکہ حیدرآباد سے دہلی دروازہ یا نئے پل کے اس پار اودھر بیگم بازار تک اور مزید شمال تک پورا محلہ ندی پار کے نام سے موسوم تھا اب اس خطہ میں کئی محلے مختلف ناموں کے ہوگئے ہیں جن میں سے افضل گنج عثمان شاہی گولی گوڑہ مہاراج گنج مشہور ہیں۔

بادل ناخواستہ انھوں نے جواہر وغیرہ مذکور کے حوالے کئے اور اس نے میر عالم کو پہنچایا اور انھوں نے اعلیحضرت کی نذر کئے۔

باغ میں جنگ | بارہ دری میں اعلیحضرت کے رونق افروز ہونے کے بعد میر عالم نے عام اجازت دیدی کہ جو شخص چاہے بارہ دری کی سیر کو آئے اور انھوں نے اس باغ میں آنیوالوں کے واسطے اپنے پاورچیخانہ کے داروغہ کو یہ حکم بھی دے رکھا تھا کہ جو لوگ کھانے کے وقت وہاں موجود ہوں ان کے لئے کھانے کے خوان بھیجدئے جایا کریں تفریح کی اس عام اجازت کی بناء پر ایک دن نیاز بہادر[1] خاں اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ بارہ دری میں آکر آئینہ خانہ کی متصلہ چھت پر پتنگ بازی کر رہے تھے۔ شام شام کو سلطان[2] میاں بھی اپنے چند سواروں کے ہمراہ سیر کی غرض سے آئے ان دنوں کسی بنا پر نیاز بہادر خاں اور سلطان میاں میں باہمی نزاع تھی۔ سیر کرتے ہوئے سلطان میاں اور ان کے ہمراہی آئینہ خانہ کی طرف نکل آئے اور چاہتے تھے کہ اس کی بھی سیر کریں اس میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ تھا نیاز بہادر خاں

---

[1] نیاز بہادر خاں۔ بہادر بیگ خاں ابن نیاز بیگ خاں کے فرزند ہندوستان کے باشندے تھے اور حیدرآباد میں پیدا ہوئے روزگار کے لئے بذات خود آئے اور پہلے نورالامرا کے رسالہ میں اور پھر عاشور بیگ خاں کے رسالہ میں ملازم ہوئے اور عاشور بیگ خاں کے انتقال کے بعد ان کی لڑکی سے شادی کی اور اس قرابت کے ذریعہ سے عاشور بیگ کے رسالہ پر (جو ایک ہزار سوار اور ساڑھے تین سو جوانان علی عوض پر مشتمل تھا) سرفرازی پائی۔

[2] سلطان میاں۔ افغان قوم کے پیرزادے تھے ہندوستان کے علاقہ کندیلہ کے باشندے تھے غفران مآب کے عہد میں حیدرآباد آئے پہلے تجارت کرتے تھے پھر جب ارسطو جاہ کی ہمشیرہ نواب بیگم کی دوسری لڑکی سلطان میاں کے لڑکے دادا میاں سے منسوب ہوئی تو ان کو (سلطان میاں کو) پہلے دو سو سوار کی سرفرازی ہوئی اور ان کی تنخواہ میں پرگنہ اکل کور عطا ہوا اور پھر پانچ سو سوار تک اضافہ ہوا۔

نے خیال کیا کہ "سلطان میاں مجھ سے لڑنے آیا ہے" معاً اس نے دروازہ بند کرلیا۔ اس پر سے جانبین میں تند و تلخ گفتگو ہوی اور بندوق و قرابین کی دوں واں چلی۔ اس کے بعد دروازہ کھلا۔ اور شمشیر پر ہاتھ پڑا تلوار کی کھپا کھپ سے جانبین میں کئی ایک زخمی ہوے دو ایک مرے بھی مغرب تک جنگ رہی آخر نیاز بہادر خاں موقع پاکر پائین محل کے اوپر کی عریض دیوار پر سے ندی میں کود پڑے اور کوٹھی میں داخل ہوگئے۔ یہ واقعہ ایسا ہوا کہ اس کے بعد سے سیر کی عام اجازت موقوف ہوگئی اور بارہ دری کا دروازہ عوام پر بند ہوگیا۔

میر عالم نے بارہ دری کے محل کے بالاخانہ کی پیشانی پر نادر قلم خاں[1] سے کچھ اشعار لکھوائے تھے یہ اشعار بہت معنی خیز ہیں اور میر عالم کی خاص طبیعت اور جدت کا پتہ دیتے ہیں اس لئے ہم ان کو یہاں نقل کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

مقصد زکاخ و صفہ و ایواں نگاشتن — کاشانہ ہائے سر بفلک برفراشتن
گلہائے رنگ رنگ و درختان میوہ دار — در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن
دانی کہ چیست تا بمراد دل اندر آں — یک لحظہ دوستی بتواں شاد داشتن
ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کنند — از گل عمارتے کہ بباید گزاشتن

مکانات | (۳) اپنے رہنے کا مکان بنوایا تھا جس کے متعلق مورخین وقت کا خیال ہے کہ اس زمانے میں میر عالم کے مکان کے جیسی خوشنما اور وسیع عمارتیں بہت کم تھیں اس کے

---

[1] محمد علی عالمگیری کے بیٹے محمد باقر نام اور نادر قلم خاں خطاب تھا اچھے خوشنویس تھے اور مشہور خوشنویس محمد دیا کے شاگرد تھے خط نستعلیق میں اتنی مشق بہم پہنچائی تھی کہ پونسو طریقے سے نستعلیق لکھتے غفراں مآب کی سرکار میں دو سو روپیہ ماہوار پر ملازم تھے خطاخن بھی خوب لکھتے تھے ۱۲۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

کئی حصّے تھے زنانہ مکان کا حصّہ میر عالم کی منڈی کے شمالی رُخ پر واقع تھا اور منڈی کے شمال رُخ پر واقع تھا اور اُس کے شمال مشرقی گوشہ میں پھاٹک ہے وہ اس زنانہ حصہ کی دیوڑھی کا دروازہ تھا زنانہ مکان میں شمال رویہ اور جنوب رویہ دو بڑے دالان اور دَر دالان اور پیش دالان تھے شمال رویہ حصّہ کے اوپر بالاخانہ بھی تھا اور مشرقی اور مغربی سمت میں بیوتات تھے دالانوں کے درمیان ایک وسیع صحن تھا جس کے درمیان ایک بڑا مربع حوض تھا اب اس مکان کی حالت خستہ ہوگئی ہے جابجا منہدم ہوتا جارہا ہے جس وقت ہم اس کو دیکھنے گئے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بعض غربا اس کے مختلف حصص میں فروکش ہیں اور صحن میں جو کیاریاں بنی ہوی تھیں ان میں تماکو کی کاشت ہوی ہے زنانہ مکان کے مغربی سمت میں دیوان خانہ خاص تھا جس میں میر عالم برآمد ہوتے اور مشتاقان ملاقات سے ملتے جلتے تھے اور درباریوں کا آداب مجرئی بھی اسی میں ہوتا تھا۔ اس مردانہ مکان کا دروازہ منڈی کے شمالی سمت میں واقع ہے۔

ایک حصّہ مکان مرغ خانے کی باولی کے پاس واقع ہے جو عاشور خانہ کے نام سے موسوم ہے جہاں علم مبارک استادہ ہوتے تھے اور یہیں جشن حیدری بھی منایا جاتا تھا اسی مکان کے جنوب مشرقی سمت میں ایک اور حصّہ مکان ہے یہ بھی انہیں کا بنایا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اون کی زندگی میں اون کی صاحبزادی کے لئے مخصوص تھا اب اس مکان کی حالت نہایت ابتر ہوگئی ہے اگرچیکہ پندرہ بیس سال پیشتر نواب شجاع الملک کی

بیگم صاحبہ نے جو عالیجناب نواب فخر الملک بہادر کی صاحبزادی ہوتی ہیں اپنی بود و باش کے لئے اس کی تعمیر و ترمیم کی تھیں لیکن اس کے بعد سے ابتک اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی اسی وجہ سے یہ مکان قریب ہے کہ منہدم ہو جائے۔

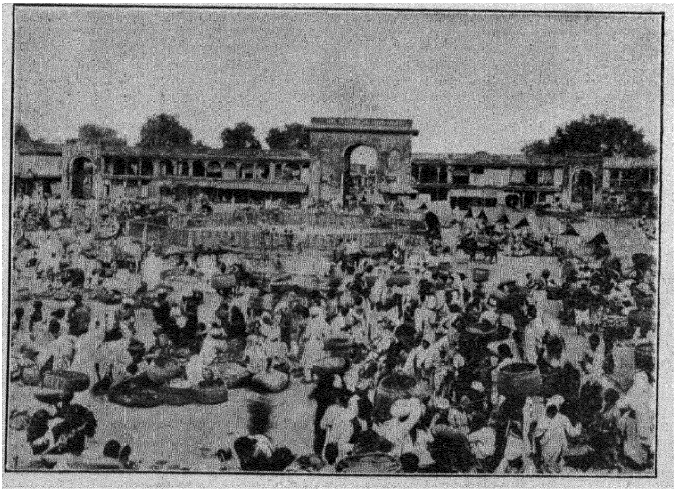
بہر حال میر عالم کے مکان اور باغ کی تمام عمارات کی شان اور وضع قریباً ایک ہے جس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ خاص وضع میر عالم کو بہت مرغوب تھی۔

منڈی کی تعمیر (۴) اپنے مکان سے متصل ایک بڑی منڈی تعمیر اور قائم کی جس کا نام مغفرت منزل کے خطاب سکندر جاہ پر سکندر گنج رکھا گیا تھا لیکن اس نام سے مشہور نہ ہوی اس میں جو مسجد موجود ہے وہ بھی انھیں کی تعمیر کردہ ہے مسجد کی درمیانی کمان کی پیشانی پر ایک سیاہ پتھر کا کتبہ لگا ہوا ہے جس میں خط نسخ سے "ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" کندہ ہے اس کے تحت سنہ ۱۲۲۰ھ لکھا ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس مسجد کی تعمیر اسی سن میں ہوئی۔ لیکن اُس عربی فقرے سے بارہ سو چوبن اعداد حاصل ہوتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقرہ تاریخی نہیں ہے۔

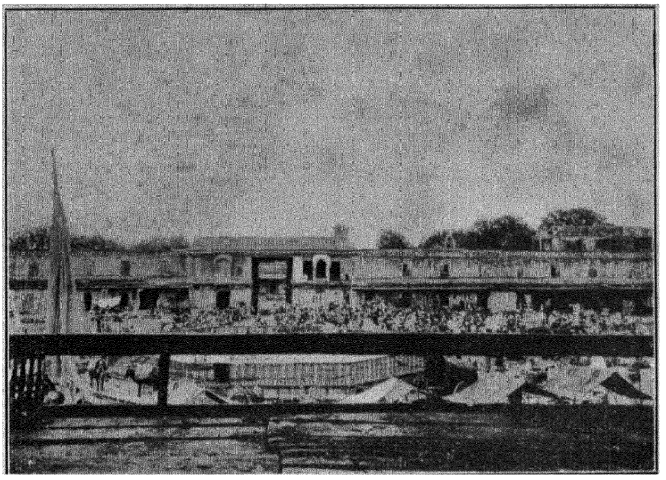
یہ منڈی اب "میر عالم کی منڈی" کہلاتی ہے اس کی چار سمتوں میں چھ کمانیں ہیں جن میں سے مغربی دو کمانوں میں سے ایک کمان ایرانی گلی کے راستہ پر واقع ہے اس میں ہو کر ایرانی گلی پنجہ شاہ۔ کالی کمان۔ گلزار حوض کو جا سکتے ہیں اور دوسری مغربی کمان کوچہ نسیم کے رستہ پر ہے۔ جس میں سے مچھلی کمان کو راستہ نکلتا ہے۔ شمال رویہ پھاٹک میر عالم کے دیوانخانۂ خاص کا دروازہ ہے۔ مشرقی دروازوں میں سے صرف درمیانی دروازہ



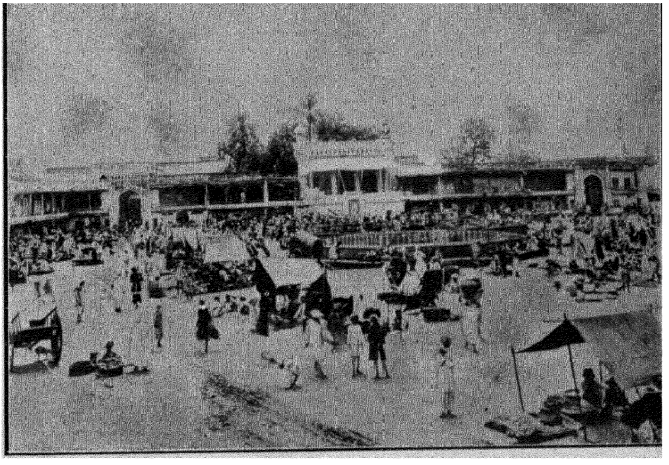
صبر عالم کی منڈی کے جنوبی رخ کی تصویر



صبر عالم کی منڈی کے مشرقی رخ کی تصویر



میر عالم کی منڈی کے شمالی رخ کی تصویر



میر عالم کی منڈی کے مغربی رخ کی تصویر

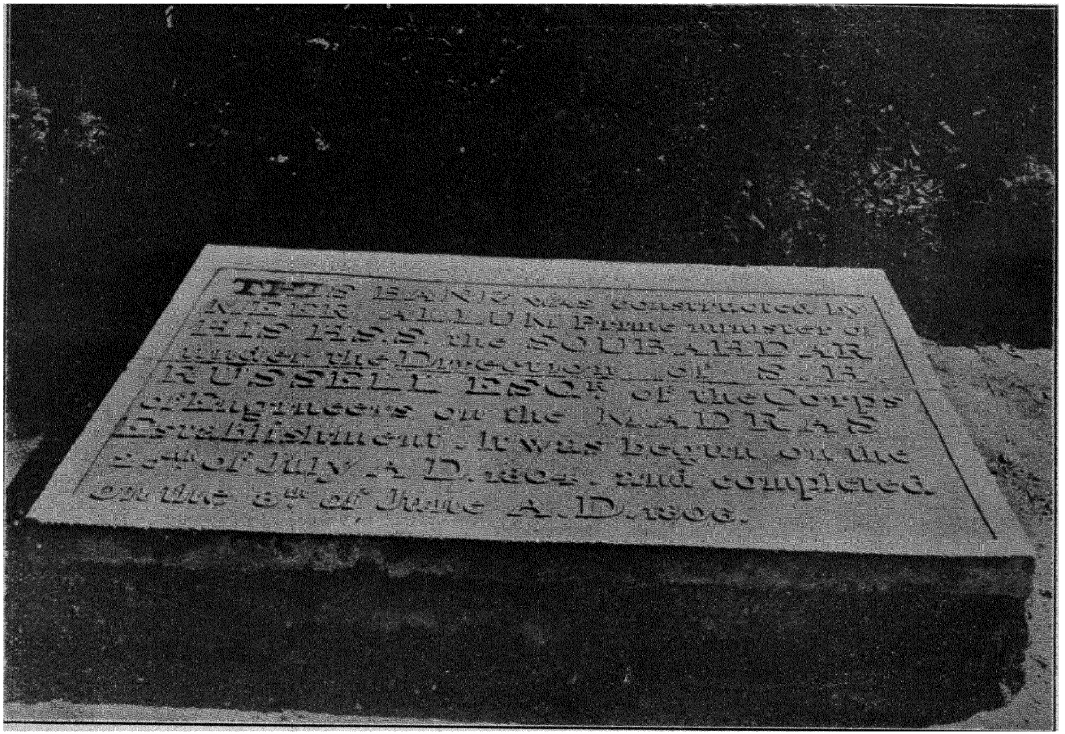
نافذہ ہے جس میں سے راستہ پرانی حویلی ایلچی بیگ کی کمان عرض بیگی کی ڈیوڑھی کی طرف نکلتا ہے جنوب مشرقی کمان میں سے بنڈی خانے کا راستہ ہے یہ منڈی ایک زمانہ سے خستہ حالت میں تھی۔ حال میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی توجہ اس کی طرف منعطف ہوئی ہے۔ اس منڈی کے بیچوں بیچ جو بڑا حوض تھا اس کو توڑ کر اس میں ایک مشت پہلو سائبان خوبصورتی سے ڈالا گیا ہے اور یہ مقام قصابوں کے بیوپار کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس کے اطراف قریباً مثلث شکل کی جگہ مشرقی دروازہ سے لیکر مغربی رخ پر مسجد کے قریب تک چھوڑ دی گئی ہے اور اس کے اطراف پختہ سڑک ڈالدی گئی ہے جس کے دونوں طرف حسب ضرورت ونشاء بیوپاری اپنی اپنی اٹھاؤ دوکانیں قایم کرلے سکتے ہیں بیوپاریوں پر ایک مقامی محصول مقرر ہے جس کے روزانہ ادا کرنے پر وہ اس جگہ اپنی دوکان قایم کرنے یا وہاں اپنے اجناس کے رکھنے اور فروخت کرنے کے مجاز ہو جاتے ہیں۔ یوں تو ہمارے حیدرآباد میں ایک اور منڈی "سبزی منڈی" کے نام سے مشہور ہے لیکن انتظام اور عمارت اور مقام وقوع کے اعتبار سے اس کے مماثل نہیں۔

تالاب میر عالم (۵) فتح سرینگ پٹن میں میر عالم کو جو انعام ملا تھا خاص اسی انعام کے روپے سے حیدرآباد کی مغربی جانب پانچ میل کے فاصلے پر ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء میں انھوں نے ایک تالاب بنوایا تھا جو انھیں کے نام سے ابتک مشہور ہے اس کا اہتمام تعمیر انگلینڈ کے ایک ماہر فن کے سپرد تھا۔ اس کی تعمیر اس طرح ہوی کہ عیسیٰ ندی پر (جس کو عام لوگ

ساکل کہتے ہیں) موضع کوتوال گوڑہ کے قریب ایک بند ساٹھ ہزار روپے کے خرچ سے بنایا گیا۔ اور اس سے ایک نالہ نکالکر عید گاہ کے قریب کی نشیبی زمین میں پہنچایا گیا اور اس کی شمالی اور جنوبی بلندیوں کو ایک کٹہ کے ذریعے سے ملا دیا گیا۔ تالاب کے کٹہ کی شکل فی الجملہ ایک بڑے سے نصف دائرے کی ہے جو اکیس چھوٹے چھوٹے نصف دائروں پر مشتمل ہے اور ہر دو نصف دائروں کے مفصل پر آگے کو بڑھی ہوئی ایک بندش فصیل کے برج کی سی ہے تالاب ۸ میل محیط ہے اور کٹہ کا طول ایکہزار ایک سو بیس گز ہے اس کٹہ کی تعمیر میں تین لاکھ روپیہ صرف ہوا مہتمم تعمیر ایک انگریز انجنیر ہنری رسل نامی تھا جو فرنگی عمارات کا داروغہ تھا۔ نواب عماد الملک بلگرامی اور سی ولمٹ نے اپنی تاریخ میں یہ بیان[1] کیا ہے کہ اس تالاب کی تعمیر ان فرانسیسی انجنیروں کے ذریعہ ہوی جو گورنمنٹ کی ملازمت میں تھے ممکن ہے کہ ان کا استدلال گلزار آصفیہ پر ہوس واسطے کہ اس کا بیان بھی یہی ہے لیکن ہم اس بیان کو تسلیم نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ میسور کی چوتھی جنگ کے قبل ۱۲۱۳ھ م ۱۷۹۹ء میں جو صلح ہوئی اس کے ذریعہ فرانسیسی فوج اور تمام فرانسیسی عہدہ دار جو فوج میں گورنمنٹ کے ملازم تھے برطرف اور ممالک محروسہ سرکار عالی سے خارج کردئے گئے تھے اور تالاب کی بناء ۱۲۲۱ھ میں پڑی اس واسطے یہ صحیح نہیں ہوسکتا کہ اس کی تعمیر فرانسیسی انجنیروں کے زیر اہتمام ہوی۔ اس تالاب اور کتوے کی تاریخ تعمیر اور اس کے تعمیر کنندہ انجنیر کا نام اس کتبہ سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے جو اس کی تعمیر کے

---

[1] ہسٹاریکل اینڈ ڈسکرپٹیو اسکیچ آف ہز ہائنس دی نظامس ٹو می فی الس جلد ۲ صفحہ ۶۰۹۔



میر عالم کے کتوے کے کتبہ کی تصویر

ختم پر تیار کرکے کوتوال گوڑے کے بند کے پاس ایک بلندی پر نصب کیا گیا تھا اور ختم تعمیر حمایت ساگر تک بھی یہ وہیں موجود تھا لیکن جب حمایت ساگر میں پانی روکا جانے لگا نواب سالار جنگ بہادر نے اس خیال سے کہ کہیں یہ کتبہ بھی غرقاب نہ ہو جائے اس کو وہاں سے نکلوا کر اپنے باغ واقع تالاب میر عالم کے مکان کے سامنے فرش زمین پر رکھوا دیا ہے۔ یہ کتبہ سنگ سیاہ کی دو سلوں پر مشتمل ہے جن کا مجموعی طول و عرض ۴ × ۳ فٹ ہے اس کی تحریر انگریزی زبان میں اور ۹ سطروں میں ہے جس میں بند کے بنانے اور بنوانے والے کا نام اور تاریخ آغاز و اختتام کا درج ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی کے مقبوضات علاقۂ مدراس کے ایک انجینر مسمی سیس تیج رسل کے زیر نگرانی اس کی تعمیر ہوئی اصل کتبہ کی صورت حال فسلکہ فوٹو سے معلوم ہوگی۔

تالاب کے کٹہ کی بجر | جب اس تالاب کے کٹہ کی تعمیر مکمل ہوگئی اور تالاب میں پانی جمع ہونے لگا تو پتھروں کے جوڑوں میں سے بجر ہونے لگی اور اس بجر کے ساتھ چونہ بہنے لگا۔ جس سے قیاس ہوتا تھا کہ کمان کے پتھر چونہ کی گرفت سے چھوٹ کر پانی کے زور سے ڈھل جائینگے میر عالم نے انجینر کو لکھا کہ یہاں کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ چونہ بہنے سے پتھر علیحدہ ہو کر کٹہ ٹوٹ جائیگا۔ اس نے جواب دیا کہ تالاب کی ریگ ابھی کمانوں کی دروازوں میں بیٹھی نہیں ہے اور ریگڑا اور چونہ گھل مل کر ان میں چپکا نہیں ہے اس لئے یہ ریزش جاری ہے دو سال کی مدت میں تالاب پورا بھر جائیگا تو پھر کٹہ میں ایسی کوئی بجر نہیں رہیگی اگر دو سال کے اندر اندر کٹہ ٹوٹ جائے تو انگریزی کمپنی اس کی ذمہ دار ہے وہ اس کی تعمیر کا پورا پورا خرچ

دیدیگی اس انجینیر نے اس کے ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کٹہ کی مزید مضبوطی کا خیال ہے تو بہتر ہوگا کہ اس کا پچھلا عمیق حصہ مٹی سے پاٹ دیا جائے اور اس کام کے لئے تخمیناً ایک لاکھ روپیہ اور صرف ہوگا۔ پھر ہزار سال تک کٹہ کو کوئی دھوکا نہیں۔ دو سال میں جب تالاب بھر چکا تو پجر کے ساتھ جونا آنا بھی بند ہوگیا۔ میر عالم کو موت نے مہلت ندی کہ وہ کٹہ کے پیچھے مٹی ڈلوا کر اس کو اور پائدار کر دیتے اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کٹہ کے بیرونی رخ پتھروں میں پجر پائی جاتی ہے بایں ہمہ کٹہ کی مضبوطی میں کوئی فرق نہیں آیا ہے کٹہ کی بڑی خوبصورتی اور عمدگی یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی چادر جسے النگ بھی کہتے ہیں علیحدہ نہیں بنائی گئی ہے تالابوں میں بالعموم کٹوں کے ایک طرف ذرا بلندی پر چادر بنائی جاتی ہے تالاب میں اُس کی مقررہ مقدار سے جتنا زیادہ پانی آتا ہے اس کے ذریعہ نکل جاتا ہے۔ اس تالاب میں سارا کٹہ ایسا بنایا گیا ہے جو ازاول تا آخر چادر کا کام دیتا ہے۔ کٹہ تک پانی اس میں جمع رہ سکتا ہے اور اس سے جتنا زیادہ ہوتا ہے کٹہ ہی پر سے بہ کر دوسری طرف نکل جاتا ہے جس سے فاضل پانی کا کوئی زاید بار کٹہ پر نہیں پڑ سکتا۔ اسی وجہ سے اب تک بھی اس کٹہ میں کوئی خرابی یا کمزوری کہیں نہیں پائی جاتی۔ کوتوال گوڑہ کے کتوے کے جس نالے کے ذریعہ سے اس تالاب میں پانی کی آمد تھی وہ حمایت ساگر[1] کی تعمیر کے زمانہ سے

---

[1] ۱۳۲۶ھ میں موسیٰ ندی کو شدید طغیانی ہوئی تھی جس سے بلدہ حیدرآباد کا بہت بڑا حصہ متاثر ہوا تھا۔ اس کے بعد اس طغیانی کے مسئلہ پر سربراہ کارانِ دولت نے غور کی ان میں بعض تجاویز طے پائے جن میں سے ایک یہ تھا کہ موسیٰ ندی اور عیسیٰ ندی میں سے ہر ایک پر ایک ایک بند قایم کر کے خزانۂ آب تعمیر کیا جائے پہلے موسیٰ ندی پر عثمان ساگر نام سے ایک تالاب تعمیر ہوا۔ اس کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد قلعۂ گولکنڈہ کے جانب جنوب اور حیدرآباد کے مغرب میں بارہ میل فاصلے پر اس تالاب کی تعمیر کا آغاز ۱۳۳۷ھ میں ہوا اس کا نام شاہزادۂ ولی عہد نواب میر حمایت علیخاں اعظم جاہ

بند ہوگئی ہے اس لئے تالاب کے پانی کی مقدار گھٹنے لگ گئی ہے۔ آج سے چھ سال قبل اسی تالاب کا پانی کٹہ کے بالکل برابر رہتا تھا اب ہم دیکھتے ہیں کہ کٹہ سے کوئی دو ڈھائی گز سے زیادہ نیچے اُتر گیا ہے۔ اس تالاب سے ایک نالہ نکالکر رکن الدولہ کے بم (حوض) سے اوپر غازی بنڈہ کے قریب ایک بڑا بم تیار کرکے اسمیں اس نالے کو پہنچایا گیا اور اس بم سے ایک نہر نکالکر شہر کی طرف لائی گئی اور اس سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکالکر مکانوں اور باغوں میں جگہ جگہ پہنچائی گئیں اس بم کی تعمیر کی تاریخ اُس کتبہ سے معلوم ہوتی ہے جو اس کی دیوار پر ایک پتھر میں کندہ کراکے نصب کیا گیا ہے کتبہ میں بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرِیْھَا وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُجْرِیْھَا دو سطروں میں لکھا گیا ہے اور ان کے نیچے سنہ ۱۲۲۱ھ ڈالا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تالاب کے کتوے اور بم کی تعمیر کا ایک ہی سال ہے اس کتبہ کو بھی نواب سالار جنگ بہادر نے یہاں سے نکلوا کر اپنے باغ واقع تالاب میں منتقل کر دیا ہے کتبہ سنگ سیاہ کا ہے جو طول و عرض میں ۲ × ۲½ فٹ ہے بم کی حالت فی الجملہ خستہ ہے اب اس سے پانی کی تقسیم کا کام بھی نہیں لیا جاتا ہے مولوی نور الاصفیا[1] صاحب کا ایک فارسی قطعۂ تاریخ ہمیں دستیاب ہوا ہے جو تعمیر نہر سے متعلق ہے اس کے جملہ تیس شعر ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ کے) نام نامی پر حمایت ساگر رکھا گیا۔ اس کی تعمیر میں بیانوے لاکھ اٹھتر ہزار روپے سکۂ عثمانیہ کی لاگت آئی اور اس کے پہناؤ میں سات مواضع سالم اور گیارہ مواضع کا کچھ کچھ حصہ غرق ہوا جس کی جملہ مقدار پانچ ہزار پانسو چھیالیس یکر چھپن گنٹہ اراضی ہے اس کی تعمیر سات سال میں مکمل ہوئی۔

---

[1] حضرت سید شاہ نور العلی کے بیٹے اور حضرت سید قمر الدین اورنگ آبادی کے پوتے تھے اپنے عہد کے شاہیر علماء و فضلاء سے تھے شمس الامرا کی طرف سے راجہ چندولال کے پاس وکیل تھے اور جاگیر و تعلقداری سے سرفراز۔ خیر و خوش خلق آدمی تھے ۱۲۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ عیدگاہ قدیم کے قریب موضع ماوتا پیٹھ میں ان کا ایک خوشنما باغ تھا اسی میں وہ اور ان کے والد مدفن ہیں

اور پانچ تاریخی مادّے اس میں انھوں نے جمع کیے ہیں جن میں سے دو تعمیہ میں ہیں اور دو مرکب ہیں اور ایک مادہ مصرع میں ہے ان سے اس نہر کی تعمیر کا سن ۱۲۲۰ھ ہجری معلوم ہوتا ہے یہاں ہم اُس قطعہ کے جملہ مادہ ہائے تاریخی کے اشعار نقل کر دینا مناسب تصور کرتے ہیں۔

. . . .

میر عالم کے انتقال کے بعد اُن کا نام اور یہ کام اس مقولہ کی صورت میں زبان زدِ عام ہوگیا :۔ "میر عالم مر گئے گھر گھر پانی کر گئے" تا حال (قبل تعمیر عثمان ساگر[1]) حیدرآباد کے تمام باشندے اسی تالاب کے پانی سے سیراب ہوتے رہے۔

تصنیف و تالیف

میر عالم جہاں اپنی اور خوبیوں اور بھلائیوں سے متصف ہیں وہاں علمی دنیا میں مؤلف یا مصنف کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں یوں تو کئی کتابیں اُن کے نام سے موسوم ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ نہ میر عالم کی تصنیف ہیں نہ تالیف بلکہ ان کے اصل مصنفین نے ان کی خوشنودئ خاطر کے لئے اُن کے نام سے منسوب کر دیا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ میر عالم علم سے خود دلچسپی رکھتے تھے اور علم دوست

---

[1] یہ اُن دو تالابوں میں کا ایک ہے جو اسد اوطنیانی کی تجویز کے تحت تعمیر ہوا ہے۔ عثمان ساگر اور حمایت ساگر کے پلان سرٹی وشویشورایا بی اے ایم ای سی ای پرنسپل انجنیر علاقہ بمبئی نے مرتب کئے اور اس کو نواب علی نواز جنگ بہادر ایچ سی ایف چیف انجنیر و معتمد تعمیرات و آبپاشی نے اپنی نگرانی میں سٹرسی ئی ولال سپرنٹنڈنگ انجنیر کے ذریعہ بصورت عمل میں لاکر کام انجام کو پہنچایا۔ یہ تالاب بلدہ حیدرآباد سے تقریباً بارہ میل شمال مغربی گوشہ میں اُس مقام پر واقع ہے جہاں پہلے موضع گنڈی پیٹھ آباد تھا اور اُس موضع میں ندی پر ایک قدیم زمانہ کا کتوہ بھی موجود تھا۔

اس کی تعمیر ۱۳۳۰ف میں آغاز ہوئی اور سات سال میں ختم ہوئی۔ اس کا نام اعلیحضرت بندگانعالی نواب میر عثمان علیخان بہادر خلداللہ ملکہ و دولتہ کے نامی نامی پر عثمان ساگر رکھا گیا۔ اس تالاب سے آبرسانی کے لئے نل بھی نکالے گئے جس کے نلوں سے حیدرآباد اور اس کے مضافات کے اکثر مقامات کے باشندے فیض یاب ہوتے ہیں اسکی تعمیر میں آبرسانی کے انتظام کی لاگت کو ملاکر جملہ ایک کروڑ انیس لاکھ روپے سکہ عثمانیہ کے مصارف ہوئے اس میں چھ مواضع سالم اور چھ مواضع کی کچھ کچھ اراضی غرقاب ہوئی ہے جس کی جملہ مقدار چار ہزار دو سو تراسی ایکر نو گنٹہ ہے۔

اصحاب کو نیک علمی مشورے دیتے تھے وہ نثر فارسی کے لکھنے میں جس طرح ماہر تھے اسی طرح فارسی نظم کے لکھنے پر بھی قادر تھے ان کی نثر کے نمونے ان کے منشآت سے ملتے ہیں اور نظم کے بعض نمونے ہم نے قبل ازیں حسب موقع بیان کر دئے ہیں ان کے علاوہ اور جو کچھ ہیں ان کا ذکر اسی باب میں مناسب مقام پر کیا جائیگا۔

میر عالم کی جتنی تصنیفات اب تک دریافت ہوی ہیں۔ ان میں سے صرف تین چار ایسی ہیں جو حقیقتاً اُن کی ذاتی محنت کا نتیجہ ہو سکتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ مصباح العارفین | یہ ایک رسالہ ہے جو عبادت میں ہے۔ اس میں نماز شب کے طریقے میر عالم نے بیان کئے ہیں اس کتاب کے دیباچے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیشتر ایک کتاب نماز شب ہی کے بیان میں انھوں نے تالیف کی تھی لیکن وہ تحریر آداب و ترجمہ اذکار اور بعض تحقیقاتی مسائل کی وجہ سے کسی قدر طویل ہو گئی تھی اور عام فہم نہیں رہی تھی۔ اس لئے اس کو مختصر کر کے انھوں نے اس رسالے کو لکھا اور اس کے نقش اول کے مثل اس رسالے کو بھی ایک مقدمہ اور تین فصول اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے چنانچہ دیباچے کی عبارت ذیل سے واضح ہوگا۔

"اما بعد چوں دریں ایام ساعتے چند از عمر سرمایہ طلب صرف نوشتن سطرے چند شد در بیان نماز شب و ہنگام تحریر آداب و تسطیر ترجمۂ اذکار عنانِ اشہب قلم بے اختیار از دست رفتہ بوادی تحقیقاتے افتاد کہ در خورِ فہم ہمہ کس نبود لاجرم عنانِ خامہ طراز فاتر رسید کہ ثانیاً آں رسالہ را بقسمے مختصر نماید کہ مشتمل باشد بر بیان آداب در کمال اختصار

ترجمہ ضروری الفاظ ادعیہ واذکار ..... وایں مختصر مانند رسالۂ اول مرتب است بر یک مقدمہ وسہ فصل ویک خاتمہ۔"

اس رسالے کی تالیف ۱۲۱۸ھ میں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے انزوا کے زمانہ بیکاری میں جہاں انھوں نے خدا پرستی کے اور کام کئے وہیں مذہبی رسائل بھی تصنیف یا تالیف کر کے سعادت حاصل کی۔

۲۔ زیارت عاشورہ | ایک مختصر رسالہ اور لکھا ہے جو زیارت عاشورہ کی ترکیب میں ہے اس کی وجہ تالیف تمہیداً یہ بیان کی ہے کہ زیارت حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے فضائل ہیں جن کا احاطہ رجیطۂ تحریر وتقریر میں ممکن نہیں بعض زیارتوں کے اوقات واحوال لکھنے کا خیال ہوا تاکہ لوگوں کو سفر وحضر میں بھی زیارت کے لئے آسانی ہو اس رسالے کو پانچ فصلوں پر تقسیم کیا ہے جو یہ ہیں۔

۱۔ فصل اول۔ زیارت عام۔ ۲۔ فصل دوم اوقات زیارت۔ ۳۔ فصل سوم زیارت عاشورہ ۴۔ فصل چہارم زیارت اربعین۔ ۵۔ فصل پنجم۔ زیارت جامعہ صغیر۔

عبادات کے ان رسائل کے نسخے نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں موجود ہیں اور ہماری نظر سے گزرے ہیں ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم پر مذہبیت غالب تھی اور ان مذہبی رسائل کے مدون کرنے کی مہلت ان کو اس وقت ملی جب کہ وہ گوشۂ عزلت میں بسر کر رہے تھے۔

۳۔ مثنوی میر عالم | میر عالم کو شاعری سے بڑی دلچسپی تھی بعض کتب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میر عالم کا

فارسی دیوان مرتب و مکمل تھا لیکن وہ مفقود ہے ان کی شاعری کا نمونہ جو ہم تک پہنچا ہے فقط ایک مثنوی ہے جو غلام حسین خاں جوہر، صاحب تاریخ ماہ نامہ کے بیان کے مطابق ماہ لقا[1] کے سراپا میں انھوں نے نظم کی ہے۔ سلاست و صفائی بیان کے اعتبار سے مثنوی نہایت شستہ ہے۔ اس کی نسبت غلام حسین خان جوہر اپنی تاریخ ماہ نامہ میں لکھتے ہیں:۔

"نظم مثنوی در وصف سراپائے آں سرو جویبار دلبری در بحر مخبون[2] بفصاحت محاورہ تصنیف فرمودہ اند چنانچہ اکثر اشتہار دارد"۔

اس مثنوی کے جملہ دو سو انیس شعر ہیں اس میں ماہ لقا کا سراپا ہے اور کچھ داستان حسن و عشق اس میں شک نہیں کہ یہ مثنوی اسی زمانہ میں مشہور ہو گئی ہو گی کچھ تو اس وجہ سے کہ زبان سلیس اور شستہ تھی اور کلام میں آمد و بے ساختگی اور موافق مذاق زمانہ تھی اور کچھ اس وجہ سے کہ میر عالم جیسے شخص کی کہی ہوئی تھی اور پھر ماہ لقا جیسی ہر دلعزیز کے لئے کہی

---

[1] ماہ لقا بائی چاند کنور کی لڑکی تھی جس کی بہن مہتاب جی رکن الدولہ میر موسیٰ خاں کے یہاں تھی اس کا نام چندا بائی تھا اور ماہ لقا نظام غفران مآب نے مہم پانگل سے واپس تشریف لانے کے بعد اس کو اس خطاب سے نوازا اور گڑھال سے سرفراز کیا تھا درباری طوائف سے تھی حضور نظام کی اسکل مجرئی ہوتا تو سرکار سے ہر مجرئی کے ایک ہزار روپے انعام پاتی تھی صاحب کمال شاعرہ اور حاضر جواب تھی اس کا دیوان مدون ہے اور شائع بھی ہو چکا ہے ۵۶ سال کی عمر میں ۱۲۵۱ھ میں مرض ہیضہ سے فوت ہوئی۔

[2] غلام حسین خاں صاحب تاریخ ماہ نامہ شاعر تھے اور بحور تخلص کرتے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ علم عروض سے واقف نہیں تھے اور باوجود عدم واقفیت کے وہ اپنے قارئین کو شاید یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ علم عروض سے بھی واقف ہیں اور اسی غرض سے انھوں نے مثنوی مذکور کے متعلق لکھا ہے "در بحر مخبون بفصاحت محاورہ تصنیف فرمودہ اند"۔ عروض میں کوئی بحر اس نام کی نہیں ہے البتہ ضبن مرکب خاف تو ہوتا ہے یہ رکن کے اس تغیر کا نام ہے جو اس کے دوسرے ساکن حرف کو گرانے سے پیدا کیا جاتا ہے جیسے کہ فاعلن سے دوسرا حرف ساکن (الف) گرا کر فعلن بنا لینا جس رکن میں یہ زحاف واقع ہو اس کو رکن مخبون کہتے ہیں مثنوی کو ہم پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحر ہزج مسکس اخرب یا اخرم مقبوض محذوف میں ہے جس کے اشعار کی تقطیع مفعول مفاعلن فعولن یا مفعولن فاعلن فعولن سے ہوتی ہے جس کی اصل دائرے میں مفاعیلن، فاعیلن مفاعیلن ہے۔

گئی تھی ۔ ماہ لقا کو جب یہ مثنوی ملی ہوگی تو خود اس نے شیخت کے لئے اس امر کی کوشش کی ہوگی کہ لوگ اس سے واقف ہو کر اس کی قدر کریں کہ یہ بھی ایک ایسے فرد روزگار کی ممدوحہ ہے یہاں ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہ رہیں گے کہ اس مثنوی سے حقیقتاً ماہ لقا کے نام و نمود میں اور چار چاند لگ گئے

ماہ لقا اور میر عالم کا تعلق | اس امر کے متعلق کہ میر عالم اور ماہ لقا کے تعلقات کیسے تھے اس کے ہوا خواہ منشی غلام حسین خاں جوہر نے ان الفاظ میں خاص روشنی ڈالی ہے :۔

الف "میر عالم بہادر اکثر می فرمودند کہ تلمیذے برسائی فہم و ذکاوت طبع و جدت مزاج در زمرۂ تلامذۂ خود مثل ماہ لقا ندیدہ ام با وصف این ہمہ متانت و اقتدار و فضیلت بہمدمی و مصاحبت این ماہ لقائے زہرہ نوائے اختیار می داشتند و مصاحبت این گل گلزار رعنائی تخم انتعاش در مزرعۂ طمانیت می کاشتند"۔

ب "چند اباعی (ماہ لقا) اکثر مصاحبت (میر عالم) اختصاص یافت چوں مزاج میر عالم بہادر قدردان اہل کمال بود و در فصاحت و بلاغت و نظم و نثر گوے سبقت از حسان و سحبان می ربود مصاحبت و مجالست این لطیفہ گوئے حاضر جواب را از جملہ انتعاش و شگفتگی گل خاطر پنداشتہ و در استحضار طریق استبداد می داشت و اکثر صحبت شعر و نظم و نثر در میان بود میر عالم بہادر اکثر بزبان فصاحت ترجمان می فرمود کہ جلیس با تمیز و تلمیذی باین جدت طبع و رسائی فہم مثل ماہ لقا کم دیدہ شد"۔

صاحب ماہ نامہ کے اس کلام سے ایک امر یہ مستنبط ہوتا ہے کہ میر عالم شاعر ہونے کے علاوہ شاعر گر بھی تھے چنانچہ اس جملہ سے "تلمیذی برسائی فہم و ذکاوت طبع و جدت مزاج

درزمرۂ تلامذۂ خود مثل ماہ لقا ندیدہ ام" یہ معلوم ہوتا ہے کہ فن شعر گوئی میں ماہ لقا کے علاوہ میر عالم کے اور شاگرد بھی تھے لیکن ان کے نام معلوم نہ ہو سکے اور نہ اصلاح سخن کے طریق روشنی میں آئے

اس مثنوی کے آغاز میں ایک رباعی لکھی ہے اور اس سے پیشتر یہ مصرعہ بطور عنوان لکھا ہے ع

افسونِ جنونِ عالم ست ایں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم تخلص کیا کرتے تھے تخلص عالم خطاب میر عالم کا جزو ہے جو ان کو اس وقت ملا تھا جبکہ ان کی عمر تقریباً بیتیس سال تھی اور شاعری کا شغل اس سن سے قبل کا ہے اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ خطاب سے پہلے کچھ اور تخلص کرتے تھے اور خطاب پانے کے بعد انھوں نے اس کو بدل دیا اور عالم تخلص کرنے لگے

اشعار مثنوی | یہاں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مثنوی کے آغاز و اختتام کے چند اشعار نقل کئے جائیں تاکہ ان سے میر عالم کی شاعرانہ طبیعت کا کچھ اندازہ ہو سکے ؎

اے ماہِ سپہر روشنائی — سرتا پائے تو دلربائی

اے مردم دیدۂ محبت — سرتا قدمت طلسم الفت

شکل تو بہ کلک دل مصوّر — جسم تو بہ آب جاں مخمّر

تصویر تو از فرنگ حسن ست — نقش تو شریک رنگ حسن ست

اے حسن تو دلربائی عشق — آئینۂ خود نمائی عشق

تا حسن تو ناخنم بدل زد — عشقت رہِ عیش متصل زد

از شوق تو شد چناں جہاں شور — از رگ رگ من عیاں چو طنبور

شور تو عیاں نہ بر زبانم — سوز تو نہاں بہ مغز جانم

از شعلۂ حسنت اے دل آرا — در عشق بہ سوختم سراپا
اے جلوہ فروش و جاں خریدار — اے غمزہ متاع و عشوۂ بازار
تا روئے ترا بمن نمودند — در ہائے بلا بمن کشودند

....

تا راہ سخن بمن کشودی — راہے بہ خموشیم نمودی
گفتار و خموشی تو باہم — در شعلہ فشانند باہم
کز شمع زباں زبانہ افروخت — یاقوت لبت نجاشی سوخت

....

اے باد صبا تو ئی وفا سنج — آگاہ خبر ز راحت و رنج
بیماری تو شفائے جاں ہا — غمخواری تو دوائے جاں ہا
از راہ وفا دلے گر آری — بر منزل ما من گزاری
یک رہ ز کرم تو اے وفا کوش — شرح ہجراں کہ کردہ گوش
رازے کہ بہ گوش دل شنیدی — رازے کہ عیاں بہ چشم دیدی
پنہاں پنہاں بہ گوش آں ماہ — القصہ بگو و قصہ کوتاہ

۴۔ رقعات میر عالم | میر عالم کے خطوط کا ایک مجموعہ ہے جس میں وہ تمام خطوط جمع ہیں جو میر عالم نے یا تو خود اپنی طرف سے کسی کو لکھے ہیں یا غفراں مآب یا ارسطو جاہ کی طرف سے ان منشآت کو ان کے منشی خاص حسین علیخاں نے جمع و مرتب کر کے "باغ و بہار" تاریخی نام

رکھا ہے خطوط کو تین اقسام میں منقسم کیا ہے۔

قسم اول میں وہ خطوط ہیں جو حضرت غفراں مآب کو یا حضرت غفراں مآب کی طرف سے اور امراء و رؤسا کو لکھے گئے ہیں۔

قسم دوم میں وہ خطوط ہیں جو ارسطو جاہ کی طرف سے لکھے گئے یا خود ارسطو جاہ کو لکھے گئے

قسم سوم میں وہ خطوط ہیں جو میر عالم نے اپنے اعزہ و احبا کو لکھے۔

اس کا ایک نسخہ خود ہمارے پاس موجود ہے ہشتم رجب ۱۲۳۴ھ اس کی کتابت کی تاریخ ہے اور کاتب میر محمد کاظم ابن میر محمد تقی خاں بہادر ابن میر محمد رضا صاحب ہیں۔ اس نسخے میں کتابت کی غلطیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

نواب عماد الملک کا خیال ہے کہ میر عالم نے اپنے رقعات و مکتوبات خود جمع اور مدون کئے اور انشاء میر عالم نام رکھا۔ اگر اصل رقعات کا نسخہ ہمارے پاس نہ ہوتا اور ہم عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں اس کو نہ دیکھے ہوتے تو ممکن تھا کہ ہم نواب صاحب مذکور کے اس خیال سے متفق ہو جاتے۔ منشآت میر عالم کا نسخہ ہمارے سامنے موجود ہے ان کے مرتب حسین علیخاں کا لکھا ہوا دیباچہ اس کے شروع میں دو تین صفحات پر مشتمل ہے اُن کو یہ امر تسلیم ہے کہ حسب الحکم میر عالم انھوں نے رقعات کے مسودات جمع کئے۔ چنانچہ اُن کی عبارت یہ ہے:۔

"ہر چند ایں بے سواد دار الانشاء سخن گستری و ابجد خوان دبستان دانشوری حسین علی مخاطب بخطاب خانی قابلیت آں ندارد کہ ایں گوہر ہائے گراں بہا

را در سلک ترتیب وایں جواہر بے بہا را بہ کلک تحریر تواند آورد لیکن از آنجا کہ
بمقتضائے پرورش و رعایت خداوندی نہال قامت عقیدت استقامت
بہ آبیاری تربیت آں نخل بندریاض فضیلت نشو نما یافتہ بامر منشی گری مامورست
(بحکم المامور معذور) دست جرأت بہ اجتماع مسودات مسطور کشیدہ
ہر سہ قسم منقسم ساختہ ....."

اس سے ظاہر ہے کہ خود میر عالم نے ان کی تدوین نہیں کی بلکہ اس کی تدوین و ترتیب کا حکم انھوں نے اپنے منشی حسین علی خاں کو دیا جنھوں نے بہ امتثال امر اپنی کوشش سے ان کو جمع کیا اور خود اس پر دیباچہ لکھ کر کتاب کو مکمل کیا۔ یہ ضرور ہے کہ اس کی تدوین میر عالم ہی کے عہد میں اور انہیں کے حکم سے ہوئی لیکن اس سے یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ خود میر عالم نے ان کو جمع کیا۔ بہر حال رقعات کی زبان فارسی ہے جو اس عہد میں تعلیم یافتہ طبقہ کی اور دفاتر کی اور جملہ کاروبار کی تحریری زبان تھی۔ رقعات پر قدامت کا رنگ ہے استعارات اور تشبیہات گوناگوں سے اور تلازمات بدیہی سے اپنے مطالب کو خوشنما لباس میں پیش کیا ہے لیکن اس سے مضامین گورکھ دھندا بھی نہیں بنگئے ہیں جن کا سمجھنا بوجھنا بہت مشکل ہو باوجود استعمال صنائع و بدائع ان کی زبان میں سلاست ہے صنائع کی پرکاری کے ساتھ اظہار مطلب رمز و کنائے میں کرتے ہیں بعض ترکیبیں معینہ استعمال کرتے ہیں جیسے خاتمہ کا جملہ "ایام عاطفت مدام باد" یا خاتمہ پر دعا کے ساتھ "بالنون والصاد" وغیرہ لغات غریب استعمال نہیں کرتے رقعات میں ایک دو رقعے عربی بھی دیکھے گئے جن سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ عربی زبان کے سمجھنے اور پڑھنے کے علاوہ اس کے لکھنے پر بھی قادر تھے اس مجموعے میں وہ خطوط نہیں ہیں جو میسور کی چوتھی جنگ میں اور اس کے بعد میر عالم اور گورنر جنرل ویلزلی کے مابین آئے گئے ہیں یہ نواب سالار جنگ بہادر کے قلمدان خاص میں محفوظ ہیں ان سے اُس زمانے کے ایسے تاریخی واقعات پر روشنی پڑتی ہے جن میں میر عالم کا تعلق رہا ہے ہم نے ان تمام خطوط کو مفید معلومات کے ساتھ علیحدہ مرتب کیا ہے۔ طرز تحریر معلوم کرنے کے لئے ہم یہاں صرف چند رقعے نقل کرتے ہیں:-

رقعہ از طرف غفران مآب بہ جارج سیوم بادشاہ انگلینڈ

کوکب دولت و اقبال و اختر شوکت و اجلال بادشاہ خورشید کلاہ معدلت دستگاہ والا شان فرخندہ دودماں برآرندہ اریکہ رفعت و عظمت فرازندۂ الویہ اُبہت و حشمت مالک ممالک نام آوری سالک مسالک عدل گستری ممہد قوانین جہانداری مشید قواعد کامگاری ناہج مناہج ارجمندی عارج معارج سربلندی کامگار کشور نامداری شہریار اقلیم عالی تباری شعشعۂ افروز افسر داور نگ رونق آموز دانش و فرہنگ جارج سیوم بادشاہ گریٹ برٹین وغیرہ ولایت فرنگ از وفق حصول امانی و آمال طالع و لامع باد

اما بعد نگاشتۂ کلک فصاحت می گردد کہ مشاہدۂ محاسن اوضاع و اطوار کہ مقتضا طبیس قلوب بالغ نظران کامل عیار است آرندہ مخالطت رعایائے ولایت فراست خیز انگریز با اہل ایں دیار و حصول آگہی از اصابت قوانین و متانت آداب و آئین سلاطین آں سرزمین علی الخصوص انضباط و استحکام و لوازم مصادقت مواثیق و ثبات و قیام در رسم مخالفت و اتفاق

در نظر دقیقه شناسان مراتب کمالات به بنی نوع انسان برآمد فضائل و بهترین خصائل است
و بتخصیص تذکار مکارم صفات و مآثر ملکات آن شهریار کامگار نامدار که در تهذیب ضوابط ریاست
و سروری و ترتیب روابط جهانبانی و معدلت گستری بصفت مزیت از امثال و اقران بالسنه و
افواه جمهور مذکور و در اطراف و اکناف این نه طاق لاجوردی رواق بسمت امتیاز در جهان از
سائر جهانداران معروف مشهور است همیشه خاطر تودد مظاهر را مائل تحریک سلسلهٔ محبت و داد
و راغب تاسیس مبانی مودت و اتحاد است از آنجا که هر امرے موقوف بر وقت خویش
می باشد دریں ولا امارت و ایالت مرتبت شهامت و نسبالت منزلت منیع الشان سموالمکان
مسٹر ہیسٹین اعتماد الدولہ بہادر کہ بحسن معاشرت و نیک ذاتی اہالی اینجا را بمرتبہ از خود راضی داشتہ
کہ اکثر رؤسا و حکام بلاد ہندوستان از روانگی مشارٌالیہ افسردہ خاطر و دل گراں اند غرض بمیت خدمت
آں بادشاہ والاجاہ نمودند و تشیید ارکان موالات بتاسیس بنیان مراسلات بوساطت آں رمز شناس
دقایق فطانت آگاہی پردہ کشائے غوامض صداقت و ہواخواہی مناسب نمود و بعض امور
قرار داد کہ بمزید تشیید ایں اساس شہر مماس مخصوص بود بمعروضہ مسٹر مشارٌالیہ حوالہ نمودہ شد
تا بنیاد ایں بنائے عظمت انتباء فوایدے قرار گیرد کہ دست سوانح حدثان از دامان تخلل بنیاش
کوتاہی پذیرد و بحکم تھادوا و تحابوا یک حلقہ انگشتر الماس موافق رسم ایں دیار بر سبیل
ہدیہ ابلاغ یافت ترصد کہ قبول خاطر تلطف مآثر بود ہموارہ ابواب مراسلات طرفین مفتوح و طریقہ
اینقبہ اتحاد و یکرنگی از جانبین مرعی و مسلوک باشد زیادہ ایام دولت بکام باد۔

۲۔ رقعہ از طرف نواب اسطوجاہ بہادر بہ لارڈ کورنوالس بہادر

دریں ایام اختلالے کہ از نیرنگی ہائے تقدیر بواسطہ سوئے تدبیر حافظ فرید الدین خاں نظہور آمدہ نہ فقط موجب برہمی کار محاصرہ گورم کنڈہ شد بلکہ ایں تخلل بہ بعضے جہات از نزدیک قلعہ مذکور بجاہائے دور سرایت کردہ تعلقات وطرق وشوارع تا پائگل غبار آلودہ تکدر واقعہ طلبان گردید ہرچند از انتہاض رایات فیروزی آیات مرشدزادۂ بلند اقبال جمعیت مقاہیر زیادہ بریک شبانہ روز فرصت توقف نیافت معہذا تسکین ایں آشوب کہ بیک ناگاہ پدید ارشد و فرونشاند جوش وخروش فرصت جویان قابو طلب وتصفیہ راہ ہا واطمینان مترددین امتداد ایامے می خواست لیکن چوں متواتر از نوشتہ میر صاحب جلیل القدر عظیم الامر صاحب میر عالم بہادر معلوم شد کہ آں مہربان بمقتضائے اتحاد عزم سرینگ پٹن را بمحض انتظار وصول کوکب اجلال مرشدزادہ بلند اقبال ورسیدن مخلص رہین توقف داشتہ فوق الحد چشم براہ اند لہٰذا انتظام کارہائے ایں حدود را بروفق خاطر خواہ موقوف بروقت دیگر داشتہ بعد بندوبست ضروری بتاریخ پانزدہم جمادی الاول از گورم کنڈہ نہضت بعمل آمد و در یک ہفتہ مقام فلاں بہ نصب خیام نصرت ارتسام مرشدزادہ بلند اقبال رونق افروز گشت دو سہ روز توقف ضرورتاً منظور والا کمند جاذبہ اشتیاق رسا تر از آں است کہ بے ضرورت وقفہ مانع تعذر کوچ تواند گشت انشاء اللہ تعالیٰ المستعان۔ بتاریخ فلاں ازیں جا نیز ارادہ انتہاض مصمم بفضلہ تعالیٰ عنقریب شاہد اشتیاق پردہ از روئے حجاب می اندازد وسرور مواصلت ہا تبلائی امتداد ایام مفارقت ہائے اتفاقی می پردازد زیادہ ایام شادمانی مدام باد۔

۳۔ رقعہ از طرف میر عالم بہادر بہ کرک پیاٹرک۔

دریں آوان مسرت اقتران نوید بہجت افزائے عزیمت آں مہربان بہ ایں نواح بہ تقرر اقامت حضور پرنور نہ آں قدر موجب سرور خاطر محبت مآثر گردید کہ شرح شمہ از آں مانند محاسن اخلاق آں مہربان مقدور خامۂ طویل اللسان تواند بود و نسایم بہجت شمایم ایں خبر مسرت اثر نہ آں چناں باعث شگفتگی و خرمی دل دوستاں گشت کہ عشر عشیر آں رقم تواں نمود چوں مزید شوق و آرزومندی مواصلت ہا زیادہ از احاطۂ تقریر و ما فوق اندازۂ تحریر است۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بہ اسرع اوقات بخوبی و خرمی زمان ملاقات ہا را قریب الوقوع گرداند و گلشن تمنائے دوستاں را بہ آبیاری وصال آب و رنگ تازہ حاصل فرماید۔ زیادہ۔

۵۔ حدیقۃ العالم | اس کتاب کے متعلق تین امور مشہور ہیں۔

(۱) یہ میر عالم کی تصنیف ہے (۲) اس کو میر عالم کے نام پر سید عبداللطیف شوستری نے لکھا ہے (۳) یہ کسی اور کی لکھی ہوی کتاب ہے۔

پہلے پہل یہ سراج الملک کے عہد وزارت میں انہیں کے نام سے چھپ کر شایع ہوی ہے اور پھر حسب ایمائے عالیجناب نواب فخر الملک بہادر کتاب دو مقالوں پر مشتمل ہے مطبوعہ نسخوں کے پہلے مقالے میں ایک مقدمہ اور سات باب ہیں اور دوسرے مقالے میں چار باب اس کے متعلق نواب عماد الملک سید حسن[1] بلگرامی کہتے ہیں کہ حدیقۃ العالم کو میر عالم کے نام

---

[1] نواب صاحب مذکور نے مختار الملک سر سالار جنگ کے حیات کے کچھ واقعات انگریزی زبان میں لکھے ہیں جس کا ترجمہ رقعہ عبر کے نام سے فتح نواز جنگ سید مہدی حسن صاحب نے کیا ہے اس کتاب میں انہوں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔

مرزا عبداللطیف شوستری نے تصنیف کیا ہے نہیں معلوم کہ نواب صاحب ممدوح نے اس امر کا پتہ کہاں سے لگایا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا عبداللطیف میر عالم کے ایک گہرے دوست تھے لیکن ہماری تحقیق میں سید عبداللطیف شوستری میر عالم کے چچیرے بھائی ہیں ان کے دادا شیخ الاسلام سید نورالدین کے آٹھ لڑکے تھے۔

(۱) سید عبداللہ (۲) سید نعمت اللہ معروف بہ سید آغائی (۳) سید حسن (۴) سید محمد (۵) سید فرج اللہ (۶) سید مرتضیٰ (۷) سید طالب (۸) سید رضی۔ سید طالب عبداللطیف کے والد تھے اور سید رضی میر عالم کے والد۔ عبداللطیف شوستری صاحب تصنیف ہیں انھوں نے ایک کتاب تحفۃ العالم بطور سفرنامہ لکھی ہے ممکن ہے کہ تحفۃ العالم اور حدیقۃ العالم کو ایک ہی کتاب سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو یا یہ ممکن ہے کہ حدیقۃ العالم کو عبداللطیف کی تصنیف باور کرنے میں اس وجہ سے غلطی ہوئی ہو کہ حدیقۃ العالم کا متداول نسخہ مطبع سیدی (حیدرآباد دکن) میں مالک مطبع سید عبداللطیف کے اہتمام سے طبع و شایع ہوا۔ جو شوستری نہیں بلکہ شیرازی ہیں نواب صاحب مرحوم کا خیال انھیں عبداللطیف کی طرف مبادرت کر گیا ہو۔

اس کا ایک قلمی نسخہ نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں ہمارے دیکھنے میں آیا جس کے دوسرے مقالے کی تمہید یہ ہے:۔

"مخفی نماند کہ اضعف عباد اللہ القوی سید محمد مدعو بہ میر ابوتراب ابن سید احمد الرضوی عاملہما اللہ بلطیفہ الخفی والجلی حسب الحکم واجب الانقیاد عالیجناب سید مکرم معدن احسان و کرم وزیر اعظم حضرت خلیفۂ دوراں سکندر زماں دام ظل رحمتہ علی رؤوس العالم میر ابوالقاسم المخاطب

بنواب میر عالم اعلی اللہ مقامہ چوں کتاب حدیقۂ عالم متضمن دو مقالہ مقالۂ اولی در ذکر مآثر ملوک قطب شاہیہ نوّر اللہ مراقدہم و مقالۂ ثانیہ در بیان احوال خیر مآل سلسلہ عالیہ آصفیہ خلد اللہ دولتہم وغیرہ کہ در فہرس ایں مقالہ مرقوم تالیف نمودہ بنام نامی آں وزارت انتساب منسوب گردانیدہ بیضہ مقالۂ اولی آں کہ متداول بین الایدی و مشتہر بین الناس گردید بخلاف مبیضہ مقالہ دوئمیش کہ جز یک دو نبود مشہور و مروج نگردید و اکثر اعزہ از اولی الابصار درخواست کنندہ و طالبگار مبیضہ ایں مقالہ بودند تا اینکہ دریں زمان فیض قرآن سن یکہزار و دو صد و بست و سوم از سنین ہجریہ و علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ بفحوائے آنکہ ظہور ہر شئے منوط بوقت آنست چوں ہنگام شہرت و رواجش رسید خاطر فیض مآثر فیض رسان عالمیان دام ظلہ فیضہ بداں گرائید کہ مبیضہ از مسودۂ منتشر الاوراق کہ نزد مولف است منتظم سلک ترقیم گشتہ بغازۂ رواج چہرہ افروز گردد ....."

اس تمہید سے ظاہر ہے کہ حدیقۃ العالم سید محمد معروف بہ میر ابو تراب کی تصنیف ہے اور چونکہ انھوں نے اس کو حسب الحکم میر عالم تصنیف کیا ہے اس لئے اس کا انتساب انہیں کے نام سے کیا اور اپنی کتاب کے دوسرے مقالے کے دیباچے میں بالتفصیل اس کا اظہار کر دیا مصنف کے نام کی اسی تبدیل و تحریف کو برٹش میوزیم اور انڈیا آفس کی فہرستوں کے مرتب کرنیوالوں نے بھی بتایا ہے چنانچہ چارلس ریو برٹش میوزیم کی فہرست مخطوطات میں یہ لکھتے ہیں کہ حدیقۃ العالم کے قلمی نسخہ (مخزونہ برٹش میوزیم) کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ محمد ابو تراب بن سید احمد الرضوی اس کے مصنف ہیں جو دوسرے مقالے کے دیباچے میں

لکھتے ہیں کہ پہلے مقالے کو جسکی تمہید میر عالم کے نام سے موسوم ہے ختم کرنے کے بعد میں دوسرے مقالے کو شروع کرتا ہوں اس قلمی نسخے میں چارلس ریو اس کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ مطبوعہ نسخہ میں میر عالم جہاں اپنا ذکر کرتے ہیں تو اپنے آپ کو "این خیر خواہ" کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں بخلاف اس کے اس قلمی نسخے میں جہاں میر عالم کا ذکر آیا ہے وہاں اُن کے نام کے لئے ضمائر واحد غائب استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ اس کا لکھنے والا کوئی اور ہے اور گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ مرہٹہ (جلد اول صفحہ ۴۲۸ کے فٹ نوٹ) میں بھی حدیقۃ العالم کے مؤلف کا نام محمد ابو تراب ہی بتایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اُس نے اس کتاب کو میر عالم کے نام پر معنون کیا ہے اور یہ کہ اس کے دو نسخے اس کے پاس تھے جن میں کا ایک نسخہ مسٹر ولیم سکن نے اُسے دیا تھا۔ ہرمن ایتھے نے کتب خانہ انڈیا آفس کی فہرست مخطوطات میں اپنی مزید تحقیق یہ بتائی ہے کہ میر ابو تراب بن سید احمد الرضوی اپنی کتاب کی تمہید میں یہ لکھتے ہیں کہ وہ میر اکبر علی خاں سکندر جاہ کے حکم پر شاہان قطب شاہی کی تاریخ لکھنے پر مامور ہوئے اور انھوں نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام 'قطب نمائے عالم' رکھا اُس کا سن تصنیف ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ء ہے اس کتاب میں بھی ایک مقدمہ اور سات باب اور ایک خاتمہ ہے جو حدیقۃ العالم کے جملہ ابواب کے ساتھ بعینہٖ مطابق ہے ہر چند ہم نے تلاش کی لیکن ہم اس کا پتہ لگانے میں قاصر رہے کہ اس کتاب کو میر ابو تراب نے سکندر جاہ کے حکم پر لکھا اور 'قطب نمائے عالم' نام رکھا۔

قلمی نسخے کو اگر مطبوعہ نسخے کے مقابل رکھ کر پڑھا جائے تو جزوی لفظی اختلاف کے

قطع نظر یہ معلوم ہوگا کہ اکثر مستقل احوال و بیانات کا الحاق ہوگیا ہے لیکن قطعی طور پر یہ معلوم کرنا کہ الحاق کس زمانے میں ہوا یا کس نے کیا مشکل ہے البتہ بعض الحاقات کے مطالعہ سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ کسی نے میر الملک کی دیوانی کے زمانے میں ان کی خوشنودی کے لئے بعض اضافے کر دئے چنانچہ مطبوعہ نسخے میں شیر جنگ اور درگاہ قلی خاں سالار جنگ کا احوال صریحی الحاق ہے قلمی نسخہ میں اس کا مذکور نہیں ہے اور چونکہ ان کا ذکر متن کتاب میں بے محل معلوم ہوتا تھا اس لئے الحاق کرنے والے نے یہ تمہید لکھ کر احوال بیان کیا:

"وچوں دریں مقالہ اکثر جا ذکر نواب حیدر یار خاں بہادر شیر جنگ و نواب درگاہ قلی خاں بہادر سالار جنگ رحمۃ اللہ علیہما تقریباً در مطاوی کلام بزبان قلم آمد لازم شد کہ احوال ایں ہر دو امیر کبیر عالی شان کہ از اعیان دولت آصفیہ بودند مبعرض بیان آید۔"

خود اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کو اصل متن سے کوئی تعلق نہیں یہ اور اس کے بعد کے احوال فٹ نوٹ کی حیثیت سے داخل کتاب ہوئے ہیں اس کے علاوہ احوال مرثیہ بھی اسی طرح الحاق کیا گیا ہے۔

مطبوعہ کتاب کا دیباچہ نہایت شاندار ہے اور بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے مقالہ اول میں شاہان قطب شاہی کی تاریخ ہے تفصیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے نے تاریخ قطب شاہی کو بہ تبدیل الفاظ نقل کیا ہے بعض مقام پر اختلافات روایات بھی نقل کئے ہیں لیکن تحقیق واقعہ کی نسبت کوئی بحث نہیں کی مقالہ دوم کے دیباچہ میں اس کے پانچ باب بتائے گئے ہیں لیکن پانچواں باب نہ کتاب مطبوعہ میں موجود ہے نہ قلمی میں۔ اصل کتاب کے

دیباچہ میں مصنف نے جہاں کتاب کی اجمالی تقسیم بتائی ہے وہاں یہ ذکر بھی کیا ہے کہ اس کے دوسرے مقالے میں احوال سلسلۂ عالیہ آصفیہ ادام اللہ ایام دولتہم کا ذکر ہوگا اور خاتمہ میں مجمل احوال مؤلف۔ لیکن نہ مطبوعہ نسخوں میں مؤلف کا حال ملتا ہے اور نہ قلمی میں۔ بہرحال کتاب میں قطب شاہی زمانے سے ٹیپو سلطان کی آخری جنگ تک کے واقعات ہیں اگر یہ میر عالم ہی کی تصنیف ہوتی تو ان واقعات تاریخی کی جن میں میر عالم کا تعلق رہا ہے بہ نسبت اس عہد کی اور تاریخوں کے کچھ تفصیل زیادہ ہوتی۔ ہم کو اس تاریخ سے میر عالم کے متعلق تزک آصفیہ سے کچھ بھی زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوتے ایک بات اس میں البتہ یہ پائی جاتی ہے کہ مصنف ارسطو جاہ سے شکستہ دل نظر آتا ہے ایک دو مقام پر ان کی کفایت شعاری اور آئین پر اجمالی نظر ڈالی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم کو خوش کرنے کے خیال سے مصنف نے ارسطو جاہ کے خلاف خامہ فرسائی کی ہے جیسا کہ عبداللطیف شوستری نے بھی اپنی کتاب تحفۃ العالم میں کیا ہے۔ کتاب کا دوسرا مقالہ ٹیپو سلطان کی آخری جنگ پر ختم کیا ہے ان کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے اس جملہ پر کتاب کو ختم کر دیا "قصہ کوتاہ تمشیت ایزدی چناں بود چنیں شد"

۶۔ دہ مجلس یہ کتاب زبان اردو میں ہے اور میر عالم ہی کے نام سے مشہور ہے اس میں واقعات کربلا اردو زبان میں نظم کئے گئے ہیں تقریباً ہر مجلس کے خاتمہ کے شعر میں میر عالم نام بطور تخلص کسی نہ کسی دعا کے تحت لایا گیا ہے۔ جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کے لکھنے والے میر عالم ہی ہیں اور ہر مجلس کے آخری شعر میں تخلص رکھا ہے لیکن ہم نے جب اس کو شروع سے

آخر تک تفصیل سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ ہر مجلس کے ختم سے دو تین شعر قبل ایک شعر میں بالالتزام محکم تخلص رکھا گیا ہے چنانچہ دوسری مجلس کے آخر میں (جو خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا علیہ السلام کی رحلت کے بیان میں ہے) یہ اشعار ہیں۔

اے محکم عرض کر صد التجا سے — جناب حضرت خیر النسا سے
کہ روز حشر یا خاتونِ کونین — بچا لینا مجھے تم بہر حسنینؑ
جناب کبریا میں عرض ہے اب — سخن سرسبز میرا ہووے یارب
جو کوئی اس غم سے اب کرتے ہیں زاری — انھوں کی عفو ہو تقصیر ساری
کرم سے میر عالم پر اے سبحاں — حساب حشر کو تو کیجیو آساں

دسویں مجلس کے خاتمے کے اشعار یہ ہیں:۔

عزادارو کوکب محشر کا ہے غم — حسین ابن علی ہے شاہ محکم
یہی ہے عرض اے امت کے سردار — رہوں دل سے تمھارا تعزیہ دار
یہ ہووے میر عالم پر عنایت — شفا دنیا میں عقبیٰ میں شفاعت

بہر حال ہر مجلس میں تخلص محکم رکھا گیا ہے اور سب سے آخری شعر میں میر عالم لایا گیا ہے اور جس شعر میں میر عالم ہے اُس میں کسی نہ کسی دینی یا دنیوی دعا کا التزام رکھا گیا ہے۔ محکم کو میر عالم کا تخلص تصور کرنے میں تامل اس وجہ سے ہے کہ جب تخلص بتا دیا گیا تو پھر خطاب میر عالم کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اس سے یہ مقصود ہوتا کہ لوگ یہ معلوم کر لیں کہ میر عالم ہی کا تخلص محکم ہے تو کسی ایک مجلس میں اس کا صریحی اظہار ممکن تھا ہر مجلس میں دونوں اسماء کی تکرار سے

یہ پایا جاتا ہے کہ لکھنے والے محکم نے دو مجلس لکھی ہے اور میر عالم کی خوشنودی کے لئے ان کا نام ہر مجلس کے آخری شعر میں لکھدیا۔

اخلاق و عادات

ابتک ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے میر عالم کے عادات وخصائل پر روشنی پڑ سکے اگر کہیں کسی واقعے سے ان کے اخلاق و عادات معلوم بھی ہوتے ہیں تو بہت ناکافی ہیں۔ اس لئے ایسے ایک باب کے علٰحدہ قایم کرنے کی ہم کو ضرورت معلوم ہوی جس میں میر عالم کے جملہ خصائل و عادات وطرز کلام وطرز روش اور خانگی ملاقاتوں پر تفصیلی علم ہو سکے۔ جو کچھ کہ ہمیں ملا۔ اگرچیکہ بہت کم ہے تاہم ان کی شخصیت کے مطالعہ کے لئے یہ بھی غنیمت ہے۔

یہاں اُس رسالے کا ذکر کرنا بے محل نہوگا جو میر عالم کے بعض خصایل کے بیان میں میر علی یکساں نے تصنیف کیا ہے چونکہ مصنف نے میر عالم کی صرف سات صفات کا ذکر اس میں کیا ہے اس لئے یہ رسالہ سبعہ صفات میر عالم ہی کے نام سے موسوم ہوگیا۔ اس رسالے کی تمہید میں مصنف نے لکھا ہے۔

"دریں ایام خجستہ آغاز دفتر خندہ انجام نقادۂ خاندان مصطفوی سلالۂ دودمان مرتضوی ..... نواب میر عالم بہادر ..... بتوجہات نمایاں و عنایات فراوان پادشاہ جہانیان بندگانعالی میر اکبر علیخاں بہادر سکندر جاہ ..... امور وزارت را مامور گردید اگر

جمیع صفات حمیدہ وخصائل پسندیدۂ جناب عالمیاں مآبش بتحریر درآید ودرنظم کمر بہ ترتیب دیوانے بایدبست ودرنثر بتصنیف تاریخے تواں نشست لاجرم بمقتضائے مالا یدرک کلہ لا یترک جزوۂ سبعہ صفات خجستہ آنجناب بقلم نیازرقم می انگارد"۔

ہر صفت کے ذکر میں پہلے تعریف کی ہے اور پھر کچھ اشعار لکھے ہیں جو ان کی اس صفت کے متعلق خود مصنف نے نظم کئے ہیں اچھا ہوتا اگر ان میں سے ہر ایک کے تحت ممدوح کا ایک ایک واقعہ بھی نقل کیا جاتا جس سے کتاب زیادہ وقیع ہو جاتی اور حالات میر عالم پر زیادہ روشنی پڑتی اس میں مصنف نے میر عالم کے حسب ذیل صفات کا ذکر کیا ہے۔

(۱) سیادت (۲) سخاوت (۳) عدالت (۴) دانشمندی (۵) شجاعت (۶) حسن نیت (۷) صیانت۔

یہاں ہم ان کے فضائل وخصائل پر صاحب سبعہ صفات سے کسی قدر زیادہ تفصیلی نظر ڈالیں گے۔

میر عالم خوش مزاج وآشنا پرست تھے۔ اسی وجہ سے وسیع الملاقات تھے۔ تنہائی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جو دن کہ مجبوراً اعزلت میں ان کو گزارنے پڑے وہ ان کی زندگی کے نہایت تلخ ایام تھے بڑی خوبی یہ رکھتے تھے کہ کسی کے نقصان کے درپے نہیں ہوتے۔ جہاں تک ہو سکے فائدہ رسانی کو اپنا فرض اولین سمجھتے ان کے زمانے کے اکثر وبیشتر لوگوں کو ان کا ثنا خواں ہم اسی وجہ سے پاتے ہیں۔

جود وسخا وہ طبیعتاً جواد وکریم تھے اُن کے باورچیخانہ سے روزانہ دو سو مساکین

شکم سیر ہوتے تھے۔ بارہ دری کی تعمیر کے بعد جب انھوں نے سیر کی عام اجازت دیدی تو داروغہ باورچیخانہ کو یہ حکم بھی دیدیا تھا کہ اُن سیر کرنے والوں کو خوان بھیجدیا کریں جو کھانے کے وقت باغ میں موجود ہوں۔ قحط کے زمانہ میں اپنے خاص خرچ سے دو مہینے تک فی کس (مرد ہو یا عورت یا بچہ) ایک سیر چاول اور چار پیسے روزانہ تقسیم کرتے رہے۔ تعمیرات کے کام جو پھیلائے تھے اس سے ان کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ ایام قحط میں غیر مستطیع لوگ محنت مزدوری سے اپنا پیٹ پال لیں۔ ان کا جود وسخا اپنی خانگی حیثیت ہی میں محدود نہیں تھا بلکہ انھوں نے سرکاری خدمات جو ادا کیں ان میں بھی اپنی اسی صفت کو کام میں لاکر غریب غربا اور رعایا، برایا کے ساتھ حسن سلوک مرعی رکھا اسی وجہ سے بعض مورخین کا خیال ہے کہ انھوں نے کفایت سرکار کا لحاظ نہیں کیا اسی کو بُرا خیال کرکے صاحب تاریخ گوہر شاہوار نے ان پر دولت خواہ سرکار آصفیہ نہونے کا الزام لگایا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"(میر عالم) ہزار ہا بیوہ را از یومیہ پرورش کردہ و چہار صد اسامی منصبداران مزین و تنخط کردہ از تحریر دیوانی سی و پنج لکٹ رُوپیہ سالانہ سرفراز بود لیکن احدے حرکات دولت خواہی سرکار آصفیہ عالیہ از ایشاں قابوئے جلوہ ظہور نیافتہ"

(تاریخ گوہر شاہوار قلمی وقائع میر عالم)

ارسطو جاہ اور میر عالم کے طرز عمل کا تقابلہ

گوہر شاہوار کے مصنف کو میر عالم سے مخالفت کا حق یا اس کا کوئی سبب تو سمجھ میں نہیں آتا یہاں البتہ جو اخراجات کہ سرکار پر انھوں نے

عائد کئے یہی اُس کے اِس خیال کی وجہ معلوم ہوتے ہیں۔ اُس زمانہ میں اس کفایت سرکار کا لحاظ ہونا ضروری بھی تھا اس واسطے کہ ان کے قبل ارسطو جاہ دیوان تھے جن کی پالیسی ان کے بالکل خلاف تھی وہ چاہتے تھے کہ اجرائیاں نہوں جائدادیں اور مال ضبط ہو کر کفایت سرکار ہو اور خزانہ معمور۔ اور میر عالم کا اُصول حکومت یہ تھا کہ نئی نئی اجرائیاں ہوں اور بار احسانات سے رعایا خوش دل ہو اور خیر خواہ سرکار بنے ایک قریب ترین زمانے میں اصول حکومت کا اس قدر تغیر عام نظروں میں ضرور قابل لحاظ ہے لیکن اس تغیر سے جو مفاد کہ گورنمنٹ نے حاصل کئے اُس پر ان کی آنکھیں نہیں پہنچتیں اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ میر عالم کے کیرکٹر پر برا اثر ڈالنے میں مصنف تاریخ گوہر شاہوار نے بالکل سطحی نظر سے کام لیا ہے جو درحقیقت اس کی غلطی ہے اس کو چاہئے تھا کہ اس موقع پر تنقیدی نظر ڈالتا۔ اگر ہم آجکل کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ غیر ممالک کے کتنے ہی باشندے ہماری ریاست کے وظایف و مناصب سے خصوصاً اس مبارک عہد عثمانی میں مستفید ہو رہے ہیں اگر اسی کو معیار دولت خواہی قرار دیا جاتا ہے تو یہ سب نیکی اور عوام النّاس کی یہی خواہی برائی میں مبدّل ہو جائے گی۔

فہم و فراست | میر عالم معاملہ فہمی اور رسائی طبیعت و فراست میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے اپنے اوصاف کی وجہ سے انہوں نے کلکتہ میں بڑی شہرت حاصل کی چنانچہ جس زمانے میں وہ وہاں سفارت پر گئے ہوئے تھے لارڈ صاحب کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش تھا۔ جو تقریباً نو سال سے زیر بحث تھا تصفیہ نہیں ہوتا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک شخص نے جواہرات سے بھرا ہوا ایک صندوق ایک ساہوکار کے پاس رہن رکھا اور مر گیا اور مرتہن کا

وہ گماشتہ بھی جس نے رہن لیا تھا فوت ہوگیا۔ اُس راہن کے بیٹے نے اس کا فک رہن کیا تو دیکھا کہ صندوق کے ایک خانے میں تو جواہر ہیں اور دوسرے خانے میں پتھر اور دونوں خانوں پر اور اصل صندوق پر مہریں برابر لگی ہوئی تھیں جس سے چوری جانے کا شبہ بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن جواہر کے ساتھ پتھر کا رکھا جانا خارج از فہم تھا دعویٰ یہ تھا کہ جس خانے میں پتھر تھے اسمیں بھی جواہر ہی ہوں گے جس سے مرتہن انکار کرتا تھا لارڈ صاحب بھی اس مقدمہ میں شش و پنج میں تھے انھوں نے اس صورت واقعہ کو میر عالم کے سامنے پیش کیا میر عالم نے مدعی و مدعی علیہ سے واقعات دریافت کئے دونوں نے واقعات صحیح صحیح بیان کئے اور صندوق کی مہروں کے وجود اور اُنکی صحت کو دونوں نے تسلیم کیا۔ اس کے بعد انھوں نے قیاس یہ قایم کیا کہ وہ پتھر جواہر کا وزن بتانے کے لئے رکھے گئے تھے چنانچہ جب جواہر پتھر کے ساتھ تولے گئے تو وزن میں نہ جواہر پتھر سے زیادہ ہوئے اور نہ پتھر جواہر سے بڑھے ان کی اس رسائی فہم کی کلکتہ بھر میں شہرت ہوگئی اور اس کے چرچے حیدرآباد تک بھی پہنچے اب بھی بعض پرانے اشخاص کی زبان پر یہ قصہ مشہور ہے اس واقعہ کو پہلے پہل میں نے اپنے والد[1] کی زبانی سنا تھا جنہوں نے اس کو مختار الملک سر سالار جنگ سے منسوب کرکے بیان کیا تھا لیکن تاریخ خزانہ رسول خانی سے یہ واقعہ میر عالم سے متعلق معلوم ہوتا ہے اور اس کا مصنف میر عالم کے عہد سے قریب تر گزرا ہے۔

---

[1] کمال الدین نام۔ علاقہ سرکار عالی کے دوم تعلقدار۔ اس خدمت سے ڈیفیہ پانے کے بعد بفرمان جہاں پناہی حضرت ظل الٰہی آصف جاہ بسالار نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہٗ دولتہٗ مجلس انتظام مالیہ کا عالیجاہ نواب معین الدولہ بہادر کن مال مقرر ہوئے اور اب بھی اسی خدمت کے انجام دے رہے ہیں خدا ان کو دیر سلامت رکھے

رسل کا خیال میر عالم کی نسبت

مسٹر رسل ثابت جنگ رزیڈنٹ نے اپنے مراسلہ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۸۲۴ء میں میر عالم کے خصائل کا خاکہ حسب ذیل الفاظ میں کھینچا ہے۔

"وہ (میر عالم) ایک غیر معمولی قابلیت کے آدمی تھے تمام ہندوستانیوں کے برخلاف انکی فہم و فراست یوروپین دماغوں کے مماثل تھی کوئی معاملہ ان کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ معاً اسکی تہ کو پہنچ جاتے تھے اور وہ معاملات و کاروبار میں ضوابط سے ایسے ہی اجنبی تھے جیسے کہ معمولی روزمرہ کی زندگی میں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ پبلک کارروائیوں میں بڑی قابلیتوں کے آدمی تھے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اُن خصائل سے عاری تھے جو ذہنی قابلیت کی کمی کی تکمیل کرتے ہیں وہ حریص اور بے احساس کینہ پرور اور بے رحم تھے نہ ان کو کسی کا احسان یاد رہتا تھا نہ وہ اپنے ضرر کو بھولتے تھے اگرچیکہ وہ اظہار کرم کے مشتاق اور ہر دلعزیزی کے خواہاں تھے لیکن ان کو اپنے بنی نوع سے نہ انفراداً ہمدردی تھی نہ اجتماعاً اُن کا عہدہ اور اُنکی قابلیت ایسی تھی کہ وہ اپنی گورنمنٹ کے لئے اتنا کچھ کر سکتے تھے جتنا کہ انکی گورنمنٹ کے کسی اور ملازم نے نہ کیا تھا۔ بریں ہم انہوں نے بہت سی برائیوں میں اضافہ کیا اور ایک کو بھی کم نہ کیا۔ انھوں نے سارے ملک کے محاصل میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور ایک خاص محصول فی روپیہ ایک آنہ یا ۶¼ فیصدی تمام مالگزاری پر اپنے ذاتی فائدے کے لئے بڑھا دیا۔ نظام سے اختیارات و اقتدار کے حاصل کرنے کی جد و جہد میں ان کا عہد حکومت گزر گیا۔ ان کے انگیز کرنے اور نقصان رساں سلوک سے نظام کے تمام برے خصائل مشتعل اور مستحکم ہو گئے ....."

یہ وہی رسل ہیں جو ان کے عہد میں مددگار رزیڈنٹ تھے اور جب حشمت جنگ کا

انتقال ہوگیا تو میر عالم نے ان کو اس عہدہ پر ترقی دینے کے لئے گورنر جنرل بارلو بارنٹ سے سفارش کی تھی جس پر لارڈ صاحب نے یہ عذر کیا تھا کہ ان کا سفارشی رقعہ پہنچنے سے پیشتر کپتان تامس سدنہام کا تقرر اس عہدہ پر کر دیا جا چکا ہے اس لئے مجبوری ہے وہ کپتان مذکور کے نائب رہیں گے یہ خط ہنری رسل نائب جنگ نے اس زمانے میں لکھا ہے جبکہ وہ رزیڈنٹ ہو گئے تھے اور میر عالم کا انتقال ہو کر عرصہ گزر چکا تھا۔ اس مخالفانہ تحریر میں بھی میر عالم کے خصائل حمیدہ پوشیدہ نہیں رکھے جا سکے چنانچہ ان کی فہم رسا اور جود و سخا کی تعریف اس نے بھی کی ہے میر عالم کی برائیاں جو بتائی گئی ہیں ان میں رزیڈنٹ موصوف نے محض سطحی نظر بلکہ معاندانہ طریق سے کام لیا ہے مثلاً سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کہ اس سے غرض صرف نمایش تھی فہم و فراست کی توصیف کرتے ہوئے اس کا بیجا استعمال بتاتے ہیں۔ حرص و کینہ پروری اور بے رحمی بے بنیاد ہے مناسب مناسب مقامات پر ہم نے ایسے واقعات پیش کئے ہیں جن سے ان کا استغنا حلم اور عفو مزاجی ظاہر ہوتی ہے محاصل کا اضافہ ایک بے معنی حجت ہے اس واسطے کہ حق خدمت دیوانی میں ارسطو جاہ کے عہد کی نسبت میر عالم نے جو اضافہ کیا وہ اپنے حسن انتظام کی بناء پر کیا اس کا بار سرکار پر نہیں پڑا اور نہ اس خفیف اضافہ سے رعایا کا کوئی قابل شکایت نقصان ہوا بلکہ رعایا ان کے حسن انتظام سے خوش و خرم اور نہایت مطمئن تھی۔ میر عالم نے یہ اضافہ محض اپنے ذاتی مفاد کے لئے نہیں کیا بلکہ اس سے دیوانی سے متعلق جتنے محکمہ جات تھے یا انھوں نے قایم کئے ان سب میں یہ رقم صرف ہوی اسی تناسب سے

ممکن ہے کہ میر عالم نے بھی کوئی اضافہ الونس حاصل کیا ہو۔ اس زمانے میں انتظام مالگزاری تعہدہ پر قایم تھا ہر عملداری ایک سررشتہ بہ رقم پر تعہدہ دار کو دیجاتی تھی ان کے حساب وکتاب اور اجرائی احکام کے دفاتر (مال دیوانی اور انشا) دیوان کے تحت تھے جن کے اخراجات کی سررشتہ رقم دیوان حاصل کرکے اپنی صوابدید سے صرف کرتے تھے یہی انھوں نے کیا۔ نظام سے اختیارات حاصل کرنے کا جو الزام اس نے عائد کیا ہے اس کے متعلق ہم نے میر عالم اور مہپت رام کی مخالفت کے باب میں تفصیل سے بتایا ہے کہ انھوں نے اپنی ذات کے لئے اختیارات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔

میسور کی تیسری جنگ میں ٹیپو سلطان سے صلح کرنے اور اس کے شرائط پر گفتگو کرنے کیلئے میر عالم لارڈ کورنوالس کے پاس بھیجے گئے تھے اس مجلس میں شریک ہونے کے بعد ایک خط لارڈ صاحب موصوف نے اعلیحضرت کو لکھا جس میں اُن کے اکثر خصائل سے مجملاً بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں "انھوں (میر عالم) نے اپنے طرز عمل سے ثابت کردیا کہ آپنے ان کا یہ انتخاب تھا نہایت عاقلانہ کیا اور میرے خیال سابق کو کہ آپ کی گورنمنٹ کے نہایت خیر خواہ ہیں مضبوط کردیا اُن کی دلی خواہش ہے ہم دونوں میں استحکام وترقی محبت ہو اور اس وجہ سے مجھے ان کے آنیسے نہایت اطمینان ہوا بہ استثنا اس کے کہ فوجی معاملات سے کم واقف ہیں اور امور میں یہ بہت قدر کے لایق ہیں"

اس فقرہ سے میر عالم کے متعلق تین امور مستنبط ہوتے ہیں پہلے تو سرکار عالی کی خیر خواہی اور دوسرے اُس زمانے کے نظر کرتے سرکار دولت مدار کی بہبودی کے ذریعہ پر دور اندیشی (یعنی سرکار دولت مدار کی صلاح وفلاح اس زمانہ میں جبکہ ٹیپو سلطان اور مرہٹے زوروں پر تھے اسی طرح ہوسکتی تھی کہ انگریزی کمپنی سے اتحاد محکم پیدا کیا جائے) تیسرے یہ کہ فوجی معاملات سے

ناواقفیت اس میں شک نہیں کہ میر عالم میں یہ کمزوری ضرور تھی مگر اُن کی خوش تدبیریوں نے ان کی اس کمزوری کو چھپائے رکھا اور ان کی پالیسی سے اس ناواقفیت کا کوئی دھبہ اِن کے دامن پر لگنے نہ پایا اور باوجود اس کے وہ میسور کی چوتھی جنگ میں سپہ سالار افواج رہے اور ان کی کارگزاری اچھی رہی۔ اگرچیکہ ایک موقع پر جس کا قبل ازیں ذکر آچکا ہے ان کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور وہ معًا اپنی فوج کے خیال کو پلٹا نہ سکے تاہم انھوں نے ترکیب اور حکمتِ عملی سے اپنے حکم میں لایا اور پھر کبھی کوئی قابل شکایت موقع ان کی کمان میں نہیں آیا۔

قبیلہ پروری وہ قبیلہ پرور تھے ان کے اکثر اقربا انھیں کے زیر پرورش تھے۔ کئی اعزّہ انھیں کے مہربانی و توسل سے بڑے بڑے مدارج و مناصب پر پہنچے۔ جن کا ذکر ہم نے اپنے اپنے موقع پر کر دیا ہے۔

ایک لطیفہ کا بیان میر عالم کلکتہ کی سفارت پر گئے تو ایک روز وہ لارڈ صاحب سے ملنے اون کے بنگلے گئے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس پر ہاتھی دانت کا کام تھا۔ جب یہ کونچ پر بیٹھ گئے تو ہاتھ کی لکڑی پاس ہی دیوار سے لگا دی۔ لارڈ صاحب نے اپنے آدمی سے مخاطب ہو کر اپنی زبان میں کہا کہ میر عالم کے بلا علم و اطلاع ان کی لکڑی وہاں سے اٹھا لے آدمی نے آنکھ بچا کر لکڑی وہاں سے اٹھالی۔ جب رخصت کا وقت ہوا تو میر عالم کھڑے ہوئے اور اپنی لکڑی کو دیکھنے لگے۔ لارڈ صاحب نے تجاہل سے پوچھا "کیا دیکھتے ہو" میر عالم نے جواب دیا "ہاتھی کی لکڑی" لارڈ صاحب نے تھوڑی دل لگی کے بعد یہ کہہ کر کہ آپ کے ہاتھ میں یہ اچھی معلوم ہوگی ایک دار چینی کی لکڑی دی جس کے دستے پر دس ہزار روپے قیمت کے الماس جڑے ہوئے تھے

اس واقعہ سے دو امور مستنبط ہوتے ہیں اول تو یہ کہ انگریزی کمپنی کے اعلیٰ عہدہ دار کی یہ خواہش تھی کہ تحفہ تحایف دے دلا کر میر عالم کو اپنا بنائیں تاکہ نظام کے ساتھ اتحاد قایم کرنے میں وہ ان کے ممد و معاون ہو جائیں اور دوسرے یہ کہ میر عالم انگریزی زبان سے ناآشنا تھے کہ اس گفتگو کو وہ سمجھ نہ سکے جو لارڈ صاحب نے اپنے آدمی سے کی۔

حسن تدبیر | صاحب گلزار آصفیہ نے ارسطو جاہ کی ابلہ فریبی اور میر عالم کی حسن تدبیر کو ظاہر کرنے کے لئے ایک اچھا واقعہ[1] لکھا ہے جو یہ ہے:۔

میر عالم کی نظر بندی کے زمانے میں مدار المہام دقت کے پاس اور دربار حضور میں کچھ عرصہ تک مستقیم الدولہ ان کے نائب تھے انھوں نے میر عالم کی طرف سے ان کی رہائی اور بلدہ آنے کے لئے بہت کچھ سعی کی تھی حتیٰ کہ ان کے مخالف حشمت جنگ کو بھی اپنا ہمزبان بنا کر انکی سفارش ان سے کروائی۔ اس پر سے ارسطو جاہ نے خیال کیا کہ مستقیم الدولہ کو اگر اپنی طرف مائل کر لیا جائے تو پھر میر عالم کے ہواخواہوں میں کوئی ایسا نہیں رہیگا جو ان کی ہمدردی کرے انھوں نے مستقیم الدولہ کو پیشکاری[2] کا لالچ بتایا اور میر عالم سے برگشتہ کر کے اپنی طرف مائل کر لیا انھوں نے جب دیکھا کہ مستقیم الدولہ بے رخ سے ہو گئے ہیں تو وہ سمجھ گئے کہ انھیں کوئی سبز باغ دکھایا گیا ہے۔ پس انھوں نے بھی مستقیم الدولہ کے لئے ایک تدبیر کی۔ اس کا ذکر کرنے سے

---

[1] تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ ۳۱۱۔

[2] عوام میں یہ امر ذہن نشین ہو گیا ہے کہ پیشکاری کی خدمت اہل ہنود کے ساتھ مختص ہے لیکن یہ غلط ہے اگر ایسا ہوتا تو ارسطو جاہ اس امر کا ذکر بھی نہ کرتے اس سے قبل بھی بعض مسلمان امرا نے اس خدمت کو انجام دیا ہے جن میں سے ایک عوض خاں ہیں۔

پیشتر یہ بتانا ضرور ہے کہ قبل نظر بندی میر عالم نے ایک مجلس میں یہ ذکر کیا تھا "میرے والد ایک سیفی کے عامل تھے۔ جس دشمن کو مقہور کرنا چاہتے تھے اس سیفی کو پڑھتے اور روٹی اور حلوا آدمیوں کو کھلاتے چالیس دن تک یہی عمل ہوتا رہتا۔ یہاں تک کہ چالیسویں دن یا اس کے اندر اندر دشمن نیست و نابود ہو جاتا۔ میں نے کئی بار والد سے کہا کہ یہ سیفی مجھے بھی بتائیں مگر انھوں نے نہ بتایا۔ اور کہتے رہے کہ تم جواں آدمی ہو ایسا نہ ہو کہ گرفتار بلا ہو جاؤ" اس واقعہ کو ارسطو جاہ نے بھی سن پایا تھا اب میر عالم نے مستقیم الدولہ سے کہا کہ بھائی آجکل قحط پھیلا ہوا ہے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ کچھ ثواب کا کام کیا جائے روزانہ دس پتلے چاول خریدو اور مرد، عورت، بچہ میں سے ہر ایک کو فی کس ایک سیر چاول اور چار پیسے تقسیم کر دیا کرو ارسطو جاہ جب مستقیم الدولہ کو اپنی طرف مائل کر چکے تو پیشکاری کے وعدہ کو ڈھیل میں ڈالا۔ یہاں تک کہ مستقیم الدولہ ارسطو جاہ سے مشتبہ ہو گئے انھوں نے میر عالم کے حکم کے موافق خیرات شروع کی۔ دو مہینے گزر گئے قحط کم نہیں ہوا۔ اس کے بعد میر عالم نے مستقیم الدولہ سے کہا کہ ابھی قحط دور نہیں ہوا ہے خام غلہ کی خیرات سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ پکا پکایا تقسیم کیا جائے دس پتلے گیہوں کا آٹا لو اور آدھ آدھ سیر کی روٹیاں پکوالو اور روزانہ دو دو روٹیوں کے ساتھ پاؤ پاؤ بھر حلوا ایک ایک شخص کو دیا کرو اور ہر ایک کو حکم کرو کہ وہیں اسی وقت کھالے اور اعلیحضرت کو صدق دل سے دعائیں دیتے جائے مستقیم الدولہ نے اس کی بھی تعمیل شروع کی ارسطو جاہ سمجھ رہے تھے کہ مستقیم الدولہ ان سے کچھ خلاف ہو گئے ہیں جب یہ سنا کہ وہ روٹی اور حلوا خیرات کر رہے ہیں تو انھیں یہ گمان ہو گیا کہ وہ میر عالم کے والد کی سیفی ان کے لئے پڑھ رہے ہیں اور یقین کر لیا کہ

اس سے ان کو نقصان پہنچیگا ۔ فوراً ہی ارسطو جاہ نے اعلیحضرت سے معروضہ کرکے مستقیم الدولہ کی نسبت فرمان صادر فرمایا کہ یہ جس حالت میں ہوں اسی حالت میں اپنی جاگیر دگوال پہنچادے وہ وہیں رہیں اور بلا اجازت وہاں سے نہ نکلیں اور نہ کسی سے ملیں چوبدار جس وقت مستقیم الدولہ کے پاس پہنچے ہیں ۔ وہ نان و حلوے کی تقسیم میں مصروف تھے انھوں نے ان کو اپنے زنانخانے میں تک جانے کی مہلت نہ دی اور باہر کا باہر پالکی میں سوار کراکے ان کو سیدھا جاگیر بھیجدیا اور وہاں کی روزانہ اخبار کے لئے تین ہرکارے مقرر کردئے صاحب گلزار آصفیہ نے میر عالم کی جس تدبیر کے ضمن میں مستقیم الدولہ کی علیحدگی کا یہی سبب بیان کیا ہے لیکن دراصل اس کی یہ وجہ نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ان کی وہی تند و تلخ گفتگو ہے جس کی نسبت ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۸ جولائی ۱۷۹۹ء میں رزیڈنٹ کرک پیاٹرک کو توجہ دلائی تھی اور لکھا تھا کہ ان کو کوئی تنبیہ کی جائے جس کا ذکر ہم نے قبل ازیں کردیا ہے اس کی حقیقت میر عالم کی اس یادداشت سے ظاہر ہوتی ہے جو انھوں نے ۲۷ صفر ۱۲۱۴ھ کو رزیڈنٹ کے منشی کے نام لکھی تھی تاکہ وہ مستقیم الدولہ کے اپنے مقام سے نکل کر یکایک میر عالم کے فرودگاہ میں در آنے اور پھر ان کو ان کے مقام رہایش پر واپس کردینے کی اطلاع رزیڈنٹ صاحب کو کردیں اس چٹھی کی اصل عبارت یہ ہے ۔

"منشی جیو ۔ از اتفاقات عجیبہ امروز اینکہ مستقیم الدولہ بے اطلاع ایں جانب بے عرض حضور پر نور دفعتہً وارد باغ فرودگاہ ایں جانب گردیدند بسبب بعضے قباحت ہا کہ بالمشافہہ مفصل اظہار خواہد شد بہادر مذکور را بے آنکہ ملاقات شود فہمانیدہ در دیہ بود و باش روانہ

کردہ شد و برائے احتیاط ایشاں چند کس معین نمودہ شد برائے اطلاع صاحب عالیشان رقم زد خامہ و داد گردید۔"

اس رقعہ سے صاف واضح ہے کہ کسی خاص وجہ سے ان کا بلدہ میں آنا یا امرا سے ان کا ملنا جلنا ممنوع تھا اور اس امتناع کا اصلی باعث اتحاد انگریزی تھا۔ اسی بناء پر میر عالم نے چٹھی لکھی تاکہ مستقیم الدولہ کے آنے اور واپس ہونے پر رزیڈنٹ صاحب کو کوئی سوءظن نہ پیدا ہو۔ اس رقعہ میں مستقیم الدولہ کی نظر بندی کی خاص وجہ پر روشنی نہیں ڈالی گئی ہے تاہم یہ علانیہ طور پر معلوم ہو سکتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے ریاست میسور کی تقسیم ملک و مال کے ضمن میں حسب ایمائے رسٹو جا رزیڈنٹ سے بحیثیت وکیل جو گفت و شنید کی تھی اسی کے باعث وہ خدمت سے علیحدہ اور نظر بند کئے گئے یہ سب مراعات انگریزی کمپنی کے حق میں اس وجہ سے مرعی رکھی گئی تھیں کہ اُن کے ذریعے باقاعدہ فوج امدادی مہیا کی گئی تھی اور انہیں کے ذریعے اپنے دشمنوں (فرانسیسی مرہٹے۔ ٹیپو سلطان) سے نظام نے رستگاری پائی تھی۔

اطاعت آقا | میر عالم اپنے آقا کے احکام سے سرمو تجاوز نہ کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت غفراں مآب نے انگریزی فوج کو برخاست کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے پیش اندیشی سے معروضہ کیا کہ یہ مصلحت وقت نہیں ہے۔ اس پر بھی برخاست کا حکم ہوا تو فوج کو رخصت کر دیا اور جب نظر بند ہو گئے تو کبھی اپنے آقا کی شکایت نہیں کی اور نہ ان کے خلاف کسی امر کی تحریک کی۔ ایک دفعہ مستقیم الدولہ (جو لارڈ ویلزلی کی خواہش پر غفراں مآب کے حکم سے اپنی جاگیر میں رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تھے) سکندر جاہ کے عہد میں (جبکہ خود بدولت بغرض سیر باغ قدسیہ میں نہضت افروز تھے

اپنی جاگیر سے بلا اجازت نکلکر میر عالم کے ڈیرے میں آگئے میر عالم اوس ڈیرے سے حضور پر نور کے منشی اعتصام الملک کے ڈیرے میں چلے گئے اور تاکید کر دی کہ وہ یہاں نہ آنے پائیں اور حضور کے پاس معروضہ کیا کہ مستقیم الدولہ اس طرح بے اجازت آگئے ہیں اعلیحضرت نے کہا کہ وہ تمہارے عزیز ہیں تم جو چاہو کرو۔ میر عالم نے یہاں قرابت کا بھی کوئی لحاظ نہ کیا اور سلطان میاں مہدوی کو حکم دیا کہ پچاس سواروں کے ہمراہ مستقیم الدولہ کو ان کی جاگیر میں چھوڑ آئیں میر عالم کی نظروں میں اپنے آقائے نعمت کی وہ وقعت و عظمت جو ابتدا میں تھی آخر تک بھی رہی اور وہ چاہتے تھے کہ جس طرح آپ اعلیحضرت کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اسی طرح اور لوگ بھی کریں گو وہ اہل کمپنی کیوں نہوں حشمت جنگ کرنل کرک پیاٹرک کی عادت تھی کہ دربار حضور میں جب جاتے تو خلوت مبارک کے دروازے کے غلام گردش تک اپنی عماری سے نیچے نہیں اترتے جس روز میر عالم خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے یہ اور حشمت جنگ دونوں ملکر حاضر دربار ہوئے۔ میر عالم اپنی سواری کے میانہ سے دیوانخانۂ سرکاری کے دروازے پر اتر پڑے (اس دروازہ پر تمام اعلیٰ ادنیٰ امراء اور عہدہ دار معمولاً اپنی اپنی سواریوں سے اتر جاتے تھے) تو حشمت جنگ نے کہا خلوت کے دروازے پر اتروٗ میر عالم نے کہا یہ ہمارے آقائے نعمت کی ڈیوڑھی ہے میرا مقدور نہیں ہے کہ میں اپنی حد سے تجاوز کروں تم مختار ہو جہاں چاہو اترو لیکن میں یہ ضرور کہونگا کہ یہ تمہارے لئے بھی ٹھیک نہیں ہے کہ معمول سے آگے بڑھو۔ اس پر حشمت جنگ بھی اپنی عماری سے وہیں اتر پڑے اور پھر کبھی اپنے ہاتھی کو آگے نہیں بڑھایا۔

حزم و احتیاط و عاقبت بینی | میر عالم جسوقت بسبیل سفارت کلکتہ گئے تھے تو نواب آصف الدولہ رئیس لکھنؤ نے ان کے

احوال سے مطلع ہو کر ضیافت کی بڑی بھاری تیاری کر کے اُن کو دعوت دی کہ کلکتہ سے ادھر ہی تشریف لائیں اور یہاں سے حیدرآباد جائیں میر عالم نے معذرت مانگی اور ان کو کہلا بھیجا کہ ہم سرکار دولت مدار آصفیہ کے نمک خوار ہیں بلا اجازت و حکم اعلیحضرت کسی اور رئیس سے ملاقات کرنا ہمارے مناسب حال نہیں ہے اس واقعہ سے میر عالم کا حزم و احتیاط و دوراندیشی و عاقبت بینی کا ثبوت ملتا ہے۔

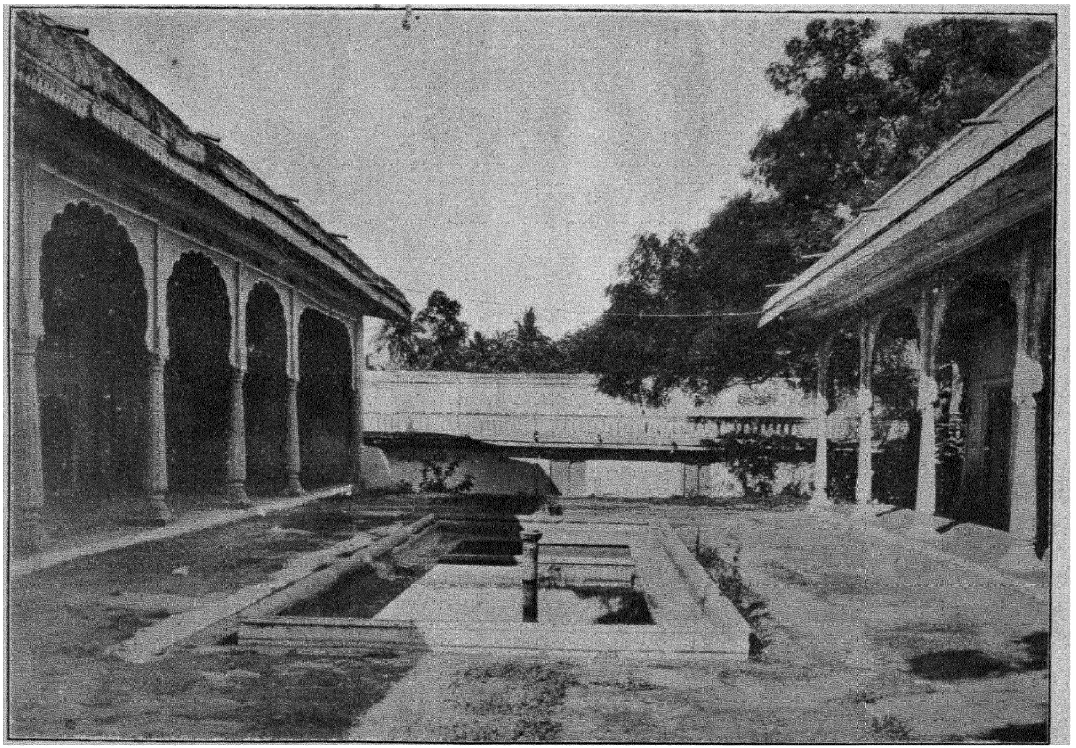
خوش اخلاقی میر عالم اتنے خوش اخلاق خیر اور فیض رساں تھے کہ اگر کوئی شخص متواتر دس پندرہ روز تک ان کے دربار میں آتا اور آداب مجرا بجا لاتا تو وہ اوس شخص سے اس کی حاجت پوچھے بغیر نہ رہتے اور دریافت کے بعد اس کی حاجت روائی کر دیتے وہ ایسے لوگوں سے بھی سلوک کرتے تھے جو شریف ہونے کی وجہ سے کسی کے آگے دست سوال نہیں پھیلا سکتے تھے۔

غیر معمولی خطابی توجہ میر عالم نے اول تو سید ہونے کی وجہ سے اور پھر خاندانی مجتہد ہونے کے باعث کوئی رسمی خطاب اپنے لئے قبول نہ کیا اسی لئے بندگانعالی نے ان کو ایک غیر معمولی خطاب[1] سے مخاطب و سرفراز فرمایا۔

خوش اعتقادی وہ بزرگان دین کے نہایت عقیدتمند تھے ان کے نام ادب سے لیتے اور ان کے ذکر اذکار کو نہایت توجہ اور تعظیم سے سنتے تھے ایک دفعہ میر عالم کو یہ اطلاع

---

[1] ان کو میر عالم خطاب چارہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ کے ساتھ بتاریخ ۲۸ رجب المرجب ۱۲۰۳ھ جلوس شاہ عالم (مطابق ۱۷۸۸ء) مرحمت ہوا اور پھر ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۰۴ھ جلوس شاہ عالم (مطابق ۱۷۸۹ء) کو میسور کی تیسری جنگ کے بعد باضافہ پنجہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفرازی ہوی۔ اسیطرح کا خطاب ان کے فرزند میر رضی کو بھی ملا تھا چنانچہ اسی ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۰۴ھ کو وہ خطاب میر دوران الدولہ سپہرداری منصب باضافہ پنجہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے مختار ہوا ان خطابات و مناصب کا اظہار مناسب مقام پر کیا جائے گا سر دست ہم صرف اسی قدر لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ ان کے متعلق بہت دیر میں معلومات فراہم ہوئیں۔



میر عالم کے مکان کے اُس حصہ کی تصویر جو عاشور خانہ کے نام سے مُوسوم ہے

ملی کہ ایک مفلوک الحال شخص کو حضرت مومنؒ نے ایک روپیہ دیا جس کی بدولت اس کو روزانہ دو روپیہ دست غیب میسّر آتے ہیں۔ جس سے وہ خوش حال ہوگیا ہے انھوں نے دریافت کیا وہ کون ہے معلوم ہوا کہ میر شہسوار علی نام ایک سیّد سبز پوش ہیں جن کو اکثر ذی مقدور لوگ محرم کے ماتمی سبز لباس دیا کرتے تھے۔ جسے وہ سال بھر کی پوشاک بناتے تھے میر عالم نے ان کو پانچ روپیہ ماہوار مقرر کردی تھی اس اطلاع پر انھوں نے سیّد صاحب مذکور کو بلوا بھیجا اور تمام حال ان سے دریافت کیا انھوں نے کہا۔

"میں ایک وقت آدھی رات کو میر مومنؒ کے دائرے پر سے اپنے گھر جا رہا تھا دایرے میں اُس وقت کوئی شخص موجود نہیں تھا البتہ ایک بزرگ عربی لباس میں نہایت شان و شوکت سے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے انھوں نے دفعتاً مجھے آواز دی "میر شہسوار علی اینجا بیا" میں نے یقین کیا کہ خود میر مومنؒ ہیں کمال اشتیاق سے گیا اور عرض کی کہ پیر و مرشد آج کی رات غلام کے لئے گویا معراج کی رات ہے کہ آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ "احوال شما از اخراجات چگونہ است" میں نے عرض کی کہ قبلۂ عالم باوجود دوستی۔ کے میر عالم صرف پانچ روپیہ دیتے ہیں اسی میں ہم سب آش پکا کر قدح قدح پی لیتے ہیں اس پر فرمایا کہ "اگر شما را یک رُوپیہ یومیہ باشد بس است" میں نے عرض کی کہ حضرت بہت کافی ہے اس پر انھوں نے ایک روپیہ سُلطان محمد قلی قطب شاہ کے زمانے کا اپنی جیب سے نکالکر مجھے دیا اور فرمایا کہ اس روپیہ کو ایک سرخ کپڑے یا کاغذ میں دھاگہ سے باندھ کر ایک قلمدان میں مقفل رکھو اور احتیاط رہے کہ اور روپیوں

میں ملنے نہ پائے اس کے ساتھ تم کو دو روپئے روز ملا کریں گے اُن کو تم ہر روز خرچ کر دیا کرو اور اس روپیہ کو حفاظت سے رکھو اگر یہ روپیہ تمھارے پاس سے چلا جائے تو پھر تم کو ایک حبّہ بھی نہیں ملیگا"۔

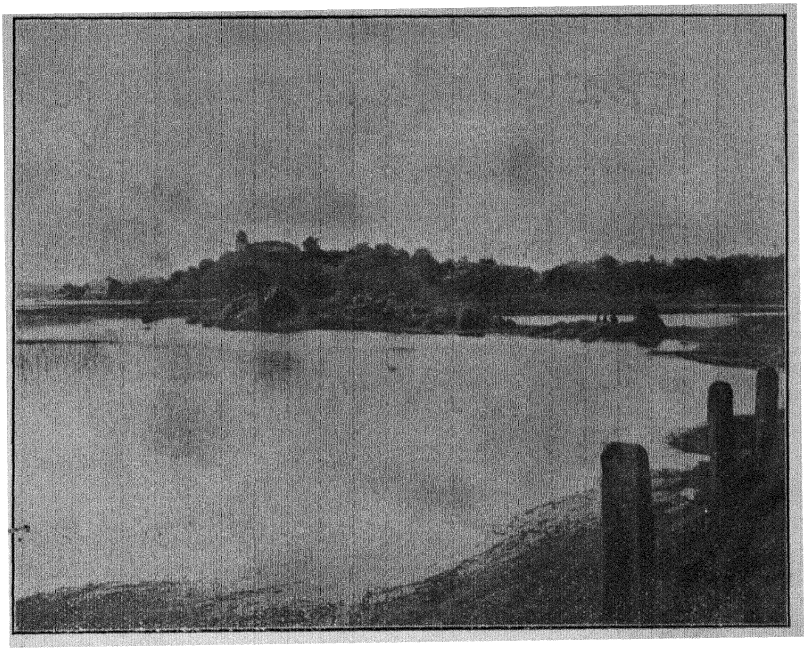
اس واقعہ کو میر عالم نے بڑی توجہ سے سنا اُس روپیہ کو دیکھا اور بوسہ دیا اور سید صاحب کو مبارک باد دی اور احتیاط سے رکھنے کی ہدایت کی شہسوار علی کی حیات تک وہ روزینہ برابر جاری رہا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو وہ روپیہ خود بخود غائب ہوگیا۔ ہمیں اس واقعہ کی صحت یا عدم صحت اور قرین عقل یا بعید از عقل ہونے سے یہاں کوئی بحث نہیں ہے ہم نے صرف میر عالم کی خوش اعتقادی بتانے کے لئے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

وفات و مدفن

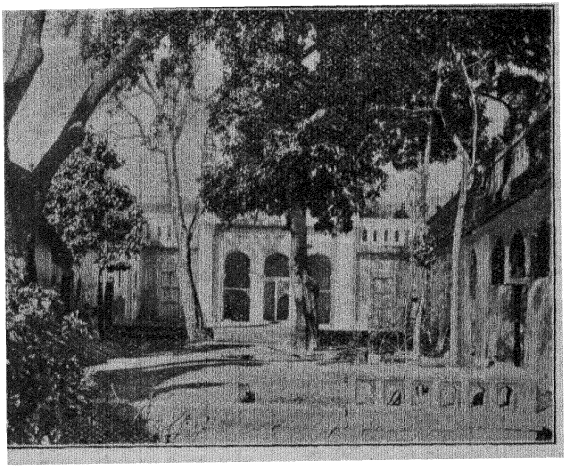
میر عالم دیوان ہونے سے پیشتر فساد خون کے مرض میں مبتلا تھے جس کا ذکر صاحب تحفۃ العالم نے بھی کیا ہے یہ مرض کہنہ ہوکر جذام[1] کی شکل پکڑا جب یہ دیوان ہو چکے تو ان کے اس مرض میں اور ترقی ہوگئی اقسام کے علاج کئے۔ حتیٰ کہ ناگ سانپ تک ڈسوائے اور مرض کے زہر سے ڈسنے والے سانپ مر مر گئے لیکن ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ طب میں جذام کا بہترین علاج افعی ہے جسے کالا ناگ کہتے ہیں اس کا

---

[1] حیدرآباد میں اس مرض کا نام عام طور پر "میر عالم کا آزار" مشہور ہے ممکن ہے کہ اسکی وجہ تسمیہ یہی ہو کہ میر عالم اس مرض میں مبتلا تھے اور انہیں کے نام سے یہ مرض منسوب ہوکر اسی عرف سے معروف ہوگیا۔



میر عالم کے تالاب کی تصویر



چوکھنڈی کی تصویر جو میر عالم نے اپنی قبر کیلئے پنجم شاہ
میں تعمیر کرائی تھی

گوشت مریض کو کھلاتے ہیں اس کا ماءاللحم پلاتے ہیں اس کا زہر مریض کے جسم میں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جذامی کو افعی ڈستا نہیں اور اگر ڈس جائے تو وہ خود مرجاتا ہے اور مریض چنگا ہونے لگتا ہے بہرحال میر عالم نے علاج میں کسی طرح کی کمی نہیں کی لیکن دوا سے ان کے مرض میں تخفیف نہیں ہوی آخر وقت موعود آپہنچا اور ۲۱ شوال ۱۲۲۳ھ شب جمعہ میں میر عالم اس دار فانی سے عالم بقا کو سدھارے اور عالم میں اپنا نیک نام یادگار چھوڑ گئے۔ غلام حسین خاں جوہر صاحب تاریخ ماہ نامہ نے تاریخ وفات میں یہ رُباعی کہی ہے۔ مادّۂ تاریخ بہت اچھا ہے۔ رُباعی

افسوس کہ آں میر وظہیر عالم — با نام نکو رفت وزیر عالم
جوہر ز سنین انتقالش گفتا — حقّا بہشت جائے میر عالم

صاحب مختار الاخبار نے اپنی کتاب میں میر عالم کی وفات کا مادۂ تاریخ (۱۲۲۳ھ) (داخل فردوس گردید) بیان کیا ہے ممکن ہے کہ یہ انھیں کی تصنیف ہو۔

انھوں نے اپنے دفن کے لئے پنجہ شاہ میں جگہ مقرر کر کے وہاں سرائے بھی تیار کروائی تھی اور حوض اور چبوترہ بھی بنوایا تھا اور خواہش وہیں دفن ہونے کی تھی مگر انتقال کے بعد وہ میر مومنؒ کے دایرے میں اپنے والد کے پہلو میں دفن کئے گئے انتقال سے پیشتر وصیت کی تھی کہ قبر پر کوئی گنبد یا مقبرہ تعمیر نہ کیا جائے۔ اسی وجہ سے ان کی قبر پر شان و شوکت کی کوئی علامت نہیں ہے میر کے دایرے کے بڑے دروازہ کے اندر ہی جنوب مغربی جانب اور خود حضرت میر مومنؒ کی جالی کے شمال میں میر عالم

اور اُن کے پائین میں اُن کے صاحبزادے میر دوران کی قبر ہے قبر پر نہ کتبہ ہے نہ اور کوئی مابہ الامتیاز جس سے یہ شناخت ہو سکے کہ یہ میر عالم ہی کی قبر ہے۔ بہر حال حالت ظاہری کے اعتبار سے دیکھنے والے کو یہ گمان تک نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک ایسے مشہور اور قابل وزیر کی قبر ہوگی۔

ہم اس کو دیکھنے کے لئے میر کے دائرے کو گئے تھے ہمارے ذہن میں میر عالم کی قبر کی تصویر ایسی تھی کہ کوئی چوکھنڈی یا جالی ہوگی اس میں نہایت نفیس اور مصفیٰ پتھروں کی قبر ہوگی اس پر کتبے بھی ہوں گے چوکھنڈی اور جالی کوڑے کرکٹ سے پاک وصاف ہوگی لیکن جب ہم دائرے کو پہنچے تو میر عالم کی قبر کا مقام دریافت کرنے کے لئے کچھ وقت صرف کرنا پڑا جب وہاں کے واقف کار دو ایک دائرے کے مجاور ہمیں نظر آئے تو اُن سے قبر کا ٹھیک نشان ہمیں ملا۔ انھوں نے ہمیں لیجا کر قبر کے سرہانے کھڑا کر دیا ہم نے دیکھا کہ میر عالم کی قبر معمولی سنگ رخام کی سلوں سے بنی ہوی ہے اطراف نہ کوئی چوکھنڈی ہے اور نہ کوئی جالی قبر پر نہ کوئی کتبہ ہے ان کی قبر کے سرہانے گچ کا ایک چراغ دان ہے جو ان کی قبر کو بازو کی دوسری قبروں سے ممتاز کرتا ہے اُن کی قبر کے مشرقی سمت ان کے والد سید رضی آرام کر رہے ہیں۔ اور مغربی جانب پائین میں ان کے صاحبزادے میر دوران سو رہے ہیں اور تمام قبروں کے آس پاس کچرا کوڑا پڑا ہے اور اطراف سیتا پھل کے درخت اُگے ہوے ہیں قریب میں املی کے اتنے درخت سایہ گناں ہیں کہ دھوپ دن کے کسی پہر میں بھی نہیں آتی ہوگی ہماری خاص توجہ اور تلاش پر سے ہمارے رہنما مجاورین کو خدا جانے کیا

خیال ہوا کہ انھوں نے املی کے درخت کی ایک شاخ توڑ کر جلدی سے ہمارے سامنے ہی وہاں جاروب کشی کی اور کچرا صاف کیا ہم فاتحہ پڑھتے ہوئے اور دنیا کی بے ثباتی پر ذہنی احساسات کو حرکت میں لاتے ہوئے واپس آئے۔

اپنی مقرر کردہ جگہ یعنے پنجہ شاہ میں دفن نہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب یہ نظر بند تھے اور ان کو غفراں مآب نے اپنے گھر آرہنے کی اجازت بایں الفاظ دی تھی کہ نہ یہ کسی سے ملیں اور نہ اُن سے کوئی شخص ملے۔ رہیں تو گھر میں رہیں اور مریں تو اپنے ہڈواڑہ میں دفن ہوں اسی سبب سے وہ میر مومنؒ کے دائرے میں دفن ہوئے اس لحاظ سے بھی ان کا وہاں دفن ہونا مستحسن تھا کہ میر کے دائرے کی مٹی میں خاک پاک کربلائے معلیٰ ملائی گئی ہے۔

اخبارات ہند اور میر عالم

اخبارات ہند کے حوالے سے ریو نے اپنی فہرست مخطوطات برٹش میوزیم میں لکھا ہے کہ دیوان ہونے کے کچھ عرصہ بعد میر عالم نے اپنی خدمت سے استعفاء دیا اور ہجرت کر کے کربلائے معلیٰ میں جا رہے اور وہاں اپنی بے حساب خیرات و مبرات سے ہندوستانی نواب کے نام سے مشہور ہو گئے اس کی تائید کسی اور تاریخ سے نہیں ہوتی۔ یہ واقعہ ایسا نہیں تھا کہ اس کو مقامی مورخین فروگزاشت کر جاتے اس واسطے کہ ایک دیوان کا استعفاء دینا اور ہجرت کر کے چلا جانا ایسا امر نہیں جو راز میں رہ سکتا یا عوام اس سے واقف نہیں ہوتے اگر ایسا ہوتا تو اس عہد کی جتنی تاریخیں ہیں سب میں اس کا ذکر ہوتا اور وجوہ استعفاء پر یا تو بحثیں ہوتیں یا خیال آفرینیاں اس میں شک نہیں کہ میر عالم نے ایک خاص موقع پر استعفاء دیا ہے جس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا لیکن وہ منظور

نہیں ہوا۔ بہر حال یہ امر صحیح نہیں ہے کہ میر عالم نے کربلائے معلیٰ کی زیارت یا وہاں ہجرت کی ہم مقامی تاریخوں کے مقابلے میں اخبارات ہند کے بیان کو ترجیح نہیں دے سکتے اس واسطے کہ صاحب اخبارات ہند محمد رضا نجم بن ابوالقاسم طباطبا نجم الدولہ افتخار الملک حسام جنگ اگرچہ اسی عہد کے مورخ ہیں جس میں میر عالم موجود اور وزیر تھے لیکن وہ شمالی ہند کے باشندے اور بریلی کے کلکٹر تھے اُن کا بیان حیدرآباد دکن کی تاریخ یا اُس کے عام واقعات کے متعلق اتنا صحیح باور نہیں کیا جا سکتا جتنا کہ خاص حیدرآباد کے مورخ کا اس صورت میں یہ امر البتہ غور طلب ہے کہ اخبارات ہند کے مصنف کو اس خیال کی وجہ تحریک کیا ہوئی۔ اس کی نسبت ہمارا قیاس یہ ہے کہ ایران سے ابھی میر عالم کے خاندانی تعلقات منقطع نہیں ہوئے تھے اور علاوہ اس کے اسی زمانے سے کچھ قبل انھوں نے ارسطو جاہ کی طرف سے احداث قلعۂ نجف اشرف و تعمیر نہر حسینی کا انتظام کرایا تھا۔ ان وجوہ کی بناء پر میر عالم کا نام وہاں زیادہ مشہور تھا۔ اسی شہرت پر اس مورخ نے یہ باور کر لیا کہ خود میر عالم وہاں پر موجود تھے لیکن اس واقعۂ تعمیر و احداث کو صاحب مختار الاخبار نے اس طرح بیان کیا ہے کہ کربلائے معلیٰ و نجف اشرف پر وہابیوں کے حملہ کی وجہ سے نقصانات عظیم عاید ہو گئے تھے جس کی اطلاع پر میر عالم نے آقا باقر طباطبائی کی معرفت ایک کثیر رقم اُن کی اصلاح کے لئے بھجوائی تھی جس سے وہاں کے قلعے کی تعمیر و ترمیم ہوئے اور اس کے بُرجوں پر توپیں چڑھائی گئیں۔ ہم کو اس واقعہ کے تسلیم کرنے میں عذر ہے اس وجہ سے کہ کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف پر وہابیوں کا حملہ ۱۲۱۶ھ میں ہوا اور اس زمانے میں

میر عالم معتوب اور منزوی تھے اور اس قلعہ اور نہر کی تعمیر و احداث سے متعلق انھوں نے جو خط و کتابت میرزا محمد مہدی شہرستانی سے خود اپنی طرف سے اور ارسطو جاہ کی جانب سے کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ کام ۱۲۱۶ھ تو کیا ۱۲۱۴ھ سے بھی پیشتر کا ہے۔ چنانچہ میر عالم کے ایک خط (موسومہ مرزا محمد مہدی شہرستانی ساکن کربلائے معلیٰ) کے فقرۂ ذیل سے تعمیر کی تحریک کا حال واضح ہوگا:-

"..... کیفیت معاملہ حاجی میر باقر از تقریر مشارٌالیہ و تفصیل تجویز احداث قلعہ نجف اشرف و تعمیر نہر حسینی قدیم علی اشرفہا الوف الصلوٰۃ والتسلیم کہ مطمح نظر توفیق اثر امیر اعظم مویدمن عبداللہ مشیر الملک معین الدولہ ارسطو جاہ دام اقبالہٗ است مفصل زبانی خلاصۃ النجباء العظام آقا سید حسین و آقا کاظم پیرایدایضاح خواہد یافت امید کہ از مترصدان لطف عمیم تصور نمودہ ہمیشہ بہ صدارت مفاد نامہ جات و بدعائے حسن خاتمہ مختص و مخصوص می فرمودہ باشند۔"

بہرحال یہ واقعہ کوئی اصلیت نہیں رکھتا کہ میر عالم کربلائے معلیٰ کو ہجرت کر گئے تھے یا کہ وہیں جاکر انتقال کیا۔

خدمت دیوانی کا مسئلہ ان کی وفات کے بعد مدار المہامی کے تقرر میں بڑی حجت پڑی منجانب ریاست امرا میں سے دو امیر منتخب ہوئے (۱) شمس الامرا (۲) نیر الملک۔ لیکن شمس الامرا حضرت سے خوش نہیں تھے اس لئے یہ بارگراں اُن پر عاید نہیں ہوا گورنر جنرل لارڈ منٹو نے بذریعۂ خریطہ مورخہ ۲۴ ڈسمبر ۱۸۰۸ء مطابق ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۲۳ھ مغفرت منزل کو میر عالم جیسے حدیم النظیر ذہین اور دیانت دار شخص کے گزر جانے پر اظہار افسوس کرکے اس طرف توجہ دلائی کہ ان کے پسماندگی کی

تسلی واستمالت فرمائیں چنانچہ ان کے پسماندوں میں سے ان کے داماد منیر الملک کی استمالت کے لئے سکندر جاہ کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ دیوانی کی جائداد پر اُن کا تقرر کیا جائے اور اس جائداد پر اُن کو ترجیح دینے کی ظاہری وجہ سکندر جاہ نے یہ بیان کی کہ وہ اپنے خسر (میر عالم) کے عہد دیوانی سے امور دیوانی و مسائل سرکارین میں واقفیت حاصل کرتے آئے ہیں چنانچہ اعلیحضرت کے خط موسومۂ رزیڈنٹ کیپٹن سدنہام کے مطالعہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔

اس تقرر کی اطلاع جب گورنر جنرل کو ہوئی تو انھوں نے اس کے خلاف مہاراجہ چندولال کے حق میں بڑے زور کے ساتھ سفارش کی کہ امور کلیات دیوانی کی خدمات وہ بجالائیں لیکن چونکہ مہاراجہ میر عالم کے ساختہ پرداختہ تھے اس وجہ سے اُن کے متعلقین کی موجودگی میں مغفرت منزل ان کا دیوان ہونا مناسب نہیں تصور فرماتے تھے اور علاوہ ازیں خود بدولت کو بعض اشخاص کی افہام وتفہیم پر مہاراجہ کے طرز عمل سے سوءظن بھی ہوگیا تھا ان امور کو مدنظر رکھ کر گورنر جنرل نے اپنے اس سفارشی خط میں اُن کے ان خیالات کو رفع کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

اس پرزور سفارش کا اثر یہ ہوا کہ منیر الملک بہادر برائے نام مدار المہام رہے مغفرت منزل نے ان کے اختیارات کو محدود کر کے امور کلیات مہاراجہ کے سپرد کئے گورنر جنرل کی اس سفارش اور مہاراجہ کے تقرر سے ریاست کے حق میں جو کچھ اثر مترتب ہوا یہاں ہم اس کا اظہار مناسب نہیں سمجھتے کہ یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا۔

لہ خط کی نقل یہ ہے۔ "در ینولا بتاریخ بیستم شہر شوال المکرم ۱۲۳۳ھ میر ابوالقاسم قبضہ آلہی انتقال نمود نذر آنجا کہ برائے تقدیم امورات سرکار جہاں مدار شمسے فرود بجلد ما چناں اقتضائی نماید کہ خانہ زاد خیر اندیش منیر الملک بہادر را بامور دیوانی سرکار دولتمدار کہ از عرصہ پنج سال از امورات کلیات سرکارین واقف اند مامور فرمائیم چوں آں شہامت معوالی پناہ خیر خواہ بلا اشتباہ دولت خواہ و تعینی سرکار ما بدولت اند لہذا انگارش رفت ۱۲"

تمت

ضمیمہ الف

رقعۂ ارسطو جاہ موسومہ میر عالم

فی سلامت میر صاحب جلیل المناقب عظیم الاوصاف

دو قطعہ مکتوب بہجت اسلوب یکے مرقوم شب بست و نہم ذی حجہ ۱۲۱۳ھ ہجری متضمن کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت مدار محنت و تردد ہا بعمل آورند و تردوات صبح و شام و آوردن مفخر الدولہ برادر لارڈ بہادر بمیرودوران بہادر را ہمراہ خود از چین پٹن بسیرنگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معزبہ میرودوران بہادر کہ بعد ملاقات لارڈ بہادر روانہ خواہد شد و نوشتن آن جلیل المناقب براجہ روشن رائے بہادر بمشاورہ جنرل ہارلس بہادر وغیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیردار و پائگاہ وغیرہ خود نگاہداشتہ تتمہ سواراں را رخصت حضور پرنور نمایند و با جمعیت پلاٹن و سواراں کوچ نمودہ از راہ گورم کنڈہ روانہ قلعہ گتی شود و اینکہ ایں لارڈ نہ مثل لارڈ سابق است و نہ ایں فوج انگریزی مثل فوج سابق پیشتر کہ ہمیشہ با حیدر علی خاں مقابلہ می شد گاہے از پنج یا ہفت پلٹن زیادہ نبود و الحال شصت پلٹن معہ سیزدہ پلٹن سرکار دریں مہم حاضر بود و علاوہ ایں فوج و ساز و سرانجام عزم بلند لارڈ بہادر بتحریر نمی گنجد کیفیت آں مفصل وقت ملاقات ظاہر خواہند نمود و بعمل آمدن ایں

تہ نامہ جدید درعجب وقت و دولت را و بے اندیشہ کہ ثانی اثنین ٹیپو سلطان تواں گفت
یقیناً دولت خود را برباد می دہد دولت باجی راؤ اگر دریں صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی
پنڈت وسخن شنوی ایں جانب کہ از حالا ببنیاد آں گذاشتن شرط است بالمرہ برباد نشود
البتہ ضعیف و بے رونق کالمعدوم خود خواہد شد و سوالے کہ از راجہ رگھوجی بھونسلہ بعمل آمدہ
البتہ حشمت جنگ بہادر ظاہر نمودہ باشند یعنے شراکت و یکدلی راجہ مذکور با سرکار دولتمدار
و کمپنی انگریز بہادر اگر راجہ مذکور بصاف دلی اقبال ایں معنی نماید و آیندہ پرجادۂ دولت
خواہی ثابت قدم بماند محفوظ خواہد ماند و اگر مثل سابق بر رویہ خاندان خود قابو طلبی
کند نتیجہ خوب نخواہد دید و دریں باب ایں جانب ہم آنچہ مناسب باشد براجہ مذکور خواہند
نوشت کہ فی الحقیقت ایں سوال مبنی بر سلسلہ جنبانی ایں جانب است کہ پیشتر مکرر دریں
باب گفتہ بودند باید کہ رگھوجی ممنون و مرہون ایں جانب باشد و براہ نمودن جواب
سوال تقسیم غنیمت کہ ہر روز تکرار ہا می شود اگر دریں مادہ چیزے از حشمت جنگ بہادر
ہم نرسانیدہ شود بہتر است معہ نقل خط مثنیٰ مرقومہ بستم شہر شوال ثانی محررہ شب پنجم محرم الحرام
مشعر برانکہ بعد پنج شش روز باز ناسخ و منسوخ بعمل آمدہ یعنے دریافت موقوفی آمدن
لارڈ بہادر بموجب ممانعت ڈاکٹراں و شروع شدن سوال جواب ہا با مفخر الدولہ بہادر
و بمیان آوردن مذکور گورم کنڈہ و رسانیدن بہادر مغفور روز دویم خریطہ لارڈ بہادر معہ نقل
عنایت نامہ موسومہ بہادر موصوف و گفتن اینکہ الحال ایں مقدمہ بعرض حضور رسید و در جہ
پذیرائی یافت دیر و دور نگ دریں کار مناسب نیست و نوشتن روز دویم دو مرتبہ شقہ

بانقول آں لہذا بطوری کہ تعلقہ مذکور بجاگیر خان مسطور مقرر نمودہ شدہ از نقل سند موضوح
می گردد و اینکہ لارڈ بہادر را نظر بر درستی کلیات و آن عظیم الاوصاف را مطمع نظر کفایت
سرکار دولتمدار و میر قمر الدین خان بہادر سردار نامی و بر خلاف اہل متین معاملہ فہم و دانشمند
حلقہ بندگی حضور در گوش و غاشیہ اطاعت بر دوش و پیام نمودن آں عظیم الاوصاف
بمفخر الدولہ بہادر بتاریخ غرہ محرم کہ اگر انفصال معاملات دریں جامی تواند شد پس وجہ
توقف چہ خواہد بود اگر دریں جا نمی تواند شد روانگی مناسب تا کے بہ انتظار می تواں
نشست و جواب دادن بہادر معزز کہ در دو روز جواب ایں معنی منقح گفتہ می شود یعنے نقشہ
معاملات ہمیں جا قرار دادہ خواہد شد یا ملاقات با لارڈ ضرور خواہد گردید و رسیدن خطوط
لارڈ بہادر با قرار داد نقشہ بنام بہادران معزز و خلاصہ اینکہ جنرل ہارلیس بہادر و کرنل کلوس
برادر خود و مفخر الدولہ و کپتن مالکم بہادر را مختار معاملات ساختہ و نقشہ معاملات قرار دادہ
فرستادہ اند انشاء اللہ تعالیٰ از امروز کہ تاریخ چہارم شہر محرم است شروع سوال جواب
خواہد شد و راجہ روشن رائے بہادر بعد رسیدن خط آں جلیل المناقب کہ برائے روانگی
پنج شش ہزار سوار بہ حضور پر نور نوشتہ بودند در جواب نوشتند کہ مردم سپاہ برائے
روانگی حضور یک ماہہ پیشگی می خواہند و زر در خزانہ نیست کہ بہ آں ہا دادہ روانہ نمودہ
شود و در جواب نوشتن آں عظیم الاوصاف کہ بار بردار باید فرستاد تا بہ لشکر رسیدہ بندوبست
روانگی افواج نمودہ باز بہ متین معاودت کردہ آید راجہ معزز بعد رسیدن ایں خطہ دو سہ کوچ
متواتر نمودہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب از راہ گورم کنڈہ بہ تعلقہ گتی می رسند۔ روانہ نمودن

چہار صد جوان بار تعلقہ میر دوراں بہادر با یک کپتن برائے تھانہ قلعہ گورم کنڈہ و مقرر نمودن
قلعہ داری قلعہ مذکور بطریق ضبطی بنام سعید حسین خان و برائے تعلقداری آنجا کہ براجہ روشن رائے
بہادر نوشتہ بود مدور اجہ معز محمد امین خان بہادر عرب رامقرر کردند الحال کہ تعلقہ مذکور بنام
میر قمر الدین خان قرار یافتہ احتیاج بتجویز تعلقدار نماند مگر بتجویز تعلقدار گتی ضرور در صورت
اجازت بنام ناگن گوڑا کہ بہ نسبت دیگراں مالگذار و کفایت شعار است مقرر خواہند نمود و
اطلاع نقشہ تقسیم ملک آنچہ مسموع شدہ باید دید کہ ایں نقشہ ہم قایم می ماند یا تغییر و تبدیل
می شود و گفتن آں عظیم الاوصاف در مذکورات بہ اہل کونسل کہ اگر سپر ٹیپو را برپا نمودن
متضمن مصلحت دولت ہا و نیک نامی ہر دو سرکار است و خواہ مخواہ بعمل می آید دریں
صورت بقرار نوکری در ہر دو سرکار کہ اگر در سرکار دولت مدار ہم عمدہ رود بہ باتمام جمعیت
ہمراہ رکاب با ہمراہ جمعیت سرکار حاضر باید شد و در تقدیم نوکری و جانفشانی دقیقہ نباید
گذاشت و اگر کار جزوی از قبیل تنبیہ زمینداران مفسد رو بکار گرد و جمعیت بر طبق حکم فرستادہ
ہمراہ تعلقداران سرکار بہ تنبیہ اشرار پردازند و در سرکار کمپنی نیز ہمیں دستور چنانچہ معز الدولہ بہادر
و مشیران دیگر جواب دادند کہ بند و بست ایں معنی بعمل خواہد آمد و کیفیت گرفتن قریب
شش لک روپیہ بطریق دستگرداں از جنرل ہارسیں بہادر بدوازدہم ذی حجہ و رسانیدن
براجہ راوشن رائے بہادر و تتمہ چہار لک روپیہ بعد رسیدن خزانہ کہ قریب رائے کوٹہ
رسیدہ است و ببدرقہ دو پلٹن متعاقب می رسد براجہ مسطور رسانیدہ می شود و کوچ کردن
جنرل ہارسیں بہادر بسمت جتیل درگ مع نقل سند و اقرار نامہ میر قمر الدین خان بتاریخ

شانزدهم محرم یکجا وصول آورده مسرور خیریت ها و مطلع مضامین مندرجه ساخت و هم از
خطوط موسومه مستقیم الدوله بهادر کیفیت مرقومه مشروحا بوضوح انجامید چون قابل ملاحظه
و عرض حضور پرنور نبود لهذا شمه از آن معروض داشته نشد اگرچه کیفیت تقسیم ملک و غنیمت
هنوز ناسخ و منسوخ و چیزے قرار نگرفته و بدون گرفتن قرار چه قسم این معنی را یقینی تصور
باید نمود بریں هم یک لمحه گوکه بموجب نوشته سامی چیزے ازیں قرین صدق توان نمود
پس هیچ نیست چرا که آن عظیم الاوصاف فواید نامه جدید مطمح نظر دارند و نوشته اند به این
نقشه درین معامله روبکار بر عکس تصور می نماید و مراد صاحب را چه قسم سرخروئی از خداوند نعمت
خود خواهد گشت و هم در هم چشمان که ناتوان بیں اند و در هر خریطه موسومه گورنر جنرل بهادر
همیں مندرج است که به استصلاح و استطلاع و اتفاق و صوابدید آن عظیم الاوصاف
که از نقیر و قطمیر مکنونات و مرکوزات و از سر اسرار خفی و جلی حضور پرنور واقف و آگاه اند
بعمل آید و گورنر جنرل بهادر مکرر قلمی نموده اند که سرسبزی و بهتری سود و بهبود و رونق سرکار
دولت مدار را بعینه بمنزله سود و بهبود سرکار کمپنی بهادر متصور دارند جوابش مکرر همیں درج
گردیده که بمشاوره و استصلاح و استحسان آن جلیل المناقب موافق ارقام خود بعمل خواهند
آورد چنانچه بمقتضای خرایط و در جواب آن بامترشدات مکنونات و مرکوزات سرکار سابق
برایں به آن عظیم الاوصاف و هم حسب الاستدعا به حشمت جنگ بهادر اطلاع داده شد که
ذهن نشین گورنر جنرل بهادر نمایند و حالا باز مکرر قلمی می گردد اگرچه صاحبان کونسل بیش خود
بموجب مرکوزات و مکنونات حضور که قانون روسائے ماسلف و صلاح و دولتین باشد

بعمل آرند یعنے ضابطہ رؤسائے عمدہ در روداد چنیں امورات ہمیں است کہ پسماندہ ہارا
طورے بفراغ معیشت لیکن نوعے کہ آیندہ قابوئے فتنہ پیرائی نماندمی دارند چنانچہ در
معاملہ روبکار ہم منظور والاہمیں است کہ خویش واقربائے مخصوصہ ٹیپو سلطان مرحوم را
در ذیل دوکس کہ عمدۂ آن ہا باشند داشتہ یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار
کمپنی انگریز بہادر جائے بفراغ معیشت نگاہدارند و بہ تجربہ و دریافت اوضاع واطوار
آیندہ اگر قابل ترقی باشند ترقی خواہند یافت و منظور ازیں ہمیں کہ آیندہ زمانہ حادث
مثل وزیر علی خان وغلام محمد خان رو ہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نماند بہتر والا آن جلیل المناقب
دست از استحسان و مترشدات حضور پرنور نداشتہ جواب صاف بہ اہل کونسل و مفخر الدولہ بہادر
بدہند کہ صاحبان بفضل الٰہی دانا اند و حکم سرکار بہ استصلاح و استطلاع و استحسان و صوابدید
و اتفاق و اشتراک و در آنچہ سود و بہبود و سرسبزی و بہتری و رونق و صلاح دولت باشد
بعمل آید صادر گردیدہ است دریں تحریف نمی تواند شد و در احکام ہمیں معنی برمی آید اگر
اہل کونسل بگویند کہ گورنر جنرل بہادر دریں معاملہ مختار اند جواب شافی ہمیں باید داد کہ نظر
بر اتحاد و خیری گورنر جنرل بہادر آں ہم بہ اتفاق و اشتراک و صوابدید و استصلاح ایں
جانب کہ در آں مفید حال و آیندہ سرکار باشد نہ کہ برخلاف آں تجویز شود چہ قسم بعمل می تواں
آورد و ملاقات من با لارڈ بہادر ہر جا کہ باشند ضرور و روانہ پیش لارڈ بہادر باید شد و ایں
ہمہ مراتبات را ذہن نشین باید نمود در صورت اصلاح و استحسان خود نظم و نسق و حصہ مساوات
چہ در غنیمت و چہ در ملک مع حصہ سپاہ خود کہ موافق قانون خود کار پرداز ان سرکار دولتمدار

مختار اند بعمل باید آورد و اگر در آن جا هم این معنی اصلاح و صورت پذیر نگردد همیں باید گفت
که تا این مدت نیک نامی کمپنی مشهور آفاق در تمامی رؤسائے ہند بود تا اینکه خرائط چنیں
مضمونات حاضر و موجود بر عکس آن تصور می شود پس صاحب هر چه خواسته باشند بکنند
و آن عظیم الاوصاف رخصت شده باید آمد و یقین خاطر است که مواخذهٔ این معنی البته اهل
ولایت باز پرس خواهند نمود بلکه در اظهار هم این معنی بعمل آید اولی است چنانچه همیں مراتبات
به حشمت جنگ بهادر هم از طرف خود گفته فرستاده شده که زبان زد خاص و عام چنیں است
و هم روز دویم به منشی جی زیاده از آن گفته شد که همیں مراتبات بر آن عظیم الاوصاف نوشته
می رود که اگر پیش از اطلاع مراتب پوست کنده احیاناً بخیال مختاری خود بر عکس نوشته جات
و اظهارات چشم پوشی نموده که دور از قیاس و فهمیدگی کونسلان است بعمل آرند مناط اعتبار
نخواهد بود چنانچه مراتب مذکور را حشمت جنگ بهادر بگورنر جنرل بهادر و مفخر الدوله بهادر زیاده
ازیں مفصل نوشته اند و گفته فرستادند که انشاء الله تعالی موافق مرکوز و مکنون خاطر اقدس
گورنر جنرل بهادر تا بمقدور بعمل خواهند آورد و نیز در مقدمه گورم کنڈه که از مکنونات سرکار
کم و زیاده شده است تعجب می نماید چرا که گورنر جنرل بهادر در خریطه حضور پر نور این جانب صاف نوشته اند که موافق مرکوزات
و مکنونات سرکار بعمل می آید چنانچه گورنر جنرل بهادر در خریطه حضور پر نور نوشته اند که بلحاظ مراتب مجنی نفر سرکار بعمل خواهد آمد و من
صاف ترقیم نموده اند بلکه بقید رسم های تعلقات که مرکوز داشتن سرکار بود نوشته اند ازیں معنی بسیار تعجب و نمود چرا که خریطه
جنرل بهادر در حضور پر نور ارسال داشته اند در آن مندرج است که خود بمیر صاحب
و جنرل هاریس بهادر ارقام نموده اند که مقدمه جاگیر خان مشار الیه را بلحاظ مراتب مجوزه

ومرقوم آں والا قدر را سرع از منه انفصال سازند و در خریطه آں عظیم الاوصاف که نقل
آں برائے ملاحظه ترسیل داشته اند در آں مرقوم است که به تجویز بهترین نقشه انفصال
آں بذریعه تصفیه درخواست میر قمرالدین خان را در اسرع از منه پردازند۔ چنانچه البته
در مضمون هر دو خریطه بدو طور متصور می شود چنانچه همیں قسم به حشمت جنگ بهادر گفته
فرستاده شد بهادر موصوف هم متحیر و متعجب اند که با وجود اطلاع دادن من مزکورات سرکار
و رسیدن جواب از پیش گورنر جنرل بهادر به تفصیل تعلقات یعنی قلعه معه قصبه و سه تعلقه
یعنی کمارکالوه و رائچوتی حسب الاستدعا در سرکار مانده تتمه بجاگیر میر قمرالدین خاں قرار
می یابد که چنیں بظهور رسیده پس قصور صاحبان سیر رنگ پٹن می نماید ایں معنی هم نوشته
می رود و یقین خاطر ایں جانب است که پسران و پسماندگان ٹیپو سلطان را تا مقدور
موافق مکنونات سرکار دولت مدار و اظهار میر صاحب خواهند کرد و نصف ملک هرگز
بر آں ها نخواهند داشت اغلب که پٹن هم سابق برایں در کونسل مذکوری شده بود که
تمامی ملک را سه حصه نموده یک حصه بر آں ها می دارند حالا آں هم نمانده است پس وقتیکه
نظم و نسق درست نشود و تقرر چنیں شهرت که بخیال هر کس هر آنچه می رسد بگوید مناط اعتبار
نمی تواں فرمود و یقین تصور دارند که گورنر جنرل بهادر بصوابدید و رضامندی میر صاحب
چناں بعمل خواهند آورد که سرخروئی ایں جانب و میر صاحب در حضور پر نور زیاده از متوقع
خاطر خواهد گردید یقین تصور داشته هیچ تاملے دریں باب بخاطر راه باب نفرمایند۔

از دریافت ارقام شریف که ملک هفت لک هون بحصه سرکار اید در آں دو لک هون

بابته گورم کنڈه جاگیر میر قمرالدین خان مهار رفته باقی ماند پنج لک هون اگر ملکے که درآں
وقت اظهار زیاده محاصل زبان زد بوده باشد قریب ده لک هوں خواهد بود بنظر غور تامل
نمایند که بعد اخراجات قلعجات و عمالان و متصدیاں و سه بندی محال وغیره چه قدر
در سرکار باقی خواهد ماند که درآں توقع نگاهداشتن ایں پلاٹن ها وایں رجمنٹ ترپ سواران
نموده آید از وقتیکه ایں خبر دریافت گردید در تاملات عمیق متحیر چه قسم عهده برائی اخراجات
وکدام رو بصاحب وایں جانب در حضور خواهد ماند ملحوظ ایں مراتب زیاده ازیں جانب
به آں عظیم الاوصاف مطمح نظر است باز هم برائے اطلاع شمه از آں قلمی گردید چرا که پیش از
مفتوح شدن قلعه جنرل هارسیں بهادر بنسبت فرستادن پیام به ٹیپو سلطان زبانی کیپٹن مالکم بهادر
بریں معنی که درصورت دادن دو کرور روپیه ونصف ملک صلح نموده آید از آں عظیم الاوصاف
مشاوره نموده بودند و آں جلیل المناقب نظر بر فواید و تیقن تجویز یورش و مورچال جواب
داده بفضل الٰهی حسب دلخواه قلعه مفتوح گردید باید که زیاده از آں فواید حاصل شود نه اینکه
برعکس آں اظهار از آں طرف گردد دیگر اینکه آنچه آنها می خواهند که بجد و کد تمام لک هون
از مال غنیمت بحصه سپاه سرکار مع آں عظیم الاوصاف و میر دوران بهادر وغیره تجویز می کنند
در آں اراده آں جلیل المناقب ایں است که نصف راجواهر که بکفایت بدست می آید و
نصف نقد بگیرند تعجب هزار تعجب، رو نمود غنایم معه خزانه وغیره که مکرر گورنر جنرل بهادر
کرورها سیوائے توشکخانه و آلات حرب وضرب محفوظ است نوشته اند ایں درهمه چیز
حصه مساوی باشد موافق قرار و مدار و اگر بگویند که جمعیت ما زیاده است و جمعیت سرکار کم

بقدر آن می دهم همین باید گفت که پس شراکت مساوی کجا ماند و خلاف نوشت و خواند
بعمل می آید پس چه قدر بدنامی طرف کمپنی عاید حال تواند شد زینهار زینهار اقبال گرفتن
مبلغ مذکور نخواهند نمود قطع نظر ازین دوستی باشماتت دیگران تصور باید کرد و دیگر اینکه
اهل کمپنی می گویند که رویهٔ سپاه ما این است که غنیمت حق سپاه است پس اسیران ٹیپو سلطان
و وابستگان آنها را که نصف ملک و خزانه وغیره می خواهند که بر آن ها تجویز بحالی دارند چرا
نمی گویند که این حق ماست از یورش قلعه را مفتوح کردیم و آنها داخل اسیران که حکم فرانیسان
دارند مگر بقدر قوت لایموت آنها بقدر مناسب تجویز باید نمود و تتمه در همه چیز حصه مساوی شود
و در آن دو حصه سپاه خود اهل کمپنی مختار اند و بدستور در حصه سپاه سرکار کارپردازان سرکار دولتمدار
موافق قانون خود مخیر اند چنانچه این مراتب هم بمنشی جی دشمت جنگ بهادر اطلاع داده شد
آنها ذمه گرفته اند که همین مراتب بگورنر جنرل بهادر نوشته شده ماست ازین معنی مطمئن خاطر باشند
که همین قسم عمل خواهد آمد و این مراتب را ذمه خود گرفته اند که حصه سپاه سرکار حوالهٔ آن عظیم الاوصاف
خواهد گردید آینده کارپردازان سرکار مخیر اند و از تعداد خزانه و جواهر و اثاثه و آلات حرب
و ضرب وغیره نقد و جنس گوپرکاهے باشد خود واقف گشتند و بسرکار اطلاع ندادند این
کدام نیک طینتی و نیک نامی و حق پرستی است در عالم شراکت که حصهٔ مساوی در همه چیز
باید آمد شریک نه کردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دوربینان متصور نمی گردد و اینکه
مفخر الدوله بهادر اظهار می کنند که امر جزوی وکلی این مهم سپرد لارڈ بهادر است جواب باید داد
که تا مهم بودن آن هم به استصلاح و صوابدید آن عظیم الاوصاف و نظر بر عالم یگانگت

و دریافت مضمون خرایط گورنر جنرل بہادر باز ہم از سرکار بدیں مضمون در ہمہ خرایط درج گردیدہ
کہ در ہمہ چیز بصواب دید و استحسان آں عظیم الاوصاف بعمل آمد چنانچہ حشمت جنگ بہادر قایل ایں
معنی اند مفخر الدولہ را ہم ہمیں مراتب پوست کندہ جواب باید داد کہ در آں جا زیادہ ازیں مراتب حشمت جنگ بہادر
ابلاغ شدہ البتہ آگاہی دادہ باشند و نیز بہ ایں جانب حکم رسیدہ لہٰذا اظہار نمودہ می شود و در صورتے کہ
در ہمہ باب استحسان خاطر آں جلیل المناقب باشند اولیٰ والا ہیچ وجہ من الوجوہ قبول نباید کرد۔

آنچہ در مقدمہ سخن شنوی ایں جانب بالاجی پنڈت مرقوم خامۂ وداد بود دریافت
گردید ترقیم ایں معنی کہ از قبیل الہام متصور گشت پیش ازیں بہ بالاجی پنڈت نویسانیدہ
شدہ بود کہ قیام و استقلال خود و باعث رونق دولت باجی راؤ از چشم داشت بندگانے
و دوستی ایں جانب متصور دارند پس سرکار بندگان نظر بصلاح و فلاح دوستی بہ اہل کمپنی
نوشت و خواند فرمودہ اند بدون اطلاع کمپنی انگریز بہادر در ہیچ باب یکستادہ پیشانی چیزے
نمی توان نمود و ایں قسم تا کے پس بہتر آنست کہ مفید دولت وابستہ موافقت بہ اہل کمپنی نمود
بندوبست مقدمات خانگی وغیرہ خود بعمل آوردن اولیٰ است کہ باعث آسایش و رفاہ خلایق
و اتحاد سرکارین گردد چنانچہ دریں روزہا بالاجی پنڈت از شیشادری پنڈت نویسانیدند
نظر بر صلاح سرکار دولت مدار از چندے چنیں مراتب ذہن نشین باجی راؤ می نمودند
چنانچہ چیزے روبراہ آوردہ ام و چیزے می آرم دریں روزہا کہ کرنیل پالمر بہادر را اباجی راؤ
بہ تقریب شادی چنا اپا برادر خود باز ضیافت نمودند وقت برخاست گفتند کہ بعضے
مراتب بہ بالاجی پنڈت گفتہ شدہ است خواہند دریافت چنانچہ بوے اظہار پنڈت مذکور

ازیں برمی آید بہ حشمت جنگ ازیں معنی آگہی دادہ شدہ بود منشی جی ہم اظہار کردند کہ از اجمالہ ماہم چنیں بدریافت می رسد کہ رو براہ و تہ نامہ جدید مطابق سرکار شاید بعمل خواہند آورد و سوالے کہ اہل کمپنی از رگھوجی بھونسلہ نمودہ انداز اظہار حشمت جنگ بہادر مجملی معلوم گردید آنچہ قرار گیرد بہ استرضائے حضور پر نور خواہد شد چنانچہ از سابق سلسلہ جنبانی ایں معنی بہ اہل کمپنی بود و دریں مادہ بہ رگھوجی نوشتہ شدہ بود حالا باز حشمت جنگ بہادر درخواست دارند کہ یک احکام بنام رگھوجی متضمن استرضائے حضور می خواہند نوشتہ دادہ اطلاع آں بہ آں غطیم الاوصاف نمودہ خواہد شد بیش از دو سہ روز خط پسر رامچند پنڈت متوفی رسیدہ خلص مضمون اینکہ بعد عشر محرم الحرام آنچہ سوال جواب کمپنی قرار می گیرد دریافتہ حاضر حضور می شوم۔ چون مستقیم الدولہ بہادر از قبیل ذکر از طرف خود بہ حشمت جنگ بہادر منشی جی بمیان آوردہ بودند روز دویم کہ برادر منشی جی میران اللہ پیش بہادر مذکور آمدہ اظہار کردند ورو برے ایشان قلمبند شدہ است نقل آن بانقل خریطہ گورنر جنرل بہادر باز احتیاطاً ترسیل داشتہ شد موضح می گردد غرض آنچہ سوال جواب خاطر خواہ باشد زیادہ از اطلاع ایجاد رہمہ باب بعمل خواہند آورد۔

در باب تجویز تعلقداری گنتی بنام ناگن گوڑا کہ مناسب ترقیم نمودہ اند بہ راجہ روشن رائے نوشتہ پسر شار آلیہ باید نمود بعد ازیں بعرض حضور پر نور رسانیدہ خواہد شد۔

بتجویز جاگیر میر قمر الدنیخان مناسب وقت و مضمون سند و مچلکہ بسیار متحسن از مکتوبات و مزکورات حضور کہ دو سہ تعلقہ متعلقہ گورم کنڈہ بود تفویض خان مذکور گردیدہ کیفیت تکرار آں از نوشتہ حشمت جنگ بہادر از مفخر الدولہ خواہند دریافت کہ قصبہ کمارد کالوہ و راچوتی در سرکار می باید۔

ہموارہ از ترقیم خیریت مسرور می نمودہ باشند زیادہ چہ بقلم آید والسلام بمیر دوران بہادر سلام۔

ضمیمۂ شجرۂ میر عالم

شیخ الاسلام ابو عبد اللہ سید نور الدین ابن سید نعمت اللہ الموسوی

سید عبد اللہ | سید نعمت اللہ آغائی | سید حسین | سید محمد | سید فرج اللہ | سید مرتضیٰ | سید طالب | سید رضی

۱ | ۲ | ۳ | ۴

سید ابو القاسم میر عالم | سید زین العابدین | مریم بیگم منسوب بہ بہرام الملک | سکینہ بیگم منسوب بہ مقیم الدولہ

میر رضی پیر دوران | نفیسہ بیگم منسوب بہ نیر الملک | صاحب بیگم منسوب بہ نیر الملک | خیر النساء بیگم منسوب بہ محمد مقیم خاں

مزا محمد علی | دختر کلاں منسوب بہ مزا محمد حسین ابن مزا محمد علیخاں برادر عزادیر عالم | دختر کہتر منسوب بہ عاقل خاں فرزند بہرام الملک

عبد اللہ شجیع الدولہ

سید باقر میر زمان خاں | میر عاشق حسین خاں دختر منسوب بہ عزت خاں پسر بہرام الملک

محمد علیخاں شجاع الدولہ منسوب بہ دختر کہتر علیخاں مختار الدولہ | عالم علیخاں سراج الدولہ | غلام علیخاں بہرام جنگ منسوب بہ دختر شاہ یا جنگ | عاقل خاں منسوب بہ دختر عزت خاں کوچک مقیم الدولہ | دختر دیگر منسوب بہ میر کاظم علیخاں | نور جہاں آرا بیگم منسوب بہ میر دوران

تراب علیخاں سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک

عماد السلطنت میر لایق علیخاں سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک | میر سعادت علیخاں غیور جنگ شجاع الدولہ منیر الملک

میر یوسف علی خاں سالار جنگ

اشاریہ

آرآرپیرس - ۴۷،
آرتھرویلزلی - دیکھو کرنل آرتھرویلزلی -
آصف الدولہ کی طلبی - ۱۹۱،
آصفجاہ اول - ۲،
آقا باقر طباطبائی کی معزت - ۱۹۸،
ابواحمد خاں - ۱۴۷،
ابوالفضل خاں - ۳،
ابوالقاسم میرعالم ۴، بہن کی شادی ۶، ولادت ۱۴،
ملازمت ۱۶، صدر تعلقدار ۱۷، کارگزاری ۲۲،
سفارت ۲۲، سفر ۲۳، تحریک نسبت سفارت ۳۶،
(دیکھو میرعالم بھی)
ابوالمنصور خاں - ۲،
ابوتراب فاضل - ۱۴،
ابوتراب (میر) ۳، ۱۷،
ابوتراب خاں - ہمرکاب سفر ۲۳، ہمرکاب سپہ سالار ۳۷،
احتشام جنگ - دیکھو رکن الدولہ -
احمد علیخاں - دیکھو عالیجاہ -
اخبارات ہند - ۱۹۷،
ارسطوجاہ - اعظم الامراء ۶، ماموری میرعالم میں ۱۷،
کا پیام ۳۳، سرفرازی ۵۰، تند کلامی ۵۲،
شکایت ۵۴، تحریک معاہدہ ۴۳، عہدنامہ ۴۴،
ہمرکاب سکندرجاہ ۴۸، تکمیل عہدنامہ ۶۸، انتخاب
شرائط ۶۹، تحریک ۷۶، عطائے جاگیر ۷۹،
کا خط ۸۴، کو انعام ۸۵، کا اختلاف ۸۶، کی تحریر
۸۷ و ۸۸، تقسیم کی نسبت ۸۹، نسبت غنیمت ۹۰،
کا حکم ۹۰، کا احتیاط ۹۹، کا انتظام ۹۹، انضمام
سفارت ۹۹، کے تعلقات میرعالم سے ۱۰۰، کی
اجازت چھاؤنی کے لئے ۱۰۲، کا سب سی ڈی آے
رسیڈنسی کو قبول کرنا ۱۰۳، کا انتظام انتقال نظام کے بعد
۱۰۴، کا انتقال ۱۰۵، نظربندی ۱۰۵، واپسی ۱۰۵،
کو پنشن ۱۳۶، تعزیت کو ۱۳۹، کا رقعہ کارنوالس کو
۱۷۰، کے طرز عمل سے میرعالم کا مقابلہ ۱۸۰، کی البدر جبی
۱۸۷، کا تصور ۱۸۸، کا معروضہ ۱۸۹، کی طرف سے
انتظام ۱۹۸، خط و کتابت ۱۹۹ (دیکھو اعظم الامراء بھی)
ارل کورنوالس ۲۲، سے ملاقات ۳۲، سے بازدید
۳۵، کا تحفہ ۳۵،
اسمٰعیل خاں بخشی - ۱۴۷،

اسمٰعیل یار جنگ کی روانگی ۱۲۴، کا اخراج ۱۲۷،
اشجع الدولہ عبداللہ صاحب ۔ کے حق میں جاگیر ۱۴۱،
کے نام سنہ ۱۴۲، موصی لہ ۱۴۵،
اشرف الملک ۔ ۲۰،
اعتصام الملک ۔ ۴۳،
اعتقاد الدولہ ۔ ۱۰۴،
اعظم الامرا (دیکھو ارسطو جاہ بھی) ۶، کے نشی ۱۶، ماموری
میر عالم میں ۱۷، کے فرزند کا انتقال ۴۹، مرہٹہ
قید میں ۵۵، پونہ سے واپسی ۶۴، تجویز سپہ سالاری ۶۲،
اعلیحضرت کی واپسی ۵۵، ماموری میر عالم ۸، منظوری
شرائط ۱۲۴، کی ضیافت ۱۲۷، کا خطر زیڈنٹ کے ۲۰،
افتخار الدولہ (دیکھو رضا بخم) ۔
افسر الدولہ ۱۴۷،
اقدس ۶،
الگزنڈر ۔ ۱۳۸،
امتیاز الدولہ ۶۳،
انشائے عالم ۱۶۶،
اورنگ آباد کے صوبہ دار ۴، ۶۳،
اوڑیسہ کے صوبہ دار ۲،
اوسہ ۶،
اوصاف منیر ۱۴۰،
ایتھے ہرمن کی تحقیق ۱۷۴،
ایجانگر ۲۴،
ایچلیس کرک پیاٹرک دیکھو کرک پیاٹرک ۔
ایرانی گلی ۱۵۲،
ایشونت راؤ رامچندر ۱۱۷،
ایشونت راؤ ہولکر ۱۱۳ و ۱۱۵،
ایلچپور کے صوبہ دار ۵،
ایلچی بیگ کی کمان ۔ ۱۵۳،
ایلور پر قبضہ ۱۸،
ایلیٹ سفیر ۲۱،

ب

بادشاہ بیگم ۳،
بارلو بارنٹ سے سفارش ۱۸۴، کا خط ۱۴۱،
بارنٹ دیکھو بارلو ۔
باری کلوز ممبر کمیٹی تقسیم ۷۸، ۱۱۳،
بارہ دری ۱۴۷،
باغ و بہار ۱۶۵،
بالمکند ۱۴۸،
ببر علی یکساں ۱۰۸،
بجاجی پنڈت ۴۸،
بختاور بیگم ۱۰۶،

بخشی بیگم ۶۲، والدۂ عالیجاہ ۶۳، کی سفارش ۱۰۸، سے معروضہ ۱۱۹،
برار بجاگیر عالیجاہ ۶۳،
برگس پیچ جے کا بیان ۱۳۶،
برہان الدولہ ۵،
برہان الملک ۵،
بریلی کے کلکٹر ۱۹۸،
بسالت جنگ فرانسیسی فوج ۲۰، انگریزوں سے معاہدہ ۲۱، وفات ۲۳، کی دختر ۶۲،
بشیر النسا بیگم ۲۹،
بلاری ۹۹، بدامنی ۱۳۰،
بمبئی ڈاک کا انتظام ۱۳۳، کا بریدی تعلق ۱۳۴،
بنارس ۳۵،
بندگانعالی کے شرائط صلح ۵۵، کی اطلاع دہی ۸۰،
بنگالہ ۔ ۲،
بنگلور ۔ معرکہ ۴۸، بدامنی ۱۳۰،
بور سرفرازی ۶۶، ڈاکٹر، اسٹاف میں اور سرفرازی ۱۳۴،
بہادر بنڈہ ۱۴۰،
بہجت بیگم ۴،
بہرام الدولہ کے تصرف میں ۵،
بہرام الملک ۵،
بہرام جنگ ۷۳،
بیدر ۵۴،
بیدنور تقسیم میں ۸۱،

پ

پارویس ۲۸،
پالیسر ۲۶ و ۲۷،
پانگل ۴۹،
پٹن چرو ۱۴۲ و ۱۴۱،
پرانی حویلی ۱۵۳،
پمبر ۲۷،
پنجہ شاہ ۱۴۵ و ۱۵۲، میں مدفن ۱۹۵ و ۱۹۷،
پنچی ۱۱۶،
پنڈت پردھان ۱۱۲،
پورنیا دیوان میسور ۱۳۸،
پونہ ۲۰، اعظم الامرا کی واپسی ۶۴، کی وکالت ۱۰۵، ڈاک ۱۳۲،
پھلوادی ۳، ۱۴۱،
پیرگاؤں ۵۳،
پیرس آر۔ آر۔ دیکھو آر۔ آر۔ پیرس۔
پیشوا کا حصہ ۸۴،

ت

تاریخ ماہ نامہ ۱۶۲،

تاریخ مرہٹہ میں حدیقۃ العالم ۱۷۴،
تامس سدنہام دیکھو سدنہام
تحفۃ العالم ۱۷۲،
تذکرۃ البلاد والحکام ۵،
ترمل راؤ نائب رانی میسور ۷۶ و ۸۲،
ترنامل ۲۰،
ترک آصفیہ اسباب جنگ کھڑلہ ۵۱،
تنجاپور معاہدہ ۷۶،
تہنیت النسا بیگم کی سفارش ۱۰۸،

ٹ

ٹریٹی آف گارنٹی کا ذکر ۵۱،
ٹیپو سلطان کے زیر اثر فرانسیسی ۳۹، کی سفارت ۴۱،
تحریک رشتہ ۴۲، فوجی نقل و حرکت ۴۳،
فرانسیسی گورنمنٹ سے ارتباط ۴۴، پرشنجون و سینفر ۴۴،
منظوری صلح نامہ ۴۹، کی خواہش و قبضہ خاندان
۶۵، کی شہادت ۷۵،

ث

ثابت جنگ ہنری رسل، کا خیال میر عالم کی نسبت ۱۸۳،

ج

جاج پور ۲۶،
جارج بارلو بارنٹ دیکھو بارلو بارنٹ
جارج رابرٹس ۶۷،
جارج سیوم بادشاہ انگلینڈ کو رقعہ ۱۶۸،
جانسن کا استقبال ۲۹، طلبی ۳۳،
جان شور عدم مداخلت ۵۲،
جان کناوی (دلاور جنگ) ۲۳، تصفیہ بقایا میں ۳۵،
عہدنامہ ۴۳ و ۴۷، صلح میں ۴۸، رزیڈنٹ ۵۲،
جان ملکم کشنر ۹۸،
جعفری ۱۴۰،
جلیسر ۲۷،
جنرل ہاریس کو ہدایت ۸۷، ممبر کمیٹی تقسیم ۷۸، کو میر عالم
کا خط ۱۴۳،
جہاں پرور بیگم ۶،
جہانگیر علیخاں ۵۰،
جیمس مل ۱۷،

چ

چارلس ریو دیکھو ریو
چارلس منکاف کا ایما ۳،
چاندور ۱۱۵،
چنگل ۱۴۴،
چندابائی دیکھو لقا،
چندولال عہدہ دار حصول مال خل ۴۹، کی فتح ۸۶،

کی تدبیر ۱۲۳، وکیل ۱۳۲، کے قرارنامے ۱۳۳،
کا انتخاب ۲۰۰، کے حق میں سفارکرش کا اثر ریاست پر ۲۰۰،
چھاؤنی کا قیام ۷۰،
چیتل درگ کا مقام وقوع وتقسیم ۸۱،
چیری صدر مترجم ۲۸، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵،
چینا پٹن (مدراس) ۱۲۹، ڈاک ۱۳۳،

ح

حاجی محمد زماں شوستری ۶،
حجۃ البالغہ ۱۴۰،
حدیقۃ العالم اسباب جنگ کھڑلہ ۵۱، جنگ میسور سوم ۴۸، کی تصنیف ۱۷۱، عبداللطیف کی تصنیف میں ۱۰۲، ایک قلمی نسخہ ۱۷۲، کا اصلی مصنف ۱۷۳،
حسام الملک ۲۳، خطاب ۱۲۸،
حسام جنگ (دیکھو رضا نجم)
حسین ساگر ۷۰ و ۷۱،
حسین علی بیگ ۱۲۸،
حسین علی خاں ۱۴۷،
حسین علیخاں مرتب رقعات ۱۶۵، ۱۶۶،
حسین یاور جنگ ۱۲۸
حشمت جنگ (دیکھو کرک پیاٹرک)
حمایت ساگر ۱۵۶،
حمید خان منشی دارالانشاء ۲۸، ۳۰،
حیدرآباد پر قبضہ ۲۰، کی صوبہ داری ۱۲۹، میں بغاوت ۱۳۰، ڈاک کا انتظام ۱۳۳، کا پہلا ڈاکٹر ۱۳۴، میں گرانی ۱۳۴، میں منڈی ۱۵۳،
حیدر علی کی ریشہ دوانی ۲۰، کی دھمکی ۲۱،
حیدر نواز جنگ ۷۳،

خ

خاندوران دیکھو درگاہ قلی خاں،
خزانۂ رسول خانی میں سرفرازی کا حال ۱۴۰،
خیر النسا بیگم دختر میر عالم ۱۳۷، کو جاگیر، موسی لہا ۱۴۶،
خیر النسا بیگم بنت عاقل الدولہ ۲۲، کا انعوا ۹۷،

د

داراجاہ ۶۹،
دارالشفاء ۱۴۷،
درگاہ قلی خاں مؤتمن الملک مؤتمن الدولہ خان دوران ۴، ۱۷۵،
دریائے گنگا پر "میر عالم ۲۸،
دگوال ۱۸۹،
دلاور جنگ ۲۳، کا استقبال ۲۹، صلح میں ۴۸،
دلال - سی - ٹی ۱۵۹،
دوجا ۲۶،

دوست علی خاں ۱۴۸،
دولت راؤ سندھیہ ۱۱۳،
دی نظام سے ۱۳۶،

ڈ

ڈف، گرانٹ۔ ایاب جنگ ۱، حدیقہ کی نسبت ۱۴۴،

ر

رائچوتی جاگیریں ۸۶،
رائچور ۶۹،
رائیدرگ جاگیر میں ۱۳۸، ۱۴۳، انگریزی سرکار میں ۱۴۴،
رئیس الملک (مرشد زادہ) ۵۰، عطائے جاگیر ۷۹،
کا حصہ ۸۰،
رابرٹس میجر۔ ۶۳،
راجمندری۔ ۱۸،
راجہ راجندر (رگھوتم راؤ) دیکھو رگھوتم راؤ۔
راجہ ناگپور ۲۱،
راس کرنل ۳۲، ۳۵،
رام پنڈت ۲۴، ۲۵،
رانی میسور ۷۶،
رُدرُور۔ ۱۹،
رُسکن ولیم۔ ۱۷۴،
رسل ہنری ۱۵۴، ۱۵۵،
رضا علی خاں فرزند ہمایہ الدولہ ۱۲۸،
رضا علی خاں سفیر صلح ۴۸،
رضا نجم بن ابوالقاسم طباطبا نجم الدولہ افتخار الملک حسام جنگ (صاحب اخبارات ہند) ۱۹۸۔
رضی سید دیکھو سید رضی۔
رقعات میر عالم ۱۶۵،
رکن الدولہ احتشام جنگ موسیٰ خاں ۶، ۷، روانگی مدراس ۲۰، کا بم ۱۵۷، کے پاس مہتاب جی ۱۶۲،
رگھوتم راؤ (راجہ راجندر) شریک سفارت ۵۳، پیشکار ۱۰۰،
ریڈ۔ کرنل نسبت فوج نظام ۷۵،
ریو چارلس کا خیال ۱۷۳، کی تحقیق ۱۷۴، کا غلط بیان ۱۹۷،

ز

زمیندار کنک گیری سے مقابلہ ۸۶،
زیارت عاشورہ ۵۔ ۱۶۱،
زیبا باغ ۱۳۷،
زیب النسا بیگم زوجہ میر عالم ۱۳۷، کو جاگیر ۱۴۴، ۱۴۵، ملی،
زین العابدین فرزند سید رضی ۴، ۵،
زین العابدین فرزند یار الدولہ ۱۲۸،

س

ساکل (ندی) ۱۵۴،
سالار جنگ ۳، ۴، ۱۴۱، کی جاگیرات میں کمپل ۱۴۳،

ترمیم منڈی ۱۵۳، علمدگی کتبہ ۱۵۵ و ۱۵۷، کتب خانہ
میں زیارت عاشورہ ۱۶۱،
سبحان خاں کا قبضہ ۱۱۶،
سبزی منڈی ۱۵۳،
سب سی ڈی اے ری سسٹم - ۱۰۲،
سبعہ صفات ۱۷۸،
سدنہام نامس، رزیڈنٹ ۱۱۴، تحریر ۱۱۸، خط
مہپت رام کو ۱۲۰، وقع دخل دباریابی ۱۲۴، دوازدہ
دفعات میں ۱۲۶، اخواہ کی نسبت ۱۳۱، ڈاک کی آمدنی
۱۳۳، وصی ۱۴۵، کے تقرر کی اطلاع ۱۸۴،
سدھوٹ - ۹۹،
سراج الدولہ والاجاہ کے پاس نائب میر عالم ۱۲۹،
سراج الملک عالم علی خاں ۱۴۱، کی جاگیرات ۱۴۳،
سرسالار جنگ لایق علی خاں ۱۴۱،
سرفراز علی ۲۶ و ۲۷،
سرکاران شمالی کی نسبت معروضہ ۱۹، کا بقایا پیشکش ۲۰،
کفالت نسبت ادائے پیشکش ۳۷، تصفیہ آخر ۴۰،
سرینگ پٹن ۴، میں ملازمت ۵، پر معرکہ ۷۵،
سعید الدولہ ۷۳، نیابت صوبہ داری پر ۱۲۹،
سکاکول ۱۸،
سکرشاہ پور ۱۱۹،
سکندرآباد - ۱۷۱،
سکندر جاہ (دیکھو مغفرت منزل بھی) ۶، جشن سالگرہ ۲۳،
جنگ پر ۴۸، واپسی از جنگ ۴۹، تخت نشینی کی تائید
۶۹، تائید کے شرائط ۷۱، تخت نشینی ۱۰۴، کا خیال
مشورہ ۱۰۶، ماموری میر عالم ۱۰۸، بذلنی ۱۱۴، کی عطا
۱۴۲، دیوان کا انتخاب ۲۰۰،
سکندر گنج ۱۵۲،
سکینہ بیگم - ۶،
سلطان الدولہ (مرشد زادہ) ۵۰،
سلطان الملک ۲۹،
سلطان بخش بیگم ۵۰،
سلطان پور ۱۱۶،
سلطان محمد جعفر مرزا کا ورود ۱۳۶،
سلطان مرزا کا ورود ۱۳۶،
سلطان میاں ۱۴۹، کو حکم ۱۹۱،
سلیمان جاہ (مرشد زادہ) ۵۰، عطائے جاگیر ۷۹، حصہ
جاگیر ۸۰،
سنبھو بھارتی ۱۱۷،
سورج پرتاب ونت ۱۳۲،
سیتل داس جائزہ ۱۱۹،
سید آغائی ۱۷۲،

سید باقر میرزماں خاں ۴،
سید جواد بن سید عبداللہ ۱۴۱،
سید حاجی ۵،
سید حسن ۱، ۱۷۲،
سید حسن بلگرامی دیکھو عماد الملک ۔
سید حسین ۴،
سید رضی (والد میر عالم) پیدائش ۱، جاگیر ۲، جاگیر اور شادی ۳، انتقال، نشآت شاعری ۶، تعلیم ۱۴، ۱۷۲
سید رضی (فرزند میر عالم) دیکھو میر دوران ۔
سید طالب ۱۷۲،
سید عاقل خاں ۵،
سید عبداللہ ۱، ۱۷۲،
سید فرح اللہ ۱۷۲،
سید محمد ۱۷۲،
سید محمد، صاحب اوصاف میر ۱۴۰،
سید محمد مصنف حدیقۃ العالم ۱۷۳،
سید نعمت اللہ ۱۷۲،
سید نور الدین ۱۷۲،
سیف الملک (شیر الدولہ مرتضیٰ یار خاں عالی میاں یا متعالی میاں) نے انتقال کیا ۱۳۰، ہمرکاب سکندر جاہ ۱۴۸،
سی اولمنٹ دیکھو ولمٹ ۔

ش

شامراج شریک سفارت ۵۳،
شاہ باقر حسین پنچی پر ۱۱۶،
شاہ پور ہیبت رام کی روانگی ۱۲۷،
شاہ نواز خاں دیکھو صمصام الدولہ ۔
شجاع الدولہ ۲،
شجاع الدولہ محمد علی خاں نبیرہ میر عالم ۱۴۱،
شرف النسا بیگم ۲۲، کی درخواست ۹۸،
شریعت اللہ خان ۱۴۵،
شمس الامراء ۲۹، کا انتخاب اور خدمت سے الگی ناراضی ۱۹۹،
شمس الدین محمد حیدر ۔ دیکھو شیر جنگ ۔
شمس الملک دیکھو شمس الامراء
شمشیر جنگ شمشیر الملک ۱۰۴،
شنکر درگ ۱۳۰،
شوکت جنگ دیکھو کرک پیاٹرک ولیم ۔
شہزادہ بیگم ۱۳۷،
شہسوار علی کو دست غیب ۱۹۳، ۱۹۴،
شیر جنگ ۴، ۱۷۵،

ص

صاحب اخبارات ہند ۱۹۸،
صاحب بیگم ۱۳۷، کا عقد ۱۴۱، کو جاگیر ۱۴۴، موصی لہا ۱۴۶،

صاحب تاریخ رشیدالدین خانی کا بیان ۱۲۹،
صاحب تاریخ ماہ نامہ (دیکھو غلام حسین خاں حزیں بہجی) ۱۶۲،
سے استنباط ۱۶۳، کی تاریخ ۱۹۵۔
صاحب حدیقۃ العالم اندازہ تعمیر ۱۰۴، مرض کی نسبت ۱۹۴،
صاحب خزانہ رسول خانی کا بیان مہپت رام کی نسبت ۱۲۲،
کا خیال ڈاک پر ۱۳۳، کا بیان حق خدمت دوانی پر ۱۳۵،
صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ۱۰۸، کا بیان کردہ واقعہ ۱۸۷،
کا اظہار رعب ۱۸۹،
صاحب گوہر شاہوار کا بیان مہپت رام کی نسبت ۱۲۲،
کا بیان حق خدمت دوانی پر ۱۳۵، کا اقبال ۱۳۶،
کا الزام میر عالم پر ۱۸۰،
صاحب مختار الاخبار کا مادۂ تاریخ ۱۹۵، کا بیان ۱۹۰،
صالحہ بیگم ۶۲،
صفدر خاں ۴،
صلابت جنگ ۱۸،
صلابت خاں کا قبضہ ۱۱۶،
صمصام الدولہ شاہ نواز خاں ۱۵،
صمصام الملک عبدالحی خاں ۱۵،

ظ

ظفر جنگ (صاحبزادہ) ۵۰،
ظہور النسا بیگم ۶۲،

ع

عاشق حسین خاں ۴،
عاشور خانہ ۱۵۱،
عاقل الدولہ ۲۲،
عالم آرا بیگم ۶۲،
عالم تخلص ۱۶۴،
عالم علیخاں دیکھو سراج الملک
عالیجاہ خروج ۶۲ و ۶۳،
عباس علیخاں دیکھو نظام یار جنگ۔
عبدالحی دیکھو صمصام الملک۔
عبدالعزیز خاں ۲۲، حصول عمل دخل ۱۴۹ و ۱۴۲،
عبدالغنی ۶،
عبداللطیف شوستری توجیہ علیحدگی ۹۹، سفارت پر ۱۲۰،
۱۴۸، حدیقہ کی نسبت ۱۷۱ و ۱۷۲،
عبداللطیف شیرازی ۱۷۲،
عبداللہ صاحب دیکھو اصح الدولہ۔
عثمان ساگر ۱۵۹،
عثمان علی خاں بہادر خلداللہ ملکہ و دولتہ ۱۵۹،
عرض بیگی کی ڈیوڑھی ۱۵۳،
عزیز الملک دیکھو برک پیارک ولیم،
علی بیگ خاں ۱۳۷، وفد میں ۱۴۸،

علی زماں خاں دیکھو منیر الملک۔
علی نواز جنگ ۱۵۹،
عماد الملک سید حسن بلگرامی کا قول ۱۱۸، تالاب کی نسبت ۱۵۲، کا خیال رقعات پر ۱۶۶، حدیقہ کی نسبت ۱۷۱،
عنایت جنگ ۲۰،
عوض خاں ۱۸۷،
عیسیٰ ندی ۱۵۳،

غ

غازی بنڈہ ۱۵۷،
غفراں مآب (دیکھو نظام علیخاں بھی) ۲، ۱۷، میسور کی مہم پر ۲۰، کی سفارت ۲۲، معاہدہ ۴۳، احکام تعمیل ۶۶، خطا نسبت عطائے ملک مفتوح ۷۰، قرارداد حصص ملک ۷۹، مہیت رام کی سرفرازی ۱۱۷، سید رضی کو خطاب ۱۳۷، شریک بزم عقد ۱۳۹، اوائی تعزیت ۱۳۹، کی عطا ۱۴۱، کی سرفرازی چندا کو ۱۶۲، کا رقعہ بادشاہ انگلینڈ کو ۱۶۸، کا حکم ۱۹۰، کی اجازت ۱۹۷،
غلام حسن خاں جوہر (صاحب تاریخ ماہ نامہ) کا عرض ۱۶۲ کے الفاظ ۱۶۳، کی تاریخ ۱۹۵۔
غلام حسین خان زماں خاں (صاحب گلزار آصفیہ) ۱۴۸،
غلام حیدر خاں ۱۴۷،
غلام سید خاں دیکھو ارسطو جاہ۔
غلام علی خاں سفیر صلح ۴۸،
غلام نبی خاں شریک سفارت ۲۳، خانسامان ۱۰۰،
غیور جنگ دیکھو منیر الملک۔

ف

فتح علی بیگ ۲۶،
فرخ نژاد خاں ۶،
فخر الدولہ دیکھو کرک پیاٹرک جے۔ اے۔
فخر الملک کی صاحبزادی ۱۵۲،
فوجدار میدنی پور ۲۶،
فیض اللہ (صاحب خزانہ رسول خانی) ۱۰۱،

ق

قاضی پلی ۱۴۴،
قطب نمائے عالم ۱۷۴،
قمر الدین خان حصہ جاگیر ۸۴، کی درخواست ۸۷،

ک

کاظم علی ۲۳،
کالوہ ۸۶،
کالی بیگم ۱۰۶،
کالی کمان ۱۵۲،
کامگار جنگ حصول عمل دخل ۴۹،

کپتان کناوی سفیر ۲۳، ۳۰، ۳۷،
کپتان وائٹ کی اطلاع نسبت صدول ملکی فوج ۵۰،
کپتان ہمنگ ۹۸،
کپتل ۱۴۰، انگریزی سرکار میں ۱۴۲،
کتل واڑاپلی ۶۲،
کٹک ۲۴، ۲۵،
کرک پیاٹرک جے اے مؤتمن الملک فخرالدولہ شمشیر جنگ
شادی ۲۲، عنادیر عالم سے ۴۰، پیش کنندہ صلح نامہ
۶۶، اطلاع برطرفی فوج ۶۷، خطاب ۸۲، تعلق
برتیت ۹۸، کا امتنان ۱۰۰، شریک معروضہ ۱۰۲،
دربار میں ۱۱۰، کا مطالبہ ۱۱۰، کا تبادلہ ۱۱۴،
باریابی و مراسلہ ۱۱۵، ۱۱۶، اسٹاف کا ڈاکٹر ۱۳۴،
کو توجہ ۱۸۹، کی عادت اور رائے ۱۹۱،
کرک پیاٹرک ولیم، عزیز الملک مغفرالدولہ شوکت جنگ
کا خط خلاف قوم فرانسیس ۵۰، خط نسبت عدم آمد
پروانہ ۵۹، ممبر کمیٹی تقسیم ۷۸، خطاب ۸۲، کو یر عالم
کا خط ۱۷۱،
کرنل فورڈ ۱۸،
کرنل آرتھر ویلزلی سپہ سالاری کے واسطے ۴۷، ممبر کمیٹی تقسیم ۷۸،
کریم بیگ کا اخراج ۱۲۷،
کڑپہ فرانسیسی فوج ۵۹، بندوبست ۹۹،
کلاڈ ۱۹،
کلبگور ۱۴۱،
کلکتہ ۔ ۲۸، ڈاک کا انتظام ۱۳۳، بریدی تعلق ۱۳۴،
میں ایک مقدمہ ۱۸۱،
کلیانی ۱۰۶،
کلیف گورنر ۱۴۳،
کمار ۸۶،
کمال الدین ۱۸۲،
کنجی کوٹ بندوبست ۹۹،
کنڈاپلی ۱۸، ۶۳،
کوپل پور ۲۹،
کوتوال گوڑہ ۱۵۴، بند کا کتبہ ۱۵۵،
کوچہ نسیم ۱۵۲،
کورنوالس گورنر جنرل ۔ ۲۲، ملاقات ۳۲، کا خط بصورت
عہدنامہ ۳۷، کا خط خلاف ٹیپو ۴۲، کا شبہ ۵۹،
کو ارسطو جاہ کا خط ۱۷۰، کی تحریر ۱۸۵،
کوڑنگ راؤ ۔ ۲۵،
کولن پلی ۔ ۱۴۴،
کھپرہ ۔ جاگیر ۱۰۵،
کھڑالہ معرکہ ۵۴،
کھم ۔ فرانسیسی فوج ۵۹،

کیواں جاہ - حصہ جاگیر ۸۰،
کربلائے معلیٰ میں جا رہنا ۱۹۷، پر حملہ ۱۹۸، کو ہجرت ۱۹۹،

گ

گاویل تنانہ ۱۱۳،
گدز چلکا ۲۴،
گرانٹ ڈف دیکھو ڈف -
گلزار آصفیہ ۲، کا بیان ۱۵۴،
گلزار حوض ۱۵۲،
گنٹور ۱۸، میں فرانسیسی فوج ۲۰، اجارہ پر ۲۱، تفویض ۲۲ و ۳۰،
گنجام ۲۴،
گنڈی پیٹھ ۱۵۹،
گنیش پنڈت ۱۱۳،
گورم کنڈہ ۸۶،
گورنر جنرل خط سفیر آگپور کو ۲۱، کے پاس سفارت ۲۲، سے ملاقات ۳۲، رضامندی مشروط ۴۷، شبخون ۴۸، قیام کمیٹی تقسیم ۷۸، تحریر کا حوالہ ۸۷، کا خیال ۹۰، سوزطن ۹۱، تقرر کمشنر ۹۸، کو خط ۱۰۶، خط نسبت تقرر میر عالم ۱۰۷، کا خط انتقال میر عالم پر ۱۹۹، کی سفارش ۲۰۰،
گولکنڈہ میں کریم بیگ ۱۲۰،
گوبند بخش لشکر پر ۱۲۸،

ل

لایق علی خاں دیکھو سر سالار جنگ -
لطف الدولہ ۲۹،
لارڈ منٹو کا خط انتقال میر عالم پر ۱۹۹،

م

مادھوا چاری ۱۰۵،
مارشس من ۵۵،
مارکویس ویلزلی گورنر جنرل ہند ۶۴، خط ۶۷، ۶۹، ۷۰، کے شرائط ۷۰، کی تحریر ۷۲، تحریک نسبت سپہ سالاری ارسطو جاہ ۷۴، خط نسبت عطائے جاگیر ۷۹، رفع اعتراض میر عالم ۸۳، معاودت ۸۵، خط ۹۱، کا اصول ۹۵،
مالکم - سرفرازی ۶۶، ۱۳۴، ممبر کمیٹی تقسیم ۷۸،
مالیٹ - ۵۲،
مالی میاں دیکھو سیف الملک -
ماما بٹن - قاصد ۱۲۴،
ماما چمپا - قاصد ۱۲۴،
مانٹ ریسیر - ۱۳۰،
ماہ لقا کا سراپا و خطاب ۱۶۲، کا تعلق میر عالم سے ۱۶۳، مثنوی میر عالم ۱۶۱، کے اشعار ۱۶۴،

مچھلی بندر ڈاک کا انتظام ۱۳۳،
مچھلی کمان ۱۵۲،
محمد بیگ ۲۸،
محمد تقی خاں ۱۳۷،
محمد حسین ۳۰،
محمد سعید ۱۲۹،
محمد شاہ پور ۱۴۴،
محمد علی دیکھو اشجع الدولہ
محمد علی شوستری ۱۴۸،
محمد غیاث ۴۲،
محمد کاظم ۱۶۶،
محمد نگر میں بند گانغالی ۶۶،
محکم ۱۷۷ و ۱۷۸،
مختار الممالک تراب علی خاں ۴، کے عہد میں برابر
انگریزی میں ۱۴۲، کا انتخاب ۱۴۳،
مدراس میں دیوان ۲۰، میں سعید الدولہ ۲۹ میں
ڈاک ۱۳۳، کا بریدی تعلق ۱۳۴،
مرار پنڈت ۲۷،
مرتضیٰ نگر ۲۰،
مرتضیٰ یار خان ۔ دیکھو سیف الملک ۔
مرزا قاسم ۲۲،
مرشد قلی خاں ۲،
مرغ خانہ کی بادلی ۱۵۱،
مریم بیگم ۵،
مستقیم الدولہ ۶، عمل دخل ۴۹، کی تاویل در خط
۵۴، اختلاف ۹۵، باعث کشیدگی ۹۸، سے
استفسار ۱۰۰، معروضہ ۱۰۱ و ۱۰۲، کے پاس وفد
۱۴۸، نائب میر عالم ۱۸۷، تعمیل حکم میں ۱۸۸ کی
نسبت فرمان اور علیحدگی ۱۸۹، کی نظر بندی پر نظر ۱۹۰
بے اجازت آجانا ۱۹۱،
مشیر الدولہ ۔ دیکھو سیف الملک ۔
مشیر خبگ ۲۰،
مصباح العارفین ۱۶۰،
مصطفےٰ نگر ۱۸، ۶۳،
معالی میاں دیکھو سیف الملک ۔
معین الدولہ ۲۹، ۱۸۲،
مغفرت مآب کی اجازت ۲،
مغفرت منزل ماموری میر عالم ۱۰۸، کا حکم مہیت رام کو
۱۲۲، کی فہمایش ۱۲۴، کا حکم فوج بے فاعدہ کو ۱۳۰،
کا سوزطن ۲۰۰،
مفخر الدولہ دیکھو کرک پیاٹرک ولیم ۔
مکرمہ بانو بیگم ۱۰۶،

مکھن لال توجیہ کشیدگی ۹۸،
ممتاز الامراء ۶۳، سے مشورہ اور خط ۱۰۶،
منرو سکرٹری کمیٹی تقسیم ۷۸، کا عدم اطمینان ۱۰۷،
منیر الملک علی زماں خاں غیور جنگ ۴، خواصی میں ۱۲۶، کا عقد ۱۳۹، کا عقد ثانی ۱۴۱، کا انتخاب ۱۹۹، کے شریک خدمت ۲۰۵،
مومن الدولہ دیکھو درگاہ قلی خاں۔
مومن الملک دیکھو درگاہ قلی خاں۔
مومن الملک دیکھو کرک پیاٹرک جے۔ اے۔
مومن خاں ۴،
موٹاپلی ۲۰،
موسیٰ جام میتس ۵۳،
موسیٰ ریمون ۵۷، کی وکالت اور سررشتہ داری ۱۱۴،
موسیٰ خان دیکھو رکن الدولہ۔
مہاندی ۲۶،
مہیت رام وکیل و سررشتہ دار و تعلقدار و مخالفت ۱۱۴، حوالگی دیسکھی ۱۱۷، تعلقدار برار ۱۱۷، کی فکر ۱۱۸، کی تشویق ۱۱۸، سکہ جاننے کا حکم ۱۱۹، خطاب نہاں کو ۱۱۹، تربتی میں رہنے کی خواہش ۱۲۰، پیشکش دام کو جائزہ ۱۱۹، کی نیت ۱۲۱، سے مقابلہ ۱۲۲، کا انتقال ۱۲۲، تعمیل فرمان ۱۲۳، کی روانگی ۱۲۴، کا اخراج ۱۲۷، کی معذرت ۱۲۷، سے مطالبہ ۱۲۷،
مہتاب جی ۱۶۲،
مہدی یار خاں ۲۲،
میدک بتصرف فرانسیسی ۵۷،
میدنی پور ۲۷ و ۲۸،
میر دوراں - میر رضی (فرزند میر عالم) خطاب ۳۶، سے مطالبہ جواہرات ۱۰۰، پیدائش ۱۳۷، کو جاگیر ۱۳۸، کو عوض جمعیت میں جاگیر ۱۴۳، کی محرومی جاگیر سے ۱۴۴، کی قبر ۱۹۶،
میرزا محمد علی ۶،
میرزا محمد مہدی شہرستانی سے خط و کتابت ۱۹۹،
میر صادق ۵،
میر عالم (دیکھو ابو القاسم بھی) ۶، سفر کی روئداد ۲۴، عبور دریائے گنگا ۲۹، مسئلہ استقبال ۲۹، ملاقات ۳۲، ۳۳، تحفہ نظام ۳۴، واپسی ۳۴، بازدید ۳۵، خطاب ۳۶، سفارت کلکتہ میں کیا کیا ۳۹، تفویض سرکاران شمالی ۴۱، عہدنامہ ۴۳ و ۴۴، ہمرکاب سکندر جاہ ۴۸، صلح میں ۴۸، واپسی از جنگ ۴۹، عمل دخل ممالک ۴۹، کا معروضہ ۴۹، سفارت بونہ ۵۰، ۵۲، سفر سفارت ۵۳، سردار مرہٹہ سے ملاقات ۵۳، واپسی از سفارت ۵۵، دور اندیشانہ معروضہ ۶۶، معروضہ نسبت جاگیر حالیجاہ ۶۳، سپہ سالاری پر ۷۲، ۷۳،

کمان کرنل ویلزلی کی نسبت تحریک ۷۳، اختلاف نسبت تقسیم ۷۸، کی خواہش نسبت چتیل درگ ۸۱، اقتدارات ۸۲، کو انعام ۸۵، کے انعام کا مصرف ۸۵، مدراس میں بندوبست ملک و تسخیر میں ۸۵، خلاف معاہدہ امور پر اختلاف ۸۶، تحریک نسبت پسماندگان ٹیپو سلطان ۸۸، اظہار واقعہ ۸۹، تقسیم غنیمت میں حصہ نہ پانا ۹۱، اختلاف ۹۵، علیحدگی کا سبب ۹۷، کشیدگی ۹۸، علیحدگی ۹۹، استقبال ۹۹، انگریزوں سے ساخت باجفت ۱۰۰، جواہرات کی حوالگی ۱۰۰ کو اجازت مسعودہ ۱۰۰، گھر میں آرہنے کی اجازت ۱۰۲، انتخاب دیوانی پر ۱۰۵، تقرر دیوانی پر ۱۰۶ و ۱۰۸، موزونیت دیوانی پر ۱۰۹، کوٹھی کو گئے ۱۱۰، تعزیر کی نظیر ۱۱۰، پہلا کام ۱۱۱، پر اتہام ۱۱۸، کی مدافعت ۱۱۸، کی نسبت سوء ظن ۱۱۸، کی اطلاع دہی ۱۱۹، پر خفگی ۱۱۹، کا معروضہ ۱۱۹، کا ایما ۱۲۳، کی باریابی ۱۲۳، رزیڈنسی کیاسل میں ۱۲۳، کو فہمایش ۱۲۴، دوازدہ دفعات ۱۲۴، کمپنی کے وکیل ۱۲۶، پر دوازدہ دفعات کا اثر ۱۲۷، ترتیب جشن ۱۲۷، کا صرفہ ۱۲۸، کی نذر ۱۲۸، کی عرض بیگی ۱۲۸، کی نیابت ۱۲۸، کی ناخوشی ۱۲۹، کا انتخاب ۱۳۲، کی تدبیر قسط ۱۳۵، کے عہد انتظام مملکت ۱۳۵، کو پنشن ۱۳۶، کے محلات ۱۳۷، کا ہبہ ۱۳۷، فرزند کی شادی ۱۳۸، کی نذر ۱۳۹، کی جاگیر بر عبدالعزیز خاں ۱۴۲، بندوبست ملک پر ۱۴۳، کا خط گورنر کو اور معروضہ ۱۴۳، محرومی جاگیر سے ۱۴۴، کا وصی ۱۴۵، کی سرائیں ۱۴۶، کا باغ ۱۴۶، افسر الدولہ کی حویلی ۱۴۷، جشن سالگرہ علیحضرت ۱۴۷، نذر ۱۴۷، جواہر مستقیم الدولہ کے پاس ۱۴۸، عام اجازت سیر ۱۴۹، کے اشعار بارہ دری کے محل پر ۱۵۰، کے مکانات ۱۵۰، کا دیوان خانہ ۱۵۱، کی منڈی ۱۵۲، کا تالاب ۱۵۳، کی تحریر بچہ کی نسبت ۱۵۵، علمی دلچسپی ۱۵۹، کی تصانیف ۱۶۰، مثنوی و شاعری و دیوان ۱۶۱، ماہ لقا سے تعلق ۱۶۳، کے شاگرد و تخلص ۱۶۴، کا خط کرک پیاٹرک کو ۱۷۱، دہ مجلس میں ۱۷۷، کے اخلاق ۱۷۸، کا جود و سخا ۱۷۹، کے طرز عمل کا مقابلہ ارسطو جاہ سے ۱۸۰، کا اصول حکومت ۱۸۱، کی فہم و فراست ۱۸۱، کی رسائی فہم ۱۸۲، رسل کی تحریر میں ۱۸۳، کے خصائل ۱۸۴، اضافہ الونس و شریک مصالحت و کورنوالس کی تحریر میں ۱۸۵، کی کمزوری، کی تعمیل پروری، کی ایک ملاقات ۱۸۶، انگریزی سے لاعلمی و حسن تدبیر ۱۸۷، کے والد کی سخی و خیرات ۱۸۸، کی یادداشت ۱۸۹، کی چٹھی والماعت و عرض ۱۹۰، کے ڈیرے میں مستقیم الدولہ و اعتصام الملک کے بیچ میں مستقیم الدولہ کی واپسی و طرز عمل و رئیس لکھنؤ کی طلبی ۱۹۱، کی سعدت و خوش اخلاقی و غیر معمولی خطاب کی وجہ اطلاع ۱۹۲، شہسوار علی کو ہموار ۱۹۳، فساد خون ۱۹۴، کی وفات ۱۹۵، کی قبر ۱۹۶، ہجرت و استعفا ۱۹۷، زیارت و رقم بھیجنا ۱۹۸، عتاب اور ایک خط کا فقرہ و ہجرت ۱۹۹،

میر کلاں خاں ۱۰۶،
میر مومن کا رد پیہ اور زوائر ۱۹۳ کے دائرہ میں فن ۱۹۵ و ۱۹۶،
میسور۔ ۵، جنگ ۲۰،

ن

نادر قلم خاں ۱۵۰،
ناگپور ۲۱، ۳۵،
ناگل پلی ۱۰۱،
نجف اشرف کا قلعہ اور وہابیوں کا حملہ ۱۹۸،
نجم الدولہ (دیکھو رضا نجم)
ندی پار ۱۴۸،
نزل جاگیر عالیجاہ میں ۶۳،
نشان حیدری ۵،
نظام (دیکھو نظام علیخاں بھی) حلیف کمپنی ۲۰، کی ناخوشی ۲۱،
کو واجب الوصول رقم ۲۳، روپیام ۴۲، روانگی ۵۴ کی
شکست ۵۵، انگریزی فوج کی برطرفی ۵۷، مخالفت ٹیپو سلطان
۶۵، کا حکم برطرفی ۶۶، کا حصہ میسور میں ۸۴،
نظام علیخاں (دیکھو نظام بھی) سرفرازی میر رضی کو ۲، کو
اطلاع ۱۹، فالج زدہ ۲۷، کا انتقال ۱۰۴،
نظام یار جنگ عباس علیخاں ۲۲ و ۲۳، کو خطاب ۱۲۸،
نفیسہ بیگم دختر میر عالم ۱۳۰، کی شادی اور موضع عمل اور انتقال ۱۳۹،
نگارستان آصفی جاگیر سید رضی کے متعلق ۲ و ۳،
نندی درگ میں بدامنی ۱۳۰،
نور الاصفیا کا قطعہ تاریخ ۱۵۷،
نور جہاں آرا بیگم۔ میر عالم کی بہو ۱۳۸، کو جاگیر ۱۴۴،
موصی لہا ۱۴۶،
نہر حسینی کی تعمیر ۱۹۸،
نیا پل ۱۴۷،
نیاز بہادر خان ۱۴۹،

و

وائی گاؤں ۱۱۶،
واحد علی خاں ۱۲۸،
والاجاہ آباد میں بدامنی ۱۳۰،
وجور ہٹ ۲۷،
ورنگل ۲۰،
وفادار خاں ۱۰۴،
ولسن (مورخ) ۶۶،
ولمٹ سی کا قول ۱۱۸، تالاب کی نسبت ۱۵۴،
ولیم رسکن دیکھو رسکن۔
ویرا پور ۱۱۷،
ویشو نیشوارایا ۱۵۹،
ویلزلی دیکھو مارکوئس ویلزلی۔

ہ

ہادی الدولہ ۔ ۳۷،
ہارسیس دیکھو جنرل ہارس۔
ہالنڈ رزیڈنٹ ۱۷، کو ہدایت ۲۱، واپسی ۲۲،
ہالی برٹن کی تحریر ۱۱۶،
ہرمن ایتھے دیکھو ایتھے،
ہسٹری آف دی مرہٹاس میں اسباب جنگ کھڑلہ ۵۱،
ہنڈمن سردار فوج ۶۷،
ہنری رسل دیکھو رسل،
ہنمنت راؤ ۱۰۵،

ی

یادگار مکھن لال ۳،
یاور الدولہ سفارت پر ۱۲۸،
یکساں دیکھو ببر علی،
یوسف علی خاں دیکھو سالار جنگ،

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳	زندگی میں	زندگی ہیں
۵	۷	تذکرۃ البلدو الحکام	فتح المجاہدین
۱۶	۵	جس	جن
۲۰	۱۳ حاشیہ	بحاری	بخاری
۲۱	۱۴	فرانسیسی اس	اس فرانسیسی
۳۱	۸	جیغہ ورسربند	جیغہ اورسربند
۳۸	۲	موقع	مواقع
۵۵	۱۲	واپس سے ہوے	واپس ہوے
۵۶	۱۱	چاہتے تھے	چاہتی تھی
۷۵	۱۳	آماہ	آمادہ
۸۰	۴	سلیماں جاہ کے	سلیماں جاہ ان کے
۹۶	۹	کمپنی کے بہادر	کمپنی بہادر کے
۹۷	۱۰	اور اور	اور
۹۹	۹	اور	۰
۱۰۵	۷	بھی	کئی
۱۱۴	۱۱ عنوان	راۓ	رام
۱۱۶	۱۸ حاشیہ	سب ڈی اے ری	سب سی ڈی اے ری
۱۲۱	۱۴	اسی	اس
۱۲۲	۱۷	اراجہ کو	راجہ کو
۱۲۴	۴	سرفراز	سرفراز
۱۲۷	۱	متعلقہ	متعلق
〃	۱۵	میرعالم باغ	میرعالم کے باغ
۱۳۰	۱۰	تھی	ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۱	۱۴	لاق	لایق
۱۴۹	۵	پاورچیخانہ	باورچیخانہ
۱۵۱	۱	اور منڈی کے شمال رخ پڑتا تھا	.
۱۵۵	۱۴	دروازوں	درزوں
۱۵۷	۱۵	عرق	غرق
۱۶۲	۱۳ حاشیہ	مجرٰی	مجرے
۱۷۶	۱۱	کیا	کی
۱۷۷	۳	علیہ السلام	علیہا السلام
۱۷۹	۱۷	طبیعتاً	طبعاً
۱۸۵	۱۰	تھا	.
۱۸۶	۳	اس کے وہ	اس کے کہ وہ
//	۵	پڑہنے	بڑہنے
۱۹۲	۴	دوور	دور
۱۹۲	۱۸ حاشیہ	مناسب	مناصب
۱۹۳	۱	حضرت مومنؒ	حضرت میر مومنؒ
۱۹۵	۴	سنہ ۱۳۲۳	سنہ ۱۲۲۳
//	۱۱	فروس	فردوس
//	۱۵	ہوے	ہوی

مطبوعہ

شمس الاسلام پریس چھتہ بازار

حیدرآباد دکن

مطبوعة شمس الإسلاميين